عاشقانِ رسول کی 130 حکایات

مع مکے مدینے کی زیارتیں

مؤلف

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نام کتاب : **عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں**

مؤلف : شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا
ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

تاریخِ اشاعت : شوال المکرّم ۱٤۳۳ھ، ستمبر 2012ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ عالمی مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃُ المدینہ کی شاخیں

- **کراچی** : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی — فون: 021-32203311
- **لاھور** : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ — فون: 042-37311679
- **سردار آباد** : (فیصل آباد) امین پور بازار — فون: 041-2632625
- **کشمیر** : چوک شہیداں، میرپور — فون: 058274-37212
- **حیدر آباد** : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن — فون: 022-2620122
- **ملتان** : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ — فون: 061-4511192
- **اوکاڑہ** : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال — فون: 044-2550767
- **راولپنڈی** : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ — فون: 051-5553765
- **خان پور** : دُرانی چوک، نہر کنارہ — فون: 068-5571686
- **نواب شاہ** : چکرا بازار، نزد MCB — فون: 0244-4362145
- **سکھر** : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ — فون: 071-5619195
- **گوجرانوالہ** : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ — فون: 055-4225653
- **پشاور** : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر

فہرس

عنوان	صفحہ
درود شریف کی فضیلت	11
زائرینِ مدینہ کی 51 حکایات	12
﴿١﴾ روضۂ پاک سے بشارت	12
﴿٢﴾ درِ رسول پر حاضر ہونے والا بخشا گیا	13
﴿٣﴾ اے زائرِ روضۂ انور! مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ	15
﴿٤﴾ دیکھو مدینہ آ گیا!	16
﴿٥﴾ سبز گھوڑے سوار	17
﴿٦﴾ دوسرے کا سلام پہنچانے کی برکت سے دیدار ہو گیا	18
﴿٧﴾ حاضرین نے روضۂ انور سے جوابِ سلام سنا	20
﴿٨﴾ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ	21
﴿٩﴾ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ یَا مُحَمَّد ہاشِمُ الْتَتَوِی	22
﴿١٠﴾ قبرِ انور سے دستِ مبارک نکلا	22
﴿١١﴾ میں سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کے پاس آیا ہوں	23
﴿١٢﴾ سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے کھانا بھجوایا	24
﴿١٣﴾ سرکار نے کھانا کھلایا	25
﴿١٤﴾ سرکار نے درہم عطا فرمائے	27
﴿١٥﴾ سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے روٹی عطا فرمائی	28
﴿١٦﴾ جاگا تو آدھی روٹی ہاتھ میں تھی!	29
﴿١٧﴾ شکرِ ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا	30
﴿١٨﴾ مانگو تو بڑی چیز مانگو	31
﴿١٩﴾ اعلیٰ حضرت نے منیٰ میں دعائے مغفرت کروائی	34
﴿٢٠﴾ تم زیارت کو نہ آئے تو ہم آ گئے	35
﴿٢١﴾ ہم نے تمہارا عذر قبول کر لیا ہے	36
﴿٢٢﴾ بیٹا قید سے رہا ہو گیا	37
﴿٢٣﴾ غیب دان آقا نے خواب میں بارش کی بشارت دی	38
﴿٢٤﴾ کنوئیں سے رہائی دلوائی	39
مشہور عاشقِ رسول امام مالک کی 12 حکایات	40
﴿٢٥﴾ مدینے میں ننگے پاؤں	40
﴿٢٦﴾ ہر رات دیدارِ سرورِ کائنات	41
﴿٢٧﴾ مدینے میں سُواری سے پرہیز	41
﴿٢٨﴾ ذکرِ نبی کے وقت رنگ بدل جاتا	42
﴿٢٩﴾ درسِ حدیثِ پاک کا انداز	43
﴿٣٠﴾ بچھو نے 16 ڈنک مارے مگر درسِ حدیث جاری رکھا	43
﴿٣١﴾ احادیث کے اوراق پانی میں ڈال دیئے مگر......	44
﴿٣٢﴾ عشقِ رسول میں رونے والے محدث کی قدر دانی	45
﴿٣٣﴾ خاکِ مدینہ کی توہین کرنے والے کیلئے سزا	45
﴿٣٤﴾ قضائے حاجت کے لئے حرم سے باہر جایا کرتے	46
﴿٣٥﴾ مسجدِ نبوی میں آواز دھیمی رکھو	46
﴿٣٦﴾ روضۂ رسول کی طرف منہ کر کے دُعا مانگو	48
﴿٣٧﴾ جس سے ہو سکے وہ مدینے شریف میں مرے	49
﴿٣٨﴾ مدینے میں وفات، بوقتِ رخصت نیکی کی دعوت	50
﴿٣٩﴾ محبوب کو منانے کے نرالے انداز	51
﴿٤٠﴾ اذانِ بلال	52
﴿٤١﴾ غرناطہ کا مایوس العلاج مریض	54
﴿٤٢﴾ زم زم کا باکمال ساقی	55
﴿٤٣﴾ تین روپیہ مدینہ...... تین روپیہ ملتان	57
﴿٤٤﴾ آقا کے کرم سے گمشدہ بیٹا مل گیا	60
﴿٤٥﴾ آقا کو پکارنے سے کمزوری دور ہو جاتی	61
﴿٤٦﴾ گنبدِ خضرا دیکھ کر دم نکل گیا!	62
﴿٤٧﴾ قرض ادا کروا دیا	63
﴿٤٨﴾ ترک مریض کا علاج	64
﴿٤٩﴾ مدینے کی مٹی اور پھلوں میں شِفا	66
﴿٥٠﴾ سال بھر کا بخار ایک دن میں جاتا رہا	66
﴿٥١﴾ خاکِ شفا سے وَرَم کا علاج	67
حاجیوں کی 42 حکایات	68
دُرود شریف کی فضیلت	68
شہنشاہِ انام علیہ السلام کا سلام اپنے ایک غلام کے نام	68
﴿٥٢﴾ والدِ مرحوم پر جنگل میں کرم بالائے کرم	69

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
﴿٥٣﴾ اپنے آقا سے پہلے طواف نہیں کروں گا	71	حُبِّ جاہ کے متعلق اہم ترین مدنی پھول	104
﴿٥٤﴾ 20 پیدل سفرِ حج	72	اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے حاجیوں کے لئے مدنی پھول	108
﴿٥٥﴾ آقا کے ساتھ بارش میں طواف کی سعادت	74	کیا اپنے حج وعمرہ کی تعداد بیان کرنا گناہ ہے؟	109
﴿٥٦﴾ مجھے حرم شریف میں لے چلو	75	دو حج ضائع کردیئے	110
﴿٥٧﴾ حلق میں سوئی چبھنے کا زم زم سے علاج ہوگیا	76	نیکیاں چھپاؤ	110
﴿٥٨﴾ پیاس کا بیمار اور آبِ زم زم کی بہار	76	﴿٧٧﴾ ایک بزرگ کا شیطان سے مکالمہ	111
﴿٥٩﴾ عطاؤں کا کنواں۔ سزاؤں کا کنواں	77	﴿٧٨﴾ بلندی چاہنے والے کی رُسوائی	112
﴿٦٠﴾ ہند سے یکا یک کعبے کے رُوبرو	79	﴿٧٩﴾ حج کی خواہش تھی مگر پلّے زر نہ تھا	113
﴿٦١﴾ انوکھا کوڑھی	80	﴿٨٠﴾ ہر دل عزیز خلیفہ	115
﴿٦٢﴾ جب بُلایا آقا نے خود ہی انتظام ہوگئے	84	﴿٨١﴾ پُر قع پوش اعرابیّہ	116
﴿٦٣﴾ ہم نے تیری بات سن لی ہے	86	﴿٨٢﴾ بکثرت رونے والا حاجی	118
﴿٦٤﴾ ضَرب کرتے تو قدموں سے چشمہ جاری ہوجاتا	87	﴿٨٣﴾ حاجیوں کی حیرت انگیز خیر خواہی	121
﴿٦٥﴾ ایک طائف کی نرالی دُعا	88	﴿٨٤﴾ امام شافعی کی سفرِ حرم میں سخاوت	123
﴿٦٦﴾ اللہ عزوجل کی خُفیہ تدبیر	90	﴿٨٥﴾ میں کیوں نہ روؤں؟	123
﴿٦٧﴾ اے کاش! میں بھی رونے والوں میں سے ہوتا	92	﴿٨٦﴾ لَبَّیْک کہتے ہی بے ہوش ہوگئے	124
﴿٦٨﴾ وُقوفِ عَرَفات کرنے والوں کی مغفرت ہوگئی	92	﴿٨٧﴾ اپاہج حاجی	125
﴿٦٩﴾ آقا کے نام کا حج کرنے والے پر کرم بالائے کرم	93	﴿٨٨﴾ عیدِ قربان میں جان قربان کردی	126
﴿٧٠﴾ 60 حج کرنے والا حاجی	94	﴿٨٩﴾ پُر اَسرار حاجی	129
﴿٧١﴾ رخصت کی اجازت کے منتظر جوان کو بشارت	95	﴿٩٠﴾ بغیر حج کے حاجی	131
﴿٧٢﴾ مایوس نہ ہونے والا حاجی	96	﴿٩١﴾ شیخ شبلی علیہ رَحمَۃُ اللّٰہ الولی کا حج	136
دُعا قبول نہ ہونے کی حکمتیں	97	﴿٩٢﴾ چھ لاکھ میں سے صِرف چھ!	137
﴿٧٣﴾ کس کے دَر پہ میں جاؤں گا مولیٰ!	98	﴿٩٣﴾ غیبی انگور	138
﴿٧٤﴾ حجّاج بن یوسف اور ایک اعرابی	99	**مستورات کی 4 حکایات**	140
﴿٧٥﴾ جن کا حج قبول نہ ہوا اُن پر بھی کرم ہوگیا	100	﴿٩٤﴾ عاشقِ رسول خاتون نے روتے روتے جان دیدی	140
﴿٧٦﴾ سفرِ حج کے بہترین ہم سفر	101	﴿٩٥﴾ اُمُّ الْمُؤمنین نے نفلی حج سے انکار فرمادیا	141
عجیب انداز میں نفس کی گرفت	102	﴿٩٦﴾ ایک مُحسن کے طفیل سب کا حج قبول ہوگیا	142
حُبِّ جاہ کی لذّت عبادت کی مشقت آسان کردیتی ہے	103	﴿٩٧﴾ پیدل سفرِ حج کرنے والی نابینا بُڑھیا	143

عنوان	صفحہ
علمائے اہلسنت کی 17 حکایات	144
﴿٩٨﴾ اعلیٰ حضرت کے والدِ گرامی کو خصوصی بُلاوا ملا	144
﴿٩٩﴾ اصل مُرادحاضری اس پاک در کی ہے	145
﴿١٠٠﴾ امام احمد رضا اور دیدارِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم	146
﴿١٠١﴾ مشہور عاشقِ رسول علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کا انداز ادب	149
﴿١٠٢﴾ پیر مہر علی شاہ کو زیارتِ مکین گنبدِ خضرا، مقام وادیٔ حمرا	150
﴿١٠٣﴾ سگِ مدینہ کی ناز برداری	152
﴿١٠٤﴾ آقا بلائیں تو اُڑ کر جانا چاہئے	153
﴿١٠٥﴾ مولانا سردار احمد کی کھجورِ مدینہ سے مَحبّت	155
﴿١٠٦﴾ مدینے میں اپنے بال و ناخن دفن فرمائے	156
﴿١٠٧﴾ اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد	156
﴿١٠٨﴾ مدینے کا مُسافر ہند سے پہنچا مدینے میں	157
﴿١٠٩﴾ اے مدینے کے درد تیری جگہ میرے دل میں ہے	159
﴿١١٠﴾ جنّتُ البقیع میں لاشوں کے تبادلے	160
﴿١١١﴾ غزالیٔ زماں اور مفتی احمد یار خاں پر سلطانِ دو جہاں صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا احسان	162
﴿١١٢﴾ علامہ کاظمی صاحب اور خارِ مدینہ	163
﴿١١٣﴾ بعدِ وصال اعلیٰ حضرت کی دربارِ مصطفےٰ میں حاضری	163
﴿١١٤﴾ قطبِ مدینہ اور غریب زائرِ مدینہ	165
جنات کی 7 حکایات	166
﴿١١٥﴾ کعبۂ مُشرّفہ کا طواف کرنے والی جن عورتیں	166
﴿١١٦﴾ چمکیلا سانپ	167
﴿١١٧﴾ سانپ نُما جن نے خنجر اُٹھو دیکھو ا	168
﴿١١٨﴾ پانی کی طرف راہنمائی کرنے والا جن	169
﴿١١٩﴾ غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللّٰہ الاکرم کے قافلۂ حج کا پُراَسرار جوان	170
﴿١٢٠﴾ باغ کے جِنّات	171
﴿١٢١﴾ عجیب و غریب چھوٹا سا پرندہ	174
حیوانات کی 9 حکایات	176
﴿١٢٢﴾ درندہ بھی تابع ہو گیا	176
''کیا یہ شہرت نہیں''؟ کی وضاحت	177
﴿١٢٣﴾ شیر نے راستہ بتایا	177
﴿١٢٤﴾ قرآن کریم کی تعظیم کرنے والے بندر کی حکایت	178
﴿١٢٥﴾ بارگاہِ رسالت میں اِستغاثہ	178
﴿١٢٦﴾ ہرنی کی پکار بحضور شہنشاہِ ابرار	179
﴿١٢٧﴾ اُونٹ نے طوافِ کعبہ کیا اور پھر۔۔۔	181
﴿١٢٨﴾ اُونٹوں نے آقا کو سجدہ کیا	182
﴿١٢٩﴾ غمِ مصطفےٰ میں جان دینے والے دو بے زبان	183
﴿١٣٠﴾ حرم شریف کے کبوتروں کی آستانۂ محبوب سے مَحبّت	184
مکّے کی زیارتیں	185
درود شریف کی فضیلت	185
مَکّۃُ المکرّمہ کے فضائل	185
مَکّۃُ المُکرّمہ اَمن والا شہر ہے	186
''مَکّۃُ المکرّمہ'' کے دس حُروف کی نسبت سے مکّے کے دس نام	187
رَمَضانِ مَکّۃُ المُکرّمہ	187
مَکّۃُ المکرّمہ نبیِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب ہے	188
مَکّۃُ مکرّمہ افضل ہے یا مدینۃُ المنوَّرہ !	189
ثواب میں فرق کیوں؟	190
مَکّۃُ المکرّمہ کی زمین قیامت تک حرم ہے	192
مَکّۃُ المکرّمہ اور مدینۃُ المنوّرہ میں دجّال داخل نہیں ہوگا	193
مَکّۃُ المکرّمہ کی گرمی کی فضیلت	193
مَکّۃُ المکرّمہ میں بیمار ہونے والے کا اجر	194
مَکّۃُ المکرّمہ میں فوت ہونے والے سے حساب نہیں ہوگا	194
مَکّۃُ المکرّمہ میں محتاط رہئے!	195
مَکّۃُ المکرّمہ میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟	196
مکّے میں رہنے کے قابل حضرات	197
مکّے میں ملازمت و تجارت کرنے والے غور فرمائیں	197
مکّے میں زیادہ رہنے سے کعبے کی ہیبت میں کمی آسکتی ہے	198
بدن کہیں بھی ہو مگر دل مکّے مدینے میں رہے	199
مَکّۃُ المکرّمہ کی 19 خصوصیات	200
کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات	202

عنوان	صفحہ
حرم میں درندے شکار کا پیچھا نہیں کرتے	202
کعبہ سارے جہان کے لئے راہنما ہے	203
کعبہ شریف کے بارے میں 12 مدنی پھول	203
بیمار پرندے ہوا سے کعبہ سے علاج کرتے ہیں	205
کعبے کی زیارت عبادت ہے	206
کعبہ قبلہ ہے	206
کعبے کے اندر نماز میں کہاں رُخ کرے؟	207
صِرف تین مسجدوں کے لئے سفر کی حدیث مع تشریح	207
ہر قدم پر نیکی اور خطا کی مُعافی	209
سیِّدُنا آدم علیہ السلام اور کعبہ	209
ولادت کی خوشی میں کعبے پر جھنڈا	210
کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں	210
لشکرِ سُلیمان اور کعبہ	211
کعبہ سونے کی زنجیروں میں باندھ کر مَحشر میں لایا جائے گا	211
بروزِ قیامت کعبہ مشرّف دُلہن کی طرح اُٹھایا جائے گا	213
طواف کے فضائل	214
طواف کی ابتداء کیسے ہوئی؟	214
طواف میں ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں اور.....	215
غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب	215
غلام آزاد کرنے کی فضیلت	215
روزانہ 120 رَحمتوں کا نُزول	216
پچاس مرتبہ طواف کرنے کی عظیم فضیلت	216
طواف نماز کی طرح ہے	217
طوافِ کعبہ کے لئے وضو واجب ہے	217
شدید گرمی میں طواف کی فضیلت	218
برسات میں طواف کی فضیلت	218
جب ہم بارش میں طواف کر چکے تو	218
اعلیٰ حضرت نے بارش میں طوافِ کعبہ کیا	219
آج کل بارش میں طواف کی دشواریاں	220
صفا مروہ	221

عنوان	صفحہ
مرد و عورت پتّھر بن گئے	221
بی بی ہاجرہ کی سعی کی ایمان افروز حکایت	222
مقامِ ابراھیم	223
حجرِ اسود	225
حجرِ اسود کی 4 خُصوصیات	226
مکّۂ مکرّمہ زادھا اللّٰہ شرفاً و تعظیماً کی مساجِد	227
﴿۱﴾ مسجدُ الحرام	227
مسجدُ الحرام میں **70** انبیائے کرام کے مزارات	227
مسجدُ الحرام میں "نمازِ مصطفٰے" کے 11 مقامات	228
﴿۲﴾ مسجدِ جن	229
بوڑھا جن	230
﴿۳﴾ مسجدُ الرّایہ	230
﴿۴﴾ مسجدِ خَیف	231
﴿۵﴾ مسجدِ جِعِرّانہ	232
﴿۶﴾ مسجدِ تنعیم	233
ابولہب اور اُس کی بیوی کی قبریں	234
مسجدِ تنعیم کی تعمیرات	235
﴿۷﴾ مسجدِ نمِرہ	235
﴿۸﴾ مسجدِ ذی طُویٰ	235
﴿۹﴾ مسجدِ کَبش	236
غارِ مُرسلات	237
ولادت گاہِ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	237
جبلِ ابوقُبیس	238
خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا مکانِ جنّت نشان	239
غارِ جبلِ ثور	240
غارِ حرا	241
دارِ ارقم	242
محلّۂ مسفلہ	243
جنّتُ المعلٰی	243
مزارِ میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا	244

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بعدِ وفات سیِّدَتُنا میمونہ نے انگور کھلائے	245	حُجرۂ مبارَکہ میں وِصال وتدفین	268
مدینے کی زِیارتیں	247	شیخینِ کریمین کی حُجرۂ مُطَہَّرہ میں تدفین	269
درود شریف کی فضیلت	247	حُجرۂ مقدَّسہ دو حصّوں میں تقسیم تھا	270
مدینۃُ المنوَّرہ کے فضائل	247	شیخینِ کریمین کے بعد کوئی یہاں دَفن نہیں ہوا	272
قراٰنِ پاک میں ذکرِ مدینہ	248	حُجرۂ مبارَکہ کا دروازہ بند کر دیا گیا	273
مدینے کے 12 نام	249	حُجرۂ مبارَکہ کی دیواروں کی تعمیر	273
مدینۃُ المنوَّرہ میں مرنے کی فضیلت	249	جالی مبارَک کی تاریخ	274
دَجّال مدینۃُ المنوَّرہ میں داخل نہیں ہو سکتا	250	تین قبروں کی نَقلی تصاویر	275
مدینۃ المنوَّرہ ہر آفت سے محفوظ	250	روضۂ انور پر گنبدِ اطہر کی تعمیر	275
مدینے کے تازہ پھل	251	بڑے اور چھوٹے گنبد شریف کی تعمیر	277
مدینہ لوگوں کو پاک وصاف کرے گا	252	مُؤَذِّن پر دورانِ اذان آسمانی بجلی گری	279
مدینے کو یثرب کہنا گناہ ہے	252	سبز گنبد کب بنایا گیا	280
یَثرِب کہنا کیوں منع ہے؟	253	دونوں گنبدوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ رکھا گیا	280
مدینے کی سختیوں پر صبر کرنے والے کیلئے شفاعت کی بشارت	254	گنبد شریف کے مختلف رنگ	281
مدینۃُ المنوَّرہ بہتر ہے	255	مسجدِ نبوی کے 8 سُتونِ رحمت	282
مدینۃُ المنوَّرہ کی تنگدستی پر صبر کرنے والے کیلئے شفاعت کی بشارت	256	(۱) اُسطوانۂ حَنّانہ	282
مدینۂ طیبہ کی تکالیف پر صَبْر کی فضیلت	257	(۲) اُسطوانۂ عائشہ	283
مدینے میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟	257	اگر لوگوں کو پتا لگ جائے تو قُرعہ اندازی کریں	283
مدینے میں استنجا کرنے کے متعلق حکایت	258	(۳) اُسطوانۂ توبہ	284
مدینے کا اصل قیام آقا کے احکام پر عمل کرنا ہے	259	(۴) اُسطوانۂ السَّریر	285
مدینۃُ المنوَّرہ کی 18 خُصُوصیّات	259	(۵) اُسطوانۂ الحَرَس	285
مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی اراضی کا حُصُول	262	(۶) اُسطوانۂ وُفُود	286
بارگاہِ رسالت میں جبرئیلِ امین کی حاضری	263	(۷) اُسطوانۂ جبرائیل	286
مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تعمیر	264	(۸) اُسطوانۂ تہجُّد	287
تعمیرِ مسجدِ نبوی میں آقا نے شرکت فرمائی	265	دیگر سُتون بھی مُتبرَّک ہیں	287
مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں نماز کے فضائل	265	رَوضۃُ الجنّۃ (جنّت کی کیاری)	288
روضۂ رسول کے بارے میں دلچسپ معلومات	266	محرابِ نبوی علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام	289
سرورِ دوجہان کا مکانِ عرش نشان	267	منبرِ رسول	290

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اَصل منبرِ منوّر لکڑی کا تھا	290	(۱۶) مسجد بنی حرام	310
مقامِ اذانِ بلال کی نشاندہی نہیں ہوسکتی	291	(۱۷) مسجد شیخین	311
صُفّہ شریف	293	(۱۸) مسجد مستراح	312
مساجدِ مدینہ	295	(۱۹) مسجد مصبح (یا مسجد بنی انیف)	313
(۱) مسجد قبا	296	(۲۰) مسجد بنی زُریق	313
عُمرے کا ثواب	296	(۲۱) مسجد سُقیہ	314
فاروقِ اعظم اور قُبا	296	(۲۲) مسجد بنی دینار	315
عبدُاللہ بن عُمر اور قُبا	297	(۲۳) مسجد مینارتین	316
(۲) مسجد فضیخ	297	مری ہوئی بکری	317
(۳) خمسہ (یا سبعہ) مساجد	298	(۲۴) مسجد جُمعہ	318
(۴) مسجد غمامہ	299	(۲۵) مسجد معرّاس	318
(۵) مسجد اجابہ	300	(۲۶) مسجد ذوالحلیفہ	319
(۶) مسجد سُقیا	301	(۲۷) مسجد قبلتین	320
(۷) مسجد سجدہ	302	جبلِ اُحُد	321
(۸) مسجد ذباب (یا مسجد رایہ)	303	مزارِ سیّدنا ہارون	322
(۹) مسجد عینین	303	مزارِ سیّدنا حمزہ	322
(۱۰) مسجد مشربۂ اُمِّ ابراھیم	304	بعض شُہَدائے اُحُد کے مزارات کی نشاندہی	323
(۱۱) مسجد بنی قُریظہ	305	شُہَدائے اُحُد علیہِمُ الرِّضْوان کو سلام کرنے کی فضیلت	324
(۱۲) مسجد النّور	306	سیّدنا حمزہ کی خدمت میں سلام	324
(۱۳) مسجد فتح	307	شُہَدائے اُحُد کو مجموعی سلام	325
(۱۴) مسجد بنی ظفر (یا مسجد بغلہ)	308	مآخذ و مراجع	327
(۱۵) مسجد مائدہ	309		

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکّے مدینے کی زیارتیں

شیطان لاکھ سُستی دلائے یہ کتاب مکمّل پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ایمان تازہ ہوجائے اور آپ مکّے مدینے کی حاضِری کیلئے بے تاب ہو جائیں گے۔

دُرُود شریف کی فضیلت

اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ صاحبِ معراج محبوبِ ربِّ بے نیاز صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی بندہ مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو فرشتہ اس دُرُود کو لے کر اُوپر جاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: اس دُرُود کو میرے بندے کی قبر میں لے جاؤ یہ دُرُود اپنے پڑھنے والے کے لئے اِستِغفار کرتا رہے گا اور اُس (بندۂ خاص) کی آنکھیں اسے دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی رہیں گی۔“ (جمع الجوامع ج ٦ ص ٣٢١ حدیث ١٩٤٦١)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

زائرینِ مدینہ کی 51 حکایات

(ان حکایات میں مدینے کی حاضری وغیرہ کا بالخصوص ذِکر ہے)

﴿۱﴾ روضۂ پاک سے بِشارت

امیرُ الْمُؤْمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ فائضُ الانوار میں جلوہ گری کے تین روز بعد ایک بدّو حاضِر ہُوا اور اُس نے اپنے آپ کو قبرِ مُنوَّر پر گرا دیا اور اُس کی خاکِ پاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں عرض گزار ہُوا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! جو کچھ آپ نے اللہ تبارَکَ وتَعالٰی سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سُنا ہے۔ (اور وہ یہ ہے:)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

(پ۵، النساء: ۶۴)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حُضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے مُعافی چاہیں اور رسول! ان کی شَفاعت فرمائے توضَرور اللہ کو بہُت توبہ قَبول کرنے والا مہربان پائیں۔

یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے اپنے اُوپر ظُلم کیا ہے (یعنی گناہ کئے ہیں) اور آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضِر ہُوا ہوں تا کہ آپ میرے واسِطے اِستِغفار فرمائیں۔ قبرِ انور سے آواز آئی: "قَدْ غُفِرَ لَکَ" یعنی تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ (وفاء الوفا ج ۲ ص ۱۳۶۱)

عَیبِ محشر میں کھلا ہی چاہتے تھے میں نثار

ڈھک کے پردہ اپنے دامن کا چُھپایا شکریہ (وسائلِ بخشش ص ۳۰٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

﴿۲﴾ درِ رسول پر حاضِر ہونے والا بخشا گیا

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 413 صَفْحات پر مُشْتَمِل کتاب "عُیُونُ الحِکایات" حصّہ دُوُم صَفْحَہ 308 پر امام عَبْدُالرَّحْمٰن بِن عَلِی جَوْزِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نقل فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حَرب ہلالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الوالی نے بیان کیا: ایک مرتبہ میں روضۂ رسول پر حاضِر تھا کہ ایک اَعرابی (یعنی عَرَب کے دِیہات کا رہنے والا) آیا اور حُضُورِ انور، شافِعِ محشر، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اِس طرح عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم)! اللّٰہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جو سچّی کتاب نازِل فرمائی اُس میں یہ آیت بھی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (٦٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حُضور حاضِر ہوں اور پھر اللّٰہ سے مُعافی چاہیں اور رسول ان کی شَفاعت فرمائے تو ضرور اللّٰہ کو بہُت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ٥، النساء: ٦٤)

اے میرے آقا و مولیٰ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم)! میں اللّٰہ غَفُور عَزَّوَجَلَّ سے اپنے گناہ وقُصور کی مُعافی طَلَب کرتے ہوئے حاضِرِ دربار ہوں اور آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اپنا شَفیع بناتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ عاشِقِ رسول رونے لگا اور اُس کی زَبان پر یہ اَشعار جاری تھے:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُہٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ ۔۔۔ فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: (١)......اے وہ بہترین ذات جس کا مُبارَک وُجُود اس زمین میں دَفن کیا گیا تو اِس کی عُمدگی اور پاکیزگی سے میدان اور ٹیلے معطَّر ہوگئے۔ (٢)......میری جان فِدا ہو اُس قبرِ انور پر جس میں آپ (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) آرام فرما ہیں! جس میں پاک دامَنی، سخاوت اور عَفْو وکرم کا بیش بہا خزانہ ہے۔

وہ عاشِقِ رسول کافی دیر تک اِن اَشعار کی تکرار کرتا رہا، پھر اپنے

گناہوں کی مُعافی مانگتا ہوا اَشک بار آنکھوں سے وہاں سے رخصت ہوگیا۔

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن حرب ہِلالی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالی فرماتے ہیں: جب میں سویا تو خواب میں سرکارِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زِیارت سے شَرَف یاب ہوا، آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے اِرشاد فرمایا: ''اِلْحَقِ الرَّجُلَ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَہُ بِشَفَاعَتِیْ یعنی اُس اَعرابی سے مِلو اور اُسے خوشخبری سناؤ کہ اللّٰہ رَبُّ الْعِزَّت عَزَّوَجَلَّ نے میری سِفارِش کی وجہ سے اُس کی مغفِرت فرمادی ہے۔'' (عُیون الحکایات ص۳۷۸ ملخّصًا) **اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صدْقے ہماری بے حساب مَغْفِرَت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سرگزشتِ غم کہوں کس سے ترے ہوتے ہوئے   کس کے در پر جاؤں تیرا آستانہ چھوڑ کر

بخشوانا مجھ سے عاصی کا رَوا ہو گا کِسے!

کس کے دامن میں چھپوں دامن تمہارا چھوڑ کر   (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !   صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳﴾ اے زائرِ روضۂ انور! مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ

حضرتِ سیِّدُنا حاتمِ اَصَم عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الاَکرَم نے رحمتِ عالم، نورِ مُجسّم، رسولِ مُحتَشم، شاہِ آدم و بنی آدم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ مُعظَّم پر کھڑے ہوکر دُعا کی: ''یارَبّ عَزَّوَجَلَّ! میں نے تیرے حبیبِ مکرّم صَلَّی اللّٰہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قبرِ اطہر کی زیارت کی اب تو مجھے نامُراد نہ لَوٹا۔'' آواز آئی: ''اے بندے! ہم نے تمہیں اپنے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پاکیزہ تُربت کی زیارت کی اجازت ہی تب دی جب تمہیں پاک کرنا منظور فرمایا، اب تم اورتمہارے ساتھ زیارت کرنے والے مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ، بے شک **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تم سے اوراُن سے راضی ہو گیا جنہوں نے پیارے نبی محمدِ مَدَنی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ پُرانوار کا دیدار کیا۔'' (الروض الفائق ص ۳۰۶) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بُلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دِیارِ طیبہ کو کُھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤﴾ دیکھو مدینہ آگیا!

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں ایک سَفَر میں شدّتِ پیاس سے بے تاب ہوکر گر پڑا، تو کسی نے میرے مُنہ پر پانی چھڑکا، میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک حسین وجمیل بُزُرگ خوب صورت گھوڑے پرسُوار کھڑے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے پانی پلایا اور فرمایا: میرے ساتھ سُوار ہو جاؤ۔ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ فرمایا: دیکھو! کیا نظر آرہا ہے؟

میں نے کہا: ''یہ تو **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا ہے۔'' فرمایا: اُتر واور جاؤ، **رَسُوۡلُ اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اَقدس میں سلام عَرض کرواور یہ بھی عرض کرنا کہ **خِضَر** (عَلَیۡہِ السَّلام) نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔(رَوضُ الرَّیاحین ص۱۲۶) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الۡاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵﴾ سبز گھوڑے سُوار

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوعمران واسِطی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا سے سُوئے **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ فائضُ الْانوار کے دِیدار کی نیَّت سے چلا، راستے میں مجھے اِتنی سخت پیاس لگی کہ موت سر پر مَنڈلانے لگی، نِڈھال ہوکر ایک کیکر کے دَرَخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دَفْعَتاً (یعنی یکا یک) **سبز لباس** میں ملبوس ایک **سبز** گھوڑے سُوار نُمودار ہوئے، اُن کے گھوڑے کی لگام اور زِین بھی **سبز** تھی نیز اُن کے ہاتھ میں **سبز** شربت سے لبالب **سبز** پیالہ تھا، وہ اُنہوں

نے مجھے دیا اور فرمایا: پیو! میں نے تین سانس میں پیا مگر اُس پیالے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اُنھوں نے مجھ سے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا تاکہ سرورِ کونین، رَحمتِ دارَین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور شیخینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی بارگاہوں میں سلام عرض کروں۔ فرمایا: جب تم وہاں پہنچو اور اپنا سلام عرض کرلو تو اُن تینوں بُلند و بالا ہستیوں سے عرض کرنا کہ **رِضوان** (فِرِشتہ، خازِنِ جنّت) بھی آپ حضرات کی خدمات میں سلام عرض کرتا ہے۔ (رَوضُ الرِّیاحین ص ۳۲۹) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جاں بَلَب ہوں جاں بَلَب پر رَحْم کر
اے لَبِ عیسیٰ دَوراں اَلْغِیاث (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶﴾ دوسرے کا سلام پہنچانے کی بَرَکت سے دیدار ہو گیا

ایک بُزُرگ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک، یَمَن کے شہر صَنعا سے بارادۂ حج نکلا تو کافی عاشِقانِ رسول رُخصت کرنے کے لئے شہر سے باہَر تک آئے ایک عاشقِ رسول نے مجھ سے کہا کہ سرورِ کونین، رَحمتِ دارَین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، حضراتِ شیخینِ کریمین اور دیگر صَحابۂ کرام رِضْوانُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِمْ

اَجْمَعِیْن کی مبارَک خدمتوں میں میرا سلام عرض کر دینا۔ جب میں مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً حاضِر ہُوا تو اُس عاشقِ رسول کا سلام عرض کرنا بھول گیا، جب وہاں سے رُخصت ہو کر ذُوالْحُلَیفہ پہنچا اور اِحرام باندھنے کا اِرادہ کیا تو مجھے اُس عاشقِ رسول کا سلام پہنچانا یاد آ گیا۔ میں نے اپنے رُفقا سے کہا کہ میرے واپَس آنے تک میرے اُونٹ کا خیال رکھنا، مجھے مدینۂ طیِّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً ایک ضَروری کام کے لئے جانا ہے۔ ساتھیوں نے کہا کہ اب قافِلے کی روانگی کا وَقت ہے اور ہمیں اَندیشہ ہے کہ اگر تم قافِلے سے جُدا ہو گئے تو پھر اِسے مَکّۂ مُعَظَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً تک بھی نہ پاسکو گے۔ میں نے کہا: تو پھر میری سُواری کو بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جانا۔

میں واپَس مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً آیا اور روضۂ اَقدَس پر حاضِر ہو کر اُس عاشقِ رسول کا سلام شَہَنْشاہِ خیرُ الانام صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور حضراتِ صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی مبارَک بارگاہوں میں پیش کیا۔ رات ہو چُکی تھی، میں مسجِدُالنَّبَوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے باہَر نکلا تو ایک شخص ذُوالْحُلَیفہ کی طرف سے آتا ہُوا ملا، میں نے اُس سے قافِلے کے مُتَعلِّق پوچھا، اُس نے بتایا کہ قافِلہ روانہ ہو چُکا ہے۔ میں مسجِدُ النَّبَوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں لوٹ آیا اور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافِلے کے ساتھ چلا جاؤں گا اور سو گیا۔ آخِرِ شب میں خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی زِیارت سے شَرَفیاب ہوا۔ حضرتِ سیِّدُ ناصِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہی وہ شخص ہے۔'' حُضُورِ اَکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ''ابوالوَفاء!'' میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میری کُنیت تو ابوالعبّاس ہے۔ فرمایا: تم ابوالوَفاء (یعنی وفادار) ہو۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مکّۂ مکرَّمہ زادھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں اور وہ بھی خاص مسجدُ الحرام میں رکھ دیا! میں نے مَکّۂ مُعَظَّمہ زادھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں 8 دن تک قِیام کیا اِس کے بعد میرے رُفَقا کا قافِلہ مکّۂ مکرَّمہ زادھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا پہنچا۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص ۳۲۲) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غمزدوں کو رضاؔ مُژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷﴾ حاضِرین نے روضۂ انور سے جوابِ سلام سنا

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابونَصر عبدُ الواحد بن عبدُ المَلِک بن محمد بن ابوسعید صوفی کَرخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارِغ ہوکر مدینۂ منوَّرہ

زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا آیا اور روضۂ اَنور پر حاضِر ہوا، حُجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتِ شیخ ابوبکر دِیار بکری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی تشریف لائے اور چہرۂ اَنور صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کیا: اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُولَ اللہ تو میں نے اور تمام حاضِرین نے سُنا کہ روضۂ انور کے اَندر سے آواز آئی: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَبَابَکْرٍ۔ (اَلْحاوی لِلفَتاوِی ج ۲ ص ۳۱٤)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ سلامت رہا قیامت میں　　پڑھ لئے جس نے دِل سے چار سلام
اس جوابِ سلام کے صدقے　　تاقِیامت ہوں بے شُمار سلام (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸﴾ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ

حضرتِ شیخ سیِّد نورُالدِّین اِیجی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ جب روضہ اَقدس پر حاضِر ہوئے تو عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ تو جتنے لوگ اُس وَقت وہاں حاضِر تھے اُن سب نے سُنا کہ روضۂ اَنور سے جواب آیا: وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَاوَلَدِیْ (یعنی اور تجھ پر سلام ہوائے میرے بیٹے!)۔ (اَلْحاوِی لِلفَتاوی ج ۲ ص ۳۱٤) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تم کو تو غلاموں سے ہے کچھ ایسی مَحَبَّت
ہے ترکِ اَدب ورنہ کہیں ہم پہ فِدا ہو! (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹﴾ وَعَلَیکُمُ السَّلامُ یا مُحَمَّد ھاشِمُ التَّتْوِی

شیخ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے جب **مدینۃُ الْمُنوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں روضۂ انور پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عَرض کیا تو پیارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آوازِ مبارَکہ سنائی دی: ''وَعَلَیکُمُ السَّلامُ یا مُحَمَّد ھاشِمُ التَّتْوِی۔'' (انوارِ علمائے اہلسنّت، سندھ ص ۷۱۶ ملخّصاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اے مدینے کے تاجدار سلام اے غریبوں کے غمگسار سلام
تیری اِک اِک ادا پہ اے پیارے سَو دُرُودَیں فِدا ہزار سلام (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰﴾ قبرِ انور سے دستِ مُبارَک نکلا

حضرتِ سیِّدُنا شیخ سیِّد احمد کبیر رِفاعی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ جب **حج** سے فارِغ ہو کر **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً روضۂ انور پر حاضر ہوئے تو عَرَبی میں دو اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے: ﴿۱﴾......دُوری کی حالت میں، میں اپنی رُوح کو

خدمتِ اَقدس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانۂ مُبارَکہ کو چوما کرتی تھی ﴿۲﴾......اوراب بدن کے ساتھ حاضِر ہوکر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دَستِ مُبارَک دراز فرمایئے تا کہ میرے ہونٹ اُس کو چُومیں۔ جونہی اَشعار ختم ہوئے **دستِ اَنور قبرِ منوَّر سے باہَر نکلا اور اُنہوں نے اُس کو چُوما۔** (اَلْحَاوِی لِلْفَتَاوِی ج ۲ ص ۳۱۴)

اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

واہ کیا جُود و کَرَم ہے شہِ بَطحا تیرا
''نہیں'' سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱﴾ میں سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آیا ہوں

حضرتِ سیِّدُنا داؤد بِن ابی صالِح رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **فرماتے ہیں**: دوجہان کے سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آستانِ عرش نشان پر ایک دِن خلیفہ مَروان حاضِر ہوا، وہاں اُس نے ایک صاحِب کوقبرِ مُنوَّر پر مُنہ رکھے ہوئے دیکھا تو اُس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا: جانتے ہو کیا کررہے ہو؟ وہ ''**ہاں جانتا ہوں**،'' کہہ کر اُس کی طرف مُتوجِّہ ہوئے تو وہ محبوبِ باری صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مشہور صَحابی حضرتِ سیِّدُنا ابو اَیُّوب اَنصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ تھے۔ فرمایا: میں رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ باعَظمت میں حاضِر

ہُوا ہوں کسی پتَّھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ دین پراُس وَقت نہ رَوؤجب کہ اِس کا والی اَہل (یعنی لائق) ہولیکن اُس وَقت ضَرور رَوؤجب کہ اُس کا والی نااَہل (یعنی نالائق) ہو۔ (اَلْمُستَدرَك ج ۵ ص ۷۲۰ حدیث۸۶۱۸) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عُشّاقِ روضہ سجدے میں سُوئے حَرَم جُھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیَّت کدھر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲﴾ سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھانا بھجوایا

حضرتِ سیِّدُنا اِمام ابوبکر بن مُقرِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: میں اور حضرتِ سیِّدُنا امام طَبَرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی اور حضرتِ سیِّدُنا ابوالشَّیخ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ ہم تینوں مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں حاضر تھے، دودِن سے کھانا نہیں مِلا تھا، بھوک سے نِڈھال ہو چکے تھے۔ جب عِشا کا وَقت آیا تو میں نے روضۂ پاک پرحاضِر ہوکرعرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! "اَلْجُوع!" یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! "**بھوک!**" میں نے اِس کے سِوا اور کچھ زَبان سے نہ کہا اور لوٹ آیا، میں اور ابوالشَّیخ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ

سوگئے اور **طَبَرانی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی بیٹھے کسی کے آنے کا اِنتظار کررہے تھے، اِتنے میں کسی نے ہمارے مکان پر دستک دی، ہم نے دروازہ کھولا تو ایک عَلَوی صاحِب اپنے دو غُلاموں کے ہمراہ تشریف لائے، دونوں کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک ایک ٹوکری تھی، وہ عَلَوی بُزُرگ کہنے لگے: شاید آپ صاحِبان نے بارگاہِ رسالت میں **بھوک** کی شکایت کی ہے کیونکہ میں خواب میں **جنابِ رسالت مآب** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زِیارت سے شرفیاب ہوا، سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ حضرات کے بارے میں فرمارہے تھے: ''**اِن کو کھانا کِھلاؤ**۔'' بَہَر حال اُنہوں نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور جو کچھ بچ گیا وہ ہمیں دے دیا اور تشریف لے گئے۔ (جَذبُ القُلوب ص ۲۰۷، وفاء الوفا ج ۲ ص ۱۳۸۰) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سرکار کِھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان وگدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں (وسائلِ بخشش ص ۳۳۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۳﴾ سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھانا کھلایا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے غلاموں پر

نظر کرم فرماتے، مصیبت میں پھنس جانے کی صورت میں اِمداد کو آتے اور بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اِس ضِمن میں ایک اور حِکایت مُلاحظہ ہو، چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا امام یوسُف بن اسمٰعیل نَبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانِی نَقْل کرتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوالعبّاس احمد بن نفیس تُونُسی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں ایک بار مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں سخت بھوک کے عالَم میں سرکارِ عالی وقار، مکّے مدینے کے تاجدار، باِذنِ پَرْوَرْدگار غیبوں پر خبردار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مَزارِ پُر انوار پر حاضِر ہو کر عرض گزار ہوا، یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں بھوکا ہوں۔ یکا یک آنکھ لگ گئی، دَریں اَثنا کسی نے جگا دیا اور مجھے ساتھ چلنے کی دعوت دی، چُنانچِہ میں ان کے ساتھ ان کے گھر آیا، میزبان نے کھجوریں، گھی اور گندُم کی روٹی پیش کر کے کہا: پیٹ بھر کر کھا لیجئے کیوں کہ مجھے میرے جدِّ امجد، مکّی مَدَنی محمّد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کی مَیزبانی کا حُکم دیا ہے۔ آیَندہ بھی جب کبھی بھوک محسوس ہو ہمارے پاس تشریف لایا کریں۔

(حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْعٰلَمِین ص۵۷۳)

پیتے ہیں ترے در کا کھاتے ہیں ترے در کا
پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ (سامانِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿۱۴﴾ سرکار نے دِرھَم عطا فرمائے

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد صُوفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ میری سب کھال گل گئی۔ بالآخر میں **مدینۂ منوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا حاضِر ہُوا اور میں نے غمزدوں کے دِلوں کے چَین، سرورِ کونَین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور **شَیخَین کَرِیمَین** رضی اللہ تعالٰی عنہما کی بارگاہوں میں سلام عرض کیا اور سوگیا۔ خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے شرفیاب ہوا، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرما رہے تھے: ''احمد'' تُو آ گیا، دیکھ تیرا کیا حال ہوگیا ہے! میں نے عرض کی: **اَنَا جَائِعٌ وَّاَنَا ضَیۡفُکَ یا رسولَ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یعنی یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں بھوکا ہوں **اور آپ کا مہمان ہوں**۔ سرکارِ دو جہاں، مالکِ کون ومکاں صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاتھ کھول!'' جب میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو اُس میں چند دِرہم تھے، جب آنکھ کھلی تو وہ دِرہم میرے ہاتھ میں موجود تھے، میں نے بازار سے جا کر روٹی اور فالودہ خرید کر کھایا۔ (جَذبُ القُلوب ص۲۰۷، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۱۳۸۱) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

منگتا تو ہیں منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے

جس کو مرے سرکار سے ٹکڑا نہ مِلا ہو! (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۵﴾ سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے روٹی عطا فرمائی

حضرتِ سیِّدُ نا ابنُ الْجَلا ءرَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضِر ہُوا اور مجھ پر دو ایک فاقے گزرے۔ سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ پُراَنوار پر حاضِر ہوکر عرض گزار ہوا: اَنَا ضَیْفُکَ یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یعنی "یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں آپ کا مہمان ہوں۔" پھر مجھ پر نیند کا غَلَبہ ہُوا۔ والیِ دو جہان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خواب میں تشریف لا کر مجھے **ایک روٹی** عنایت فرمائی، میں خواب ہی میں کھانے لگا، ابھی آدھی کھائی تھی کہ آنکھ کُھل گئی، مزید آدھی ابھی میرے ہاتھ میں باقی تھی۔ (جَذبُ القُلوب ص ۲۰۷، وفاء الوفا ج ۲ ص ۱۳۸۰) **اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۶﴾ جاگا تو آدھی روٹی ہاتھ میں تھی!

حضرتِ سیِّدُنا اَبُوالْخَیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں پیارے پیارے آقا، مکّے مدینے والے مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک شہر میٹھے میٹھے مدینے میں حاضِر ہوا تو **پانچ دن کے فاقے** سے تھا، میں نے شَہَنْشاہِ کونَین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور شَیخَینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی مقدّس بارگاہوں میں بھی سلام پیش کیا، پھر عرض کی: **اَنَا ضَیْفُكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ** یعنی "یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں آپ کا مہمان ہوں۔" اس کے بعد مِنبرِ مُنوّر کے پاس جا کر سو گیا، سر کی آنکھیں تو کیا بند ہوئیں دل کی آنکھیں کُھل گئیں، کرم بالائے کرم ہو گیا اور میں خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار سے شرفیاب ہوا، شَیخَینِ کریمین اور مولیٰ مُشکل کُشا **علیُّ المُرتَضٰی** عَلَیْهِمُ الرِّضْوَان بھی ہمراہ تھے، مولا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے مجھے ہلایا اور فرمایا: "اُٹھو! محبوبِ خدا، احمدِ مُجتبیٰ، **محمدِ مصطَفٰے** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے ہیں۔" میں نے اُٹھ کر (خواب ہی خواب میں) حبیبِ ربِّ قیّوم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نورانی پیشانی چوم لی۔ نبیِّ رَحمت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی خواب ہی میں کھالی اور جب آنکھ کُھلی تو **باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی**۔ (شواهد الحق فی الاستغاثة بسيدالخلق ص ۲۴۰) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ

کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت

ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں

سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں (وسائلِ بخشش ص۳۳۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۷﴾ شکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا

حضرتِ سیِّدُنا ابوعمران موسٰی بن محمد بنزرتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں مدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضر تھا، مالی پریشانی کی فریاد لیکر سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ پُر انوار پر حاضِر ہوکر عَرض گزار ہوا: یَا حَبِیْب، یارسولَ اللّٰہ! اَنَا فِی ضِیَافَۃِ اللّٰہِ وَضِیَافَتِکَ. میں اللہ تعالٰی اور آپ کی ضِیافت (یعنی مہمانی) میں ہوں۔ نمازِ عصر کے انتِظار میں بیٹھے بیٹھے مجھے اُونگھ آ گئی، کیا دیکھتا ہوں کہ حُجرۂ مبارک کُھل گیا ہے اور اِس میں سے **تین حضرات** باہَر تشریف لائے ہیں، میں شَہَنْشاہِ خیرُ الانام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ سراپا عَظَمت میں سلام پیش کرنے کے لیے اُٹھنے لگا تو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: بیٹھ جاؤ، کیونکہ نبیِّ کریم، رء ُوْفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم **حُجّاجِ کرام** کو ''سلام'' کا تحفہ عنایت کرنا اور جو بے سروسامان ہیں ان میں ''کھانا'' تقسیم فرمانا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا: ''میں بھی انہیں میں سے ہوں۔'' چُنانچِہ جب حبیبِ خدا، احمدِ

مجتبےٰ، محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو حُجّاج کو سلام ارشاد فرمایا: میں نے بھی مُصافَحہ اور دست بوسی کا شَرَف حاصل کیا آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حلوے کی مانند کوئی چیز میرے ہاتھ میں رکھ دی جو میں نے اُسی وَقت منہ میں ڈال لی ۔ جب آنکھ کُھلی تو اُس کو نگلنے کے لیے منہ چلا رہا تھا اور اُس چیز کا ذائِقہ بھی منہ میں موجود تھا۔ جب باہَر نکلا تو **اللہ** تَعالٰی نے مجھے ایسا شخص مُہیّا فرما دیا جس نے بِلا اُجرت سُواری کا بندوبست کر دیا اور ایک شخص کی ذمّے داری لگا دی جو مکّۂ مکرَّمہ زادھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا پہنچنے تک میری خدمت کرتا رہا۔ (شواھد الحق ص ۲۴۱ ملخّصًا) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شُکر ایک کرم کا بھی ادا ہو نہیں سکتا
دل تم پہ فِدا جانِ حسنؔ تم پہ فِدا ہو (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۸﴾ مانگو تو بڑی چیز مانگو

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں مَدینۂ طَیِّبہ زادھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا میں مُقیم تھا، مجھے بھوک نے پریشان کیا تو مزارِ اَقدس پر حاضِر ہُوا اور عَرض کی: **''یارسولَ اللہ! اَلْجُوع!** یعنی یا رسولَ **اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں

بھوکا ہوں'' یہ عرض کرنے کے بعد میں حُجرہ مبارکہ کے قریب ہی بیٹھ گیا۔ **ایک سیِّد صاحِب** میرے پاس تشریف لائے اور کہا: ''چلئے۔'' میں نے پوچھا: ''کِدھر؟'' جواب دیا: ''ہمارے گھر پرتا کہ آپ کچھ کھا پی لیں۔'' میں اُن کے ساتھ چل دیا، اُنہوں نے مجھے **ثَرید** کا ایک بَہُت بڑا پِیالہ دیا جس میں گوشت اور زیتون شریف وافِر (یعنی کثیر) مقدار میں تھا۔ میں نے خوب کھایا اور واپَسی کا ارادہ کیا، انہوں نے فرمایا: ''مزید کھایئے۔'' میں نے تھوڑا اور کھالیا، جب واپَس ہونے لگا تو اُنہوں نے نصیحت کے **مَدَنی پھول** میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''اے بھائی! ذرا سوچئے تو سہی! آپ حضرات کتنے دُور دراز عَلاقوں سے چلتے، جنگل وبِیابان طے کرتے، سَمُندر کو عُبُور کرتے ہو، اہل وعِیال کو پیچھے چھوڑتے ہو اور پھر کہیں حضورنبیِّ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضِری سے مُشَرَّف ہوتے ہو، مگر یہاں پَہُنچ کر آپ کا **مُنتَہائے مقصود** (یعنی سب سے بڑا مقصد) یہی رہ جاتا ہے کہ **یارسولَ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم روٹی کا ٹکڑا عطا کر دیجئے! اے میرے بھائی! اگر آپ نے **جنّت** مانگی ہوتی، گناہوں کی **مَغفِرَت** کا سُوال کیا ہوتا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے **پیارے حبیب** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رِضامندی کا مُطالَبہ کیا ہوتا یا اِسی قسم کا کوئی عظیم مقصد ومُدَّعا اِن کے حُضور پیش کیا ہوتا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بَرَکت سے وہ **عظیم مقاصد** بھی حاصل ہوجاتے۔'' (شواہد الحق ص ۲۴۰) **اللہ**

عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ ذہن میں رہے ! سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی بھوک کی فریاد کرنے میں مَعاذَاللہ عَزَّوَجَلَّ کوئی قَباحت (یعنی عیب) نہیں، بلکہ یہ بھی بَہُت بڑی سعادت ہے اور اس سلسلے میں مُتعدِّد عُلَما و مُحدِّثین رَحِمَہُمُ اللہُ المُبِین کی **حکایات** پیچھے گزریں۔ تاہم سیِّد صاحِب کے **مَدَنی پھول** بھی اپنی جگہ مدینہ مدینہ ہیں کہ جب بعطائے ربُّ الْعُلٰی کُل عالم کے سخی داتا، مکینِ گُنبدِ خضرا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ گُہر بار میں دامَن پَسارا ہے تو کم کیوں مانگیں؟ آپ کی بارگاہ میں تو دنیا و آخرت کی بَہُت ساری بھلائیوں کا سُوال کرنا چاہیے۔ مال و جان کی حِفاظت، دِین و ایمان پر اِستِقامت، میٹھے مدینے میں عافِیَّت کے ساتھ شہادت، بقیع شریف میں جائے تُربت، بے حساب مغفِرت اور جنّتُ الفردوس میں خود ان ہی کا جوارِ رحمت مانگ لینا چاہیے۔

مانگنے کا شُعُور دیتے ہیں جو بھی مانگو حُضُور دیتے ہیں
کم مانگ رہے ہیں نہ سِوا مانگ رہے ہیں جیسا ہے غنی وَیسی عطا مانگ رہے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۹﴾ اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے مِنٰی میں دعائے مغفِرت کروائی

اِسی طرح کسی بُزُرگ سے حُسنِ عقیدت اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی مقبولیت ہونے کا حسنِ ظن قائم ہو تو اُن سے فَقَط دُنیوی حاجت پوری ہونے کی دُعا کی درخواست کرنے کے بجائے بے حساب مغفرت کی دعا کا بھی کہنا چاہئے۔ میرے آقا اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کا بُزُرگوں سے صِرْف دُعائے مغفِرت کروانے کا مَعْمول تھا۔ چُنانچِہ فرماتے ہیں: (پہلی بار حاضریِ مدینہ کے موقع پر جب مِنٰی شریف کی مسجِد میں سے سب لوگ چلے گئے) تو مسجِد کے اندرونی حصّے میں ایک صاحِب کو دیکھا کہ قبلہ رُو وظیفہ میں مصروف ہیں، میں صحنِ مسجِد میں دروازے کے پاس تھا اور کوئی تیسرا مسجِد میں نہ تھا۔ یکا یک ایک آواز گُنگُناہَٹ کی سی اندر مسجِد کے معلوم ہوئی جیسے شہد کی مکّھی بولتی ہے۔ فوراً میرے قلب میں یہ حدیث آئی: ''اَھْلُ اللّٰہ کے قلب سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے شہد کی مکّھی بولتی ہے۔'' (المستدرک ج۲ ص ۱۸۰ حدیث ۱۸۹۸) میں وظیفہ چھوڑ کر اُن کی طرف چلا کہ ان سے دُعائے مغفِرت کراؤں، کبھی میں کسی بُزُرگ کے پاس بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی دنیاوی حاجت لے کر نہ گیا، جب (بھی) گیا اِسی خیال سے کہ ان سے دُعائے مغفِرت کراؤں گا۔ غرض دو ہی قدم اُن کی طرف چلا تھا کہ اُن بُزُرگ نے میری طرف منہ کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ فرمایا: '' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَخِیْ ھٰذَا '' (اے اللّٰہ میرے اس بھائی کو بخش دے، اے اللّٰہ

میرے اس بھائی کی مغفِرت فرما، اے **اللہ** میرے اس بھائی کو معاف فرما۔) میں نے سمجھ لیا کہ فرماتے ہیں ''ہم نے تیرا کام کردیا اب تو ہمارے کام میں مُخِل (رکاوٹ) نہ ہو۔'' میں ویسے ہی لوٹ آیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص ۴۹۰)

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا، انتخاب ہوں (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿۲۰﴾ تم زیارت کو نہ آئے تو ہم آ گئے

حضرتِ سیِّدُنا **ابُو الْحَسَن بُنانُ الْحَمّال** علیہ رحمۃ اللہ الجلال **فرماتے** ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے بتایا کہ **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا میں ایک بُزُرگ تھے جو ''اِبنِ ثابت'' کے نام سے مَشہُور تھے، وہ مُتَواتِر 60 سال تک ہر سال فَقَط **شاہِ خیرُ الْاَنام** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **بارگاہِ اَقْدَس** میں سلام عَرض کرنے کی نیّت سے **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا حاضِر ہوتے رہے۔ ایک سال کسی وجہ سے حاضِر نہ ہوسکے تو ایک دِن اُنھوں نے اپنے حُجرے میں بیٹھے ہوئے کچھ غُنُودگی کی حالت میں **تاجدارِ رِسالت** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرمارہے تھے: **''اِبنِ ثابت! تم ہماری زِیارت کو نہ آئے تو ہم آ گئے۔''** (اَلْحاوِی لِلفَتاوٰی ج ۲ ص ۳۱۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب**

مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دیکھی جو بے کسی تو اُنہیں رَحْم آگیا
گھبرا کے ہوگئے وہ گنہگار کی طرف (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۱﴾ ہم نے تمھارا عُذر قبول کرلیا ھے

حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل محمد بن نُعَیم رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا محمد بن یَعْلٰی کِنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کثرت سے نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مُقدّس تُربت کی زیارت کیا کرتے تھے، نیز اکثر خواب میں جنابِ رِسالتِ مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدارِ فیض آثار سے بھی شَرفیاب ہوتے تھے۔ایک دن دربارِ حبیب کی حاضِری کے ارادے سے نکلے لیکن پاؤں میں چوٹ لگنے کے سبب سفرِ مدینہ جاری نہ رکھ سکے۔آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے ایک رُقْعَہ لکھ کر کسی حاجی کو دیا اور فرمایا: ''مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں مزارِ فائض الانوار کے قریب میرا یہ رُقْعَہ رکھ کرعرض کرنا: ''یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کِنانی مَعَ السَّلام مُلْتَجِی ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جانتے ہیں کہ کِنانی کی حاضِری میں کیا چیز رُکاوٹ بنی ہے!'' اُس شخص نے ایسا ہی کیا۔حضرتِ سیِّدُنا کِنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کے خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تشریف لاکر ارشاد فرمایا: ''اے کِنانی! تمھارا خط پہنچ

گیا ہے اور ہم نے تمہارا عُذر بھی قبول کرلیا ہے۔'' (الروض الفائق ص۳۰۶)

پاس والے یہ راز کیا جانیں
دُور سے بھی سلام ہوتا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۲﴾ بیٹا قید سے رہا ہو گیا

حضرتِ سیِّدُ نا ابوعبداللّٰہ بن محمد اَزْدِی اَنْدَلُسِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ **اَنْدَلُس میں** رُومیوں نے ایک عاشقِ رسول کے فرزند کو قید کرلیا۔ وہ صاحِب بارگاہِ رسالت مآب میں فریاد کے ارادے سے سُوئے مدینہ روانہ ہو گئے۔ سرِ راہ بعض شَناساؤں (یعنی جاننے والوں) سے ملاقات ہوئی، بَرسبیلِ تذکرہ اُن صاحِبان نے کہا: پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **تو** گھر بیٹھے بھی اِستِغاثہ (یعنی فریاد) کی جاسکتی ہے، اِس مقصد کیلئے حاضِری ہی ضَروری نہیں، لیکن انہوں نے سفرِ مدینہ جاری رکھا۔ **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا پہنچ کر بارگاہِ رسالت میں حاضِری سے مُشَرَّف ہوئے اور بعدِ سلام اپنا مُدَّعا عَرض کیا۔ کرم نے یاوَری کی، رات خواب میں سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے زِیارت بخشی اور ارشاد فرمایا: ''اپنے شہر پہنچو، تمہارا مقصد پورا ہو چکا ہے۔'' جب وہ اپنے وطن پہنچے تو ان کا فرزندِ دِل بند (یعنی پیارا بیٹا) سچ مُچ گھر آچکا تھا، اِستِفسار پر بیٹے نے بتایا: فُلاں رات مجھ سمیت بَہُت سارے قیدیوں کو رُومیوں کی قید سے اچانک رِہائی

نصیب ہوگئی ! جب عاشقِ رسول نے حساب لگایا تو یہ وُہی رات تھی جس میں خواب کے اندر بِشارت ملی تھی ۔(شواھدُ الحق ص۲۲۵) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مٹتے ہیں جہاں بھر کے آلام مدینے میں　　بگڑے ہوئے بنتے ہیں سب کام مدینے میں

آقا کی عنایت ہے ہر گام مدینے میں　　جاتا نہیں کوئی بھی ناکام مدینے میں　(وسائل بخشش ص ۴۰۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۳﴾ غَیب دان آقا نے خواب میں بارش کی بِشارت دی

حضرتِ سیِّدُنا اِمام بُخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ البَارِی کے محترم استاد حضرت امام ابنِ ابی شَیبہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: امیرُ المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اَعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں قَحط سالی ہوئی، ایک صاحِب حضورِ انور، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اطہر پر حاضِر ہوئے اور عرض کی: ”یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! اپنی امّت کیلئے بارِش طلب فرمائیے، کہ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔“ جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن صاحِب کے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جاکر میرا اسلام کہو اور ان کو خبر دو کہ بارِش ہوگی ۔(مُصَنَّف ابن اَبی شَیْبہ ج ۷ ص ۴۸۲ حدیث ۳۵ مختصراً، فتاوی رضویہ ج۹ ص ۶۹۵) وہ صاحِب صحابیِ رسول حضرتِ سیِّدُنا بلال

بن حارِث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔(فَتحُ الباری ج ۳ ص ۴۳۰ تَحتَ الحدیث ۱۰۱۰)

حضرتِ سیِّدُنا امام ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی نے فرمایا: یہ روایت امام ابنِ ابی شَیبہ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے صحیح اَسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔(ایضاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۴﴾ کُنوئیں سے رِہائی دلوائی

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن محمد سَلاوِی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللہِ القَوی فرماتے ہیں: ایک بار جب میں سفر پر روانہ ہونے لگا تو سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ پُراَنوار پر حاضِر ہو کر عرض گزار ہوا: ''یا سَیِّدَ الْکَونَین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! دَورانِ سفر میرا صَحرا و بیابان سے گزر ہوگا، جب کوئی مُصیبت دَرپیش ہوئی تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کروں گا اور آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وسیلہ اِختیار کروں گا۔'' شَیخَینِ کَرِیمَین حَضرات سیِّدُنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضِر ہو کر بھی اسی طرح عَرض کی۔ ہفتہ بھر جنگل و بیابان میں سفر کرتا رہا، اِسی دَوران ایک کُنوئیں کے اندر گر گیا، اُس میں کافی پانی تھا،

چاشت سے لے کر عَصْر کے بعد تک کُنوئیں میں غوطے کھاتا رہا، موت سر پر مَنڈلا رہی تھی کہ اتنے میں بارگاہِ رَحمتِ کونَین اور شَیخَینِ کریمَین سے رخصت ہوتے وَقْت جو کچھ عَرْض کیا تھا، یاد آ گیا چُنانچِہ میں نے عَرْض کی: ''یا حبیبی! یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میری اِلتجا قبول کرتے ہوئے میری دَسْت گیری فرمائیے۔'' اور اِسی طرح حضراتِ شَیخَینِ کَرِیمَین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے درخواست کی، دیکھتے ہی دیکھتے کسی نے مجھے کُنوئیں کی تہ سے اُٹھا کر مُنڈیر پر بٹھا دیا! یوں میں محبوبِ ربُّ الْعِباد عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کی اِمداد سے موت کے منہ سے باہر نکل آیا۔ (شواہد الحق ص ۲۳۱) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

فریاد اُمَّتی جو کرے حالِ زار میں
ممکِن نہیں کہ خیرِ بَشَر کو خبر نہ ہو (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مشہور عاشقِ رسول امام مالک کی 12 حکایات

﴿۲۵﴾ مدینے میں ننگے پاؤں

کروڑوں مالکیوں کے عظیم پیشوا حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الخَالِق

زبردست عاشقِ رسول تھے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **مدینۂ پاک** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کی گلیوں میں ننگے پیر چلا کرتے تھے۔ (الطبقاتُ الکُبریٰ لِلشّعرانی الجزء الاول ص ٧٦)

﴿٢٦﴾ ہر رات دیدارِ سرورِ کائنات

حضرتِ سیِّدُ نامُثنّٰی بن سعید علیہ رَحمۃ اللہ المجید کا بیان ہے: حضرتِ سیِّدُ نا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق فرماتے تھے، کوئی رات ایسی نہیں گزری میں نے جس میں تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت نہ کی ہو۔ (حلیة الاولیاء ج٦ ص ٣٤٦)

مِٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دَرْدا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٢٧﴾ مدینے میں سُواری سے پرہیز

حضرتِ سیِّدُ نا امام شافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الکافی فرماتے ہیں: میں نے **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں حضرتِ سیِّدُ نا **امام مالِک** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق کے دروازے پر خُراسان یا مِصْر کے گھوڑے بندھے دیکھے جو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو بطورِ ہدِیّہ (GIFT) پیش کئے گئے تھے، اِس قَدَر اعلیٰ گھوڑے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ چُنانچِہ، میں نے عرض کی: ''یہ گھوڑے کتنے عمدہ ہیں!'' فرمایا: ''میں یہ سب آپ کو تحفے میں دیتا ہوں۔'' میں نے عَرض کی: ''ایک گھوڑا

اپنے لئے تو رکھ لیجئے۔'' فرمایا: ''مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حیا آتی ہے کہ اُس مبارک زمین کو اپنے گھوڑے کے قدموں تلے رَوندُوں جس میں اُس کے پیارے پیمبر، بی بی آمِنہ کے دلبر، مدینے کے تاجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم موجود ہیں یعنی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا روضۂ انور ہے۔''

(احیاء العلوم ج ۱ ص۴۸، الروض الفائق ص۲۱۷)

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافِل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۸﴾ ذکرِ نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وقت رنگ بدل جاتا

حضرتِ سیِّدُنا مُصْعَب بن عبدالله رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق کے عشقِ رسول کا عالَم یہ تھا کہ جب اُن کے سامنے نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ذِکر کیا جاتا تو اُن کے چِہرے کا رنگ بدل جاتا اور وہ ذِکرِ مصطَفٰے کی تعظیم کے لئے خوب جُھک جاتے۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ''اگر تم وہ دیکھتے جو میں دیکھتا ہوں تو اِس بارے میں سُوال نہ کرتے۔'' (الشفاء ج ۲، ص ۴۱ - ۴۲)

جان ہے عشقِ مصطفٰے روز فُزُوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۹﴾ درسِ حدیثِ پاک کا انداز

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق (نے 17 برس کی عمر میں درسِ حدیث دینا شروع کیا) جب احادیثِ مبارَکہ سنانی ہوتی (تو غُسل کرتے)، چوکی (مَسنَد) بچھائی جاتی اور آپ عمدہ لباس زیبِ تن فرما کر خوشبو لگا کر نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حُجرۂ مبارَکہ سے باہَر تشریف لا کر اُس پر باادب بیٹھتے (درسِ حدیث کے دوران کبھی پہلو نہ بدلتے) اور جب تک اُس مجلس میں حدیثیں پڑھی جاتیں انگیٹھی میں عُود و لُوبان سلگتا رہتا۔ (بُستَانُ الْمُحَدِّثِین ص ۱۹، ۲۰)

عنبر زمیں عَبیر ہوا مُشک تَر غُبار!

ادنٰی سی یہ شناخْت تِری رَہ گزر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳۰﴾ بچھّو نے 16 ڈنک مارے مگر درسِ حدیث جاری رکھا

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن مبارَک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا ابوعبداللّٰہ امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْخَالِق درسِ حدیث دے رہے تھے کہ **بچھّو** نے آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کو 16 مرتبہ ڈنک مارے۔ درد کی شِدَّت سے چہرۂ مبارَک زَرْد (یعنی پیلا) پڑ گیا مگر درسِ حدیث جاری رکھا۔ (اور پہلو تک نہ بدلا) جب درس خَتْم ہوا اور لوگ چلے گئے تو میں نے عَرْض کی: اے ابو عبداللّٰہ! آج میں نے آپ میں ایک عجیب بات دیکھی! آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ

نے فرمایا: ہاں! مگر میں نے حدیثِ رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم کی بِنا پر صَبْر کیا۔ (الشفاء ج٢ ص٤٦)

ایسا گُما دے اُن کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٣١﴾ احادیث کے اَوراق پانی میں ڈال دیئے مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

عاشقِ مدینہ حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق نے فنِّ حدیث کی با قاعدہ مرتب کتاب سب سے پہلے مُدَوَّن (یعنی مُرتَّب) فرمائی جو کہ **مُؤطّا امام مالِک** کے نام سے مشہور ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ خُلوص کے پیکر تھے۔ چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ محمد عبدُ الباقی زَرْقانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی نَقْل کرتے ہیں: **امام مالِک** جب ''مُؤطّا'' کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے اپنا **اِخلاص** ثابِت کرنے کے لیے **مُؤطّا** کے مُسَوَّدے کے تمام اَوراق (papers) پانی میں ڈال دیئے اور فرمایا: ''اگر ان میں سے ایک وَرَق بھی بھیگ گیا تو مجھے اِس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔'' لیکن یہ حضرت امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق کی صِدْق نیّت اور اِخلاص کاثَمرہ تھا کہ ایک وَرَق بھی نہ بھیگا۔ (شرح الزرقانی علی المؤطاء ج١ ص ٣٦ ملخّصا)

بنادے مجھ کو الٰہی خُلوص کا پیکر
قریب آئے نہ میرے کبھی رِیا یاربّ (وسائلِ بخشش ص٩٣)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳۲﴾ عشقِ رسول میں رونے والے محدث کی قدردانی

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق سے کسی نے (آپ کے استاذِ محترم) حضرتِ سیِّدُنا ایوّب سَخْتِیَانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: میں جن حضرات سے احادیثِ مبارکہ روایت کرتا ہوں وہ اُن سب میں افضل ہیں، میں نے انہیں دو مرتبہ سفرِ حج میں دیکھا کہ جب ان کے سامنے نبیِّ کریم، رَءُوفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم کا ذکرِ انور ہوتا تو وہ اتنا روتے کہ مجھے ان پر رَحم آنے لگتا۔ جب میں نے تعظیمِ مصطفٰے اور عشقِ رسول کا یہ عالَم دیکھا تو مُتأَثِّر ہوکر ان سے حدیث روایت کرنا شُروع کی۔ (الشفاء ج۲ ص ۴۱)

یادِ نبیِّ پاک میں روئے جو عمر بھر
مولیٰ مجھے تلاش اُسی چشمِ تَر کی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳۳﴾ خاکِ مدینہ کی توہین کرنے والے کیلئے سزا

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا کہ "مدینے کی مٹّی خراب ہے" یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فتویٰ دیا کہ اِس گستاخ کو تیس دُرّے لگائے جائیں اور قید میں ڈال دیا جائے۔ (ایضاً ص ۵۷)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیِّدِ عالَم
اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٣٤﴾ قضائے حاجت کے لئے حرم سے باہَر جایا کرتے

حضرتِ سیِّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق نے تعظیمِ خاکِ مدینہ کی خاطِر **مدینۂ منوّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں کبھی بھی قَضائے حاجت نہیں کی، اس کیلئے ہمیشہ حرمِ مدینہ سے باہَر تشریف لے جاتے تھے، البتّہ حالتِ مَرَض میں مجبور تھے۔ (بستان المحدثین ص١٩)

اے خاکِ مدینہ تُو ہی بتا کس طرح پاؤں رکھوں یہاں
تُو خاکِ پا سرکار کی ہے آنکھوں سے لگائی جاتی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٣٥﴾ مسجدِ نبوی میں آواز دھیمی رکھو

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق سے **مسجدُالنَّبَوِیّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں گفتگو کے دَوران خلیفہ ابوجعفر نے آواز بُلند کی تو اُس سے فرمایا: اے خلیفہ! اِس مسجِد میں آواز بُلند مت کرو، اللّٰہ تعالٰی نے بارگاہِ رسالت میں آوازیں دھیمی رکھنے والوں کی مَدْح (یعنی تعریف) فرمائی ہے، چُنانچِہ پارہ 26 سورۃُ الْحُجُرات کی تیسری آیتِ مبارَکہ میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ③

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسولُ اللّٰہ کے پاس، وہ ہیں جن کا دل اللّٰہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ۲۶، الحجرات:۳)

جبکہ آوازیں بُلند کرنے والوں کی ان الفاظ میں مَذَمَّت بیان فرمائی ہے، چُنانچِہ اسی سورۃ کی چوتھی آیتِ کریمہ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ④ (پ۲۶، الحجرات:٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک وہ جو تمہیں حُجروں کے باہَر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کی عزّت وحُرمت یقیناً آج** بھی اُسی طرح ہے جس طرح حیاتِ ظاہری میں تھی۔ **امام مالک** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق کی اس گفتگو سے ابوجعفر خاموش ہوگیا۔ (الشفاء ج۲ ص ٤١)

تجھ سے چھپاؤں مُنہ تو کروں کس کے سامنے

کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٣٦﴾ روضۂ رسول کی طرف منہ کرکے دُعا مانگو

حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق سے خلیفہ ابوجعفر منصور نے دریافْت کیا کہ میں (روضۂ انور پر حاضِری کے موقَع پر) قبلے کی طرف مُنہ کرکے دُعا مانگوں یا نبیِّ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف رُخ رکھوں؟ حضرتِ سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق نے فرمایا: نبیِّ پاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تم کیونکر منہ پھیر سکتے ہو؟ حضور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو بروزِ قیامت اللہ عزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارے اور تمہارے والدِ گرامی حضرتِ سیِّدُنا آدم صفیُّ اللہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کیلئے بھی وسیلہ ہیں، تم نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی طرف منہ کرکے شَفاعت کی بھیک مانگو، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے حبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شَفاعت ضرور قبول فرمائے گا، اللہ ربُّ العباد عَزَّوَجَلَّ خود ہی ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (پ٥، النساء: ٦٤)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حُضور حاضِر ہوں اور پھر اللہ سے مُعافی چاہیں اور رسول ان کی شَفاعت فرمائے تو ضَرور اللہ کو بہُت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(الشفاء ج٢ ص٤١)

مُجرِم بلائے آئے ہیں ''جاءُ وْکَ'' ہے گواہ
پھر رَد ہو کب یہ شان کریموں کے دَر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳۷﴾ جس سے ہوسکے وہ مدینے شریف میں مرے

حضرتِ سیِّدُ نا عبد اللّٰہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ بِهَا فَإِنِّیْ أَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِهَا یعنی جو مدینے میں مرسکے وہ وَہیں مرے کیونکہ میں مدینے میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔'' (ترمذی ج ۵ ص ۴۸۳ حدیث ۳۹۴۳)

مُفسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان علَیہِ رَحمۃُ الحنّان فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ یہ بِشارت اور ہدایت سارے مسلمانوں کو ہے نہ کہ صِرْف مُہاجِرین کو یعنی جس مسلمان کی نیّت مدینۂ پاک میں مرنے کی ہو وہ کوشش بھی وہاں ہی مرنے کی کرے کہ خدا (عَزَّوَجَلَّ) نصیب کرے تو وہاں ہی قِیام کرے خُصُوصاً بڑھاپے میں اور بلاضَرورت مدینۂ پاک سے باہَر نہ جائے کہ موت ودَفْن وہاں کا ہی نصیب ہو، حضرتِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ دعا کرتے تھے کہ ''مولا! مجھے اپنے محبوب کے شہر میں شہادت کی موت دے۔'' آپ کی دعا ایسی قَبول ہوئی کہ سُبْحٰنَ اللہ! فَجْر کی نماز، مسجدِ نبوی، مِحرابُ النبی، مُصلّیِ نبی اور وہاں شہادت۔ میں نے بعض لوگوں کو

دیکھا کہ تیس چالیس سال سے مدینۂ منوّرہ میں ہیں، حُدودِ مدینہ بلکہ شہرِ مدینہ سے بھی باہَر نہیں جاتے اِسی خطرے سے کہ موت باہَر نہ آجائے، **حضرتِ امام مالِک** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا بھی یِہی دستور رہا۔ (مراۃ المناجیح ج ۴ ص ۲۲۲)

﴿۳۸﴾ مدینے میں وفات، بوقتِ رخصت نیکی کی دعوت

سیِّدُنا امامِ مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق کی وفات 179ھ کے ماہِ صَفَرُ الْمُظَفَّر یا ربیعُ الْاوّل شریف کی 10 یا 11 یا 14 تاریخ کو **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں ہوئی اور جنَّتُ الْبقیع میں دَفْن ہوئے۔ بوقتِ رِحْلَت آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے **نیکی کی دعوت** دی۔ سیِّدُنا یحییٰ بن یحییٰ مَصْمُوْدِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: سیِّدُنا امام مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق بیان کرتے ہیں کہ سیِّدُنا رَبِیْعَہ نے فرمایا: ''میرے نزدیک کسی شخص کو نماز کے مسائل بتانا روئے زمین کی تمام دولت صَدَقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی اُلجھن دُور کر دینا سوحج کرنے سے افضل ہے۔'' نیز سیِّدُنا **ابنِ شِہاب زُہری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے فرمایا: ''میرے نزدیک کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غَزوات میں جِہاد کرنے سے بہتر ہے۔'' سیِّدُنا یحییٰ بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: اس گفتگو کے بعد سیِّدُنا امامِ مالِک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سُپُرد کر دی۔ (بُستانُ المحدثین ص ۳۸، ۳۹) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳۹﴾ محبوب کو منانے کے نرالے انداز

کسی نے **محمود غزنوی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو حاضریِ **مدینۂ منوّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے دَوران **مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں فقیرانہ لباس پہنے، کندھے پر مَشکیزہ اُٹھائے زائرینِ حَرَم کو پانی پِلاتے دیکھ کر کہا: کیا آپ غَزنی کے شَہَنْشاہ نہیں؟ یہ کیا حال بنا رکھا ہے! جواب دیا: میں شَہَنْشاہ ہوں مگر غزنی میں، اِس دربار میں تو شَہَنْشاہ بھی فقیر و گدا ہوتے ہیں۔ پوچھنے والے کو یہ دیوانگی بھرا جواب بَہُت ہی پیارا لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے دیکھا کہ **مِصْر کا شَہَنْشاہ** شاہی کَرّوفَر اور رُعب داب کے ساتھ چلا آرہا ہے، اُس شخص نے بڑھ کر کہا: آپ نے اتنی بڑی جَسارَت کی! **مدینۂ منوّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی حاضِری اور یہ شاہی دَبْدَبہ! جو جواب مِصْری شَہَنْشاہ نے دیا وہ بھی سنہری حُروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ شاہِ مِصْر بولا: اے سُوال کرنے والے! یہ بتاؤ یہ بادشاہی کس ہستی نے عطا کی؟ یقیناً مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہی عنایت فرمائی ہے۔ لہٰذا شاہی تاج و لباس کے ساتھ حاضِر ہوا ہوں۔ تاکہ دینے والا اپنی مبارَک آنکھوں سے دیکھ لے۔ (بارہ تقریریں ص ۲۰۴ بتغیُّر)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کِس چیز کی کمی ہے مولیٰ تِری گلی میں
دنیا تِری گلی میں عُقبیٰ تِری گلی میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۴۰﴾ اَذانِ بلال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عاشقِ بے مثال حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام زَبان پر آتا ہے تو بے ساختہ ایک سرتاپا عاشقِ رسول ہستی کا تَصَوُّر قائم ہوجاتا ہے ایمان لانے اور غُلامی سے آزادی پانے کے بعد عاشقِ بے مثال حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زندگی کے حسین ایّام سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں گزارے لیکن وِصالِ ظاہری کے بعد ہجرِ رسول کی تاب نہ لاکر **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعظِیْماً سے ہجرت کرکے ملکِ شام کے عَلاقے ''دارَیّا'' میں سُکُونَت اِختیار فرمائی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک رات خواب میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دِیدارِ فیض آثار سے مُشَرَّف ہوئے، لبہائے مُبارَکہ کو جنبِش ہوئی، رَحمت ومَحبت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''**مَاھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَال !اَمَا آنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِی یَا بِلَال!** یعنی

اے بلال! یہ کیا جفا ہے ! کیا ابھی وہ وقت نہ آیا کہ تم میری زیارت کیلئے حاضری دو۔'' عاشقِ بے مثال حضرتِ سیّد نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوتے ہی حکمِ سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعمیل میں مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعظِیْماً کی جانب روانہ ہوگئے اور سفر کرتے ہوئے مرکزِ عُشّاق دیارِ مدینہ کی نُورانی اور پُرکیف فَضاؤں میں داخل ہوگئے ، بے تابانہ مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوئے ، ضَبْط کے بندھن ٹوٹ گئے ، آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور اپنا چہرہ مَزارِ پاک کی مبارَک خاک پر مَس کرنے لگے۔ حضرتِ سیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد کی خبر سن کر گلشنِ رسالت کے دونوں مہکتے پھول سیّدِ ینا حَسَنَینِ کَرِیمَین (یعنی حضراتِ سیِّدَ ینا حسن و حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لے آئے ۔ حضرتِ سیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے ساخْتہ دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لِپٹالیا اور پیار کرنے لگے۔ شہزادوں نے فرمائش کی : اے بلال ! ہمیں ایک بار پھر وہ اذان سنا دیجئے جو آپ نانا جان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری میں دیا کرتے تھے۔ اب اِنکار کی گنجائش کہاں تھی ! چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُ نا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجِدُ النَّبَوِیِّ الشَّرِیف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی چھت پر اُس حصّے میں تشریف لے گئے جہاں وہ حُضُورِ پاک ، صاحِبِ لَولاک ، سَیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ

ظاہری میں **اَذان** دیا کرتے تھے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے "اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر" سے **اَذان** کا آغاز فرمایا تو **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعظِیۡمًا میں ہَلچَل مچ گئی اور لوگ بے تاب ہوگئے، جب "**اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ**" کے کلمات کہے تو ہر طرف آہ وبُکا کا شور بَرپا ہوگیا، پھر جب اس لفظ پر پہنچے: "**اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہ**" تو لوگ بے تابانہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے: کیا سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **مزارِ پُراَنوار** سے باہَر تشریف لے آئے ہیں؟ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **وِصالِ ظاہِری** کے بعد **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعظِیۡمًا میں اُس دن سے زیادہ کبھی گریہ وزاری نہیں ہوئی۔ اس واقِعے کے بعد عاشقِ بے مثال حضرتِ سیِّدُنا **بلال** رضی اللہ تعالٰی عنہ تادَمِ حیات سال میں ایک مرتبہ **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعظِیۡمًا حاضِر ہوتے اور **اذان** دیا کرتے تھے۔

(تاریخ دِمَشق ج۷ص۱۳۷ وفتاوٰی رضویه مُخرجه ج۱۰ ص۷۲۰ مُلَخّصًا)

جاہ وجلال دو نہ ہی مال ومَنال دو
سوزِ بلال بس مِری جھولی میں ڈال دو (وسائلِ بخشش ص۲۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤١﴾ غَرناطَہ کا مایوسُ العلاج مریض

ابومحمد اِشبیلی اپنا ایک واقِعہ بیان فرماتے ہیں کہ غَرناطَہ میں ایک ایسے بیمار کے ہاں ٹھہرے جو طبیبوں کی طرف سے لاعلاج قرار دیا جاچکا تھا۔

اُس بیمار کے ایک خادِم ابنِ ابی خِصال نے سرکارِ عالم مدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ گوہر بار میں عریضہ لکھا جس میں اس نے اپنے آقا کی بیماری کا ذِکر کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ اسے شِفا نصیب ہو۔ ابومحمد فرماتے ہیں: وہ عریضہ لئے ایک زائرِ مدینہ غَرناطہ سے مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعظِیْماً حاضِر ہوا، اُس نے جُوں ہی یہ خط دربارِ رسالت میں پڑھا بیمار کو غَرناطہ میں شِفا مل گئی۔ (وفاء الوفا، ج۲، ص۱۳۸۷، ملخصا)

فَقَط اَمراضِ جسمانی کی ہی کرتا نہیں فریاد
گناہوں کے مرض سے بھی شِفا دو یارسولَ اللّٰہ (وسائلِ بخشش ص۱۵۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی محمَّد

﴿۴۲﴾ زم زم کا باکمال ساقی

شیخ ابوابراہیم وَرّاد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْجَوَاد فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ حج وزیارت کی سعادت پائی، زادِ قافِلہ کی قِلّت (یعنی اخراجات کی کمی) کے سبب قافلے والے مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعظِیْماً میں مجھے اکیلا چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔ میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوکر فریاد کی: ''یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے رُفَقا مجھے تنہا چھوڑ کر جا چکے ہیں۔'' جب سویا تو خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے شَرفیاب ہوا، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مکّہ شریف جاؤ، وہاں ایک

شخص **زمزم** کے کُنویں پر پانی کھینچ کھینچ کرلوگوں کوپلا رہا ہوگا، اُس سے کہنا، رسولُ اللہ (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) نے حکم دیا ہے کہ مجھے میرے گھر تک پہنچادو۔'' میں حسبِ ارشاد **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعظِیْماً پہنچااور **زمزم شریف** کے کنوئیں پرگیا، جہاں ایک شخص پانی کھینچ رہا تھا، اِس سے پہلے کہ میں کچھ کہوں، وہ کہنے لگا: ''ٹھہرو! میں ذرالوگوں کو پانی پلالوں۔'' جب وہ فارِغ ہوا تو رات ہوچکی تھی۔اُس نے کہا: ''**بیتُ اللّٰہ شریف** کا طواف کرلوپھر میرے ساتھ **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعظِیْماً کے بالائی (یعنی اونچائی والے) حصّے کی طرف چلو۔'' چُنانچِہ میں طواف سے مُشَرَّف ہونے کے بعداس کے ساتھ اس کے قدم بقدم چل پڑا۔جب صُبْح قریب ہوئی تومیں نے خودکوایسی وادی میں پایاجس میں بَہُت گھنے دَرَخت اور پانی کے چشمے تھے، میں نے سوچا یہ وادی تو میری وادی ''**شَفْشاوَہ**'' جیسی لگتی ہے۔جب اچّھی طرح سَپِیدۂ سَحَر (یعنی فجر کا اُجالا) نُمُودار ہوا اورمیں نے غورسے دیکھاتوواقعی وہ وادی ''**شَفْشاوَہ**'' ہی تھی۔میں خوشی خوشی اپنے اَہل وعِیال کے پاس پہنچااوراپنے مکان پہنچنے کی داستانِ کرامت نشان سنا کرسب کووَرْطۂ حیرت میں ڈال دیا!لوگوں نے میرے قافِلے کے مُتَعلِّق دریافْت کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ تو مجھے مُفلِس ونادارسمجھ کر**مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعظِیْماً میں اکیلا چھوڑکرسُوئے وطن روانہ ہوگئے تھے۔کچھ لوگوں نے میری بات کو

دُرُسْت تسلیم کیا اور بعض نے مجھے جھٹلایا، چند ماہ گزرے تو میرا قافِلہ آ پہنچا اور لوگ حقیقتِ حال سے واقِف ہوئے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ**! سب نے مجھے سچّا مان لیا۔ (شواھدُ الحق ص ۲۲۹) (چونکہ پہلے زمانے میں اُونٹوں اور خچّروں وغیرہ پر سفر ہوا کرتا تھا، غالباً اِسی وجہ سے قافِلہ کچھ مہینوں کے بعد پہنچا۔) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحْمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا

تم چاہو تو ہوجائے ابھی کوہِ مِحَن پھول (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۴۳﴾ تین روپیہ مدینہ۔۔۔ تین روپیہ مُلتان

یہ حکایت کسی نے مجھے (سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ کو) کافی عرصہ قبل سنائی تھی اپنی یادداشت کے مطابِق اپنے الفاظ میں بیان کرنے کی سعی کرتا ہوں: حاجیوں کا ایک قافِلہ مدینۃُ الاولیاء ملتان (پاکستان) سے مدینۃُ الْمصطَفٰے زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْمًا چلا، اُس میں **ایک مدینے کا دیوانہ** بھی شامل تھا۔ حجِ بیتُ اللہ اور حاضِریِ **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْمًا سے فراغت کے بعد جب سب ملتان شریف پہنچ گئے۔ ایک حاجی نے دیوانے کو چھیڑتے ہوئے کہا: تجھے بارگاہِ رسالت سے

کوئی سند بھی عطا ہوئی یا نہیں؟ وہ بولا: نہیں۔ اُس حاجی نے اپنے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ایک چِٹّھی دیوانے کو دکھاتے ہوئے کہا: دیکھ! مجھے روضۂ انور پر یہ سَنَد ملی ہے! چِٹّھی میں لکھا تھا: ''تیری مغفِرت کر دی گئی ہے۔'' **دیوانہ** یہ پڑھ کر بے قرار ہوگیا، اُس نے رونا دھونا مچا دیا اور یہ کہتے ہوئے چل پڑا: میں بھی اپنے پیارے **آقا** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **مغفِرت کی سندلوں گا''** گرتا پڑتا جب روڈ پر آیا تو ایک بس کھڑی تھی اور کنڈکٹر آواز لگا رہا تھا: ''**تین روپیہ مدینہ! تین روپیہ مدینہ!!''** دیوانہ لپک کر بس میں سُوار ہو گیا، تین روپے ادا کئے اور بس چل پڑی۔ کچھ ہی دیر بعد کنڈکٹر نے صدا لگائی: مدینہ آگیا!! مدینہ آگیا!'' دیوانہ بس سے اُتر گیا، سُبْحٰنَ اللہ! وہ سچ مُچ مدینے ہی میں تھا، اور اُس کی نگاہوں کے سامنے **سبز سبز گنبد** اپنے جلوے لُٹا رہا تھا! اُس نے بے تابی کے ساتھ قدم آگے بڑھائے، **مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام **میں داخِل ہوا** اور سنہری جالیوں کے روبرو حاضِر ہوگیا، اس کے سینے میں تھما ہوا اَشکوں کا طوفان آنکھوں کے راستے اُمنڈنے لگا، بعدِ عرضِ سلام اُس نے برستی ہوئی آنکھوں سے مغفرت کی سَنَد کی اِلتجائے شوق پیش کر دی۔ ناگاہ ایک پرچہ اُس کے سینے پر گرا، بے قرار ہوکر اُس نے پڑھا تو لکھا تھا: ''**تیری مغفِرت کر دی گئی ہے۔''** اُس نے وہ کاغذ احتیاط سے جیب میں رکھا اور خوش خوش باہَر نکلا۔ وُہی بس نظر آئی

کنڈکٹر صدائیں لگا رہا تھا: ''**تین روپیہ ملتان! تین روپیہ ملتان!!**'' دیوانہ بس میں سُوار ہوگیا، تین روپے ادا کیئے، بس چل پڑی، کچھ ہی دیر کے بعد کنڈکٹر نے آواز لگائی: '' ملتان آگیا! ملتان آگیا!! '' دیوانہ اُترا اور اپنے قافلے والوں کے پاس آپہنچا، چُونکہ یہ سب چند لمحوں میں ہی ہوگیا تھا لہٰذا تمام **حُجّاج** ابھی وہیں موجود تھے، اُنہوں نے جب دیوانے کے پاس ''سند'' دیکھی تو حیران رہ گئے، اُنہوں نے دیوانے کا بڑا احترام کیا، خُصُوصاً جس حاجی نے دیوانے کے ساتھ مذاق کیا تھا، وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور اُس نے اپنے جُرم سے توبہ کی، دیوانے سے بھی مُعافی مانگی۔ اور عزم کیا کہ جب تک ''سَنَد'' عطا نہ ہوئی **ہر سال حج** کروں گا اور حاضرِ دربارِ مدینہ ہوکر ''سندِ مغفِرت'' کی خیرات مانگتا رہوں گا، مجھے اپنے کریم آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے امّیدِ واثق ہے کہ مجھ گنہگار کو مایوس نہیں فرمائیں گے۔ دیوانہ اپنے آپ میں نہ تھا چند ہی روز میں اُس کا انتقال ہوگیا۔ اور وہ حاجی اب تک ہر سال برابر حاضریِ حَرَمینِ شریفین سے مُشرَّف ہو رہا ہے۔ (تادمِ تحریر (۸ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ) واقِعہ سے کم و بیش 35 سال کا عرصہ گزر چکا ہے، فی الحال اُس حاجی کے احوال معلوم نہیں۔)

تمنّا ہے فرمائیے روزِ محشر
یہ تیری رِہائی کی چِٹھی ملی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤٤﴾ آقا کے کرم سے گمشدہ بیٹا مل گیا

شیخ ابوالقاسم بن یوسف اِسکَندَرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی فرماتے ہیں: میں مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیْماً میں تھا، ایک عاشقِ رسول کو دیکھا کہ وہ قبرِ انور کے پاس کچھ اس طرح سے فریاد کررہا ہے: ''یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں آپ کا وسیلہ پکڑتا ہوں تاکہ میرا بیٹا مجھے واپَس مل جائے۔'' میرے اِسْتِفْسار پر اُس نے بتایا: ''جَدّہ شریف سے آتے ہوئے میں قَضائے حاجت کیلئے گیا اِسی اَثنا میں میرا بیٹا لاپتا ہوگیا۔'' چند سال بعد وہ شخص مجھے مِصْر میں ملا تو میں نے اس کے بیٹے کے بارے میں دریافْت کیا۔ اُس نے بتایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرا بیٹا مل گیا تھا، ہوا یوں تھا کہ ایک قبیلے نے اُسے زبردستی اپنا غلام بنا کر اُونٹ چَرانے پر لگا دیا تھا۔ اُسی قبیلے کی ایک عاشقِ رسول اور نیک سیرت خاتون نے خواب میں بحر و بر کے بادشاہ، دو عالم کے شَہَنْشاہ، اُمّت کے خیرخواہ، آمِنہ کے مہرو ماہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی، آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُس سے کچھ یوں فرمایا: ''مِصری نوجوان کو آزاد کروا کر اُس کے گھر بھیج دو۔'' چُنانچِہ اُس عاشقِ رسول خاتون کی سِفارش پر میرے بیٹے کو آزاد کردیا گیا۔ (شواھد الحق فی الاستغاثۃ بسیدالخلق ص ٢٣٠ مُلَخَّصًا) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت**

ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

اِتنا بھی تو ہو کوئی جو ''آہ'' کرے دل سے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤٥﴾ آقا کو پکارنے سے کمزوری دور ہوجاتی

حضرتِ سیِّدُنا ابو عبداللہ محمد بن سالم سِجِلْماسِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: میں محترم نبی، مکّی مَدَنی، مَحْبوبِ ربِّ غنی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ انور کی زیارت کی نیّت سے پیدل چلنے والے قافِلۂ مدینہ کا مسافر بن گیا۔ دَورانِ سفر جب کبھی کمزوری محسوس ہوتی تو عرض کرتا: **اَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ** یعنی یا رسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں آپ کی ضِیافت (یعنی مہمانی) میں ہوں تو وہ ناتُوانی (یعنی کمزوری) فوراً زائل ہوجاتی۔ (شواھدُ الحق ص ٢٣١) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا

وُہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کُوئے جاناں میں (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤٦﴾ گنبدِ خضرا دیکھ کر دم نکل گیا!

مولانا حافظ بصیر پوری اپنے سفرنامۂ حج میں لکھتے ہیں: 1972ء میں مجھے مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں رَمَضانُ المبارَك کا مہینا نصیب ہوا۔ غالباً رَمَضانُ المبارَك کا دوسرا جُمُعہ تھا، ایک عاشقِ رسول اپنے ساتھیوں کو مجبور کر کے مکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا سے قبل از وَقت ہی مدینۂ طیّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا لے آیا۔ اور آتے ہی سامان سے بے پرواہ ہو کر آقائے دوجہاں، سلطانِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ اقدس میں حاضِر ہو گیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد دو نفل ادا کیے اور بابِ جبریل سے باہَر نکلا، پلٹ کر گنبدِ خضرا پر نظر ڈالی اور غش کھا کر گر پڑا، منہ سے خون بہنے لگا اور تڑپے بِغیر ٹھنڈا ہو گیا۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ٦٢) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاش! گنبدِ خضرا پر نگاہ پڑتے ہی
کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مرجاتا (وسائلِ بخشش ص ٤١٠)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤٧﴾ قرض ادا کروا دیا

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر علیہ رَحمۃُ اللّٰہِ المُقتَدِر کے صاحِبزادے بیان کرتے ہیں کہ یَمَن کے ایک آدمی نے میرے والِد صاحِب کے پاس 80 دینار رکھواتے ہوئے عرض کی: ''اگر ضَرورت پڑے تو انہیں خَرچ کرلینا، جب واپَس آؤں تو مجھے ادا کر دینا'' اور وہ خود جہاد کے لیے چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا میں سَخت قَحط اور خشک سالی نے غَلَبہ کیا، والِد صاحِب رَحْمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے وہ دِینار لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ شخص واپَس آ گیا اور اُس نے اپنی رقم طلب کی۔ والِدِ محترم نے کہا: '' کل تشریف لایئے۔ اور خود اُس رات مسجِدُالنَّبَوِیّ الشَّریف میں ٹھہرے رہے، کبھی مزارِ فائضُ الْانوار پر حاضر ہوتے اور سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہِ کرم بار کے طلب گار ہوتے اور کبھی مِنۡبَرِ اَطہر کے پاس آ کر دُعا و اِلتجاء کرتے، حتّٰی کہ سَپیدۂ سَحَر نُمودار ہونے لگا، دُھندَ لکے میں ایک شخص نے تھیلی آگے بڑھاتے ہوئے کہا: '' اے محمد بن مُنکَدِر! یہ لیجئے۔'' آپ رَحْمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ہاتھ بڑھا کر تھیلی لے لی، کھول کر دیکھا تو اُس میں 80 دینار تھے۔ صُبح ہوئی تو رقم رکھوانے والا شخص آ گیا، آپ رَحْمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے 80 دینار اُس کے حوالے کر دیئے۔ یوں آپ رَحْمۃُ اللّٰہِ

تعالٰی علیہ اِس بارِقرض سے نبیِّ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہِ کرم سے سبُکدوش ہوگئے۔(شواھدُ الحق ص۲۲۷) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ہر طرف مدینے میں بِھیڑ ہے فقیروں کی
ایک دینے والا ہے کُل جہاں سُوالی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿٤٨﴾ تُرک مریض کا علاج

مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا میں ایک شخص کو دیکھا گیا جو زخموں سے چور چُور تھا، معلوم ہوا وہ تُرکی کا باشِندہ ہے اور 15 سال سے بیمار ہے، تُرکی میں علاج ناکام رہا، کسی نے مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا کی **خاکِ شِفا** استِعمال کرنے کا مشورہ دیا، تُرک مریض نے ہدایت پر عمل کیا، جو مرض پندرہ سال میں ٹھیک نہ ہوا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ وہ ایک سال میں دو حصّہ خَتْم ہوگیا۔ وہ تُرک رو رو کر اپنا دردناک واقِعہ سنایا کرتا اور **خاکِ مدینہ** کے گُن گایا کرتا۔

(مدینۃ الرسول ص۳۳۱ ملخصاً)

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے

اُٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! بے شک خاکِ مدینہ میں **اللہ** تعالٰی نے شِفا رکھی ہے، اگر اعتِقاد صادِق ہو تو اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مایوسی نہیں ہوگی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی مٹّی میں شِفا ہونے کی بشارتیں احادیثِ مبارکہ میں موجود ہیں چُنانچِہ **تین فرامینِ مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ ہوں: ﴿۱﴾ **غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ** یعنی خاکِ **مدینہ** میں جُذام سے شِفا ہے۔ (جامع صغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۳) حضرتِ **علّامہ قسطلانی** قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی **فرماتے ہیں: مدینۂ مُنوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا **کی ایک خصوصیّت یہ بھی ہے کہ اس کی مبارک خاک کوڑھ اور سفید داغ کی بیماریوں بلکہ ہر بیماری سے شِفا ہے۔** (اَلْمَواھِبُ اللَّدُنِّیَّة ج۳ ص ۴۳۱) ﴿۲﴾ **غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ یُبْرِیءُ الْجُذَامَ** یعنی خاکِ **مدینہ** جُذام کو اچھا کر دیتی ہے۔ (جامع صغیر ص ۳۵۵ حدیث ۵۷۵۴) ﴿۳﴾ **وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ فِیْ غُبَارِهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ** اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت

میں میری جان ہے بیشک خاکِ مدینہ ہر بیماری کی شفا ہے۔

(الترغیب والترھیب ج ٢ ص ١٢٢ حدیث ١٨٨٥)

﴿٤٩﴾ مدینے کی مٹّی اور پھلوں میں شِفا

جذبُ القُلُوب میں ہے: **اللہ** تبارَکَ وَتعالٰی نے مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی **مِٹّی** اور **پھلوں** میں شِفا رکھی ہے اور کئی احادیثِ مبارَکہ میں آیا ہے، **خاکِ مدینہ میں ہر مَرَض سے شِفا ہے** اور بعض احادیثِ مبارَکہ میں مِنَ الْجُذامِ وَ البَرَص یعنی کوڑھ اور پُھلبَہری (یعنی بَرَص) سے شِفا کا ذکر ہے اور بعض ''اخبار'' میں مدینے کے ایک خاص مقام صُعَیب (عوام اس جگہ کو ''خاکِ شفا'' بولتے ہیں) کا تذکرہ ہے بعض روایات میں ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بعض صَحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ اِس خاک سے **بخار** کا علاج کریں۔ بُزُرگوں سے اس خاص مقام ''صُعَیب'' کی خاک مبارَک سے علاج کی **حکایات** بھی ملتی ہیں۔ (جذب القلوب، ص ٢٧ ملخَّصاً)

﴿٥٠﴾ سال بھر کا بخار ایک دن میں جاتا رہا

حضرتِ سیِّدُنا شیخ مجدالدّین فیروز آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: میرا غلام سال بھر سے **بُخار** میں مُبتلا تھا، میں نے (مقامِ صُعَیب (یعنی ''خاکِ شفا'' سے) خاکِ مدینہ لی اور پانی میں (قلیل مقدار میں) گھول کر پلائی ،

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اُسی دن شفایاب ہوگیا۔ (ایضاً)

﴿۵۱﴾ خاکِ شفا سے وَرَم کا علاج

شیخِ مُحَقِّق، حضرتِ علّامہ **شیخ عبدُ الحق مُحَدِّث دِہلوی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: جن دِنوں میری مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا میں حاضِری تھی، کسی مَرَض کے سبب میرا پاؤں سُوج گیا، طبیبوں نے مل کر اسے مُہلِک عارِضہ (یعنی ہلاک کر دینے والا مَرَض) قرار دیتے ہوئے علاج سے ہاتھ روک دیا۔ میں نے (مقامِ صُعَیب سے) خاکِ پاک لی اور استِعمال شُروع کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تھوڑے ہی دِنوں میں بڑی آسانی سے وَرَم (یعنی سوجُن) سے نجات مل گئی۔ (ایضاً) عاشقانِ رسول ''مقامِ صُعَیب'' کو ''**خاکِ شفا**'' کے نام سے جانتے ہیں، افسوس! وہ مُبارَک جگہ اب چُھپا دی گئی ہے، بسا اوقات عُشّاق کھود کر ''خاکِ شِفا'' حاصِل کر لیتے ہیں، مگر انتِظامیہ ڈامَر وغیرہ ڈال کر پھر سے بند کر دیتی ہے۔

مدینے کی مِٹّی ذرا سی اُٹھا کر
پیو گھول کر ہر مَرَض کی دَوا ہے (وسائلِ بخشش ص ۳۴۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

حاجیوں کی 42 حکایات

دُرود شریف کی فضیلت

شہنشاہِ اَنام عَلَیْہِ السَّلَام کا سلام اپنے ایک غلام کے نام

حضرت سیِّدُنا ابوالفضل ابنِ زِیرَک قُومَسانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبَّانِی فرماتے ہیں: میرے پاس خُراسان سے ایک عاشقِ رسول آیا اور کہنے لگا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سویا ہوا تھا کہ جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ پر خواب میں کرم فرمایا: لبہائے مبارکہ وَا ہوئے، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جب تو ھَمَذان جائے تو ابوالفضل ابنِ زِیرَک کو میرا سلام کہنا۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ان پر اس کرم کی وجہ؟ فرمایا: "وہ روزانہ 100 بار مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے۔" سیِّدُنا ابوالفضل رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پھر وہ خُراسانی (مجھ سے) کہنے لگا: مجھے بھی وہ دُرُودِ پاک بتا دیجیے (جسکا آپ ورد کرتے ہیں) تو میں نے اسے بتایا کہ میں روزانہ 100 یا اس

سے زیادہ مرتبہ یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہوں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا عَنَّا مَاھُوَ اَھْلُہٗ۔

اُس عاشقِ رسول نے یہ دُرُودِ پاک مجھ سے سیکھ لیا اور قسم کھا کر کہنے لگا: میں آپ کو جانتا تھا نہ آپ کا کبھی نام سنا تھا، آپ کے بارے میں مجھے نبیِّ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہی بتایا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوالفضل ابنِ زِیْرَک رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں نے اُس خوش نصیب عاشقِ رسول کو تحفہ پیش کیا تا کہ اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں کچھ مزید اُس سے سنُوں، لیکن قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے وہ بولا: میں سلطانِ انبیائے کرام، رسولِ ذی احترام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک پیغام پہنچانے کا کوئی دُنیوی بدلہ نہیں چاہتا۔ اس کے بعد اُس عاشقِ رسول کو میں نے دوبارہ کبھی نہ دیکھا۔

(تاریخ الاسلام للذہبی ج ٣٢ ص ٦٣)

﴿٥٢﴾ والدِ مرحوم پر جنگل میں کرم بالائے کرم

حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں: ''میں نے دَورانِ طواف ایک عاشقِ رسول کو ہر قدم پر حُضُور نبیِّ پاک، صاحِبِ لولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا: ''بھائی! ''سُبْحٰنَ اللّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' کے بجائے صِرْف دُرُودِ پاک پڑھے جانے میں کیا راز ہے؟'' تو اُس نے میرا نام دریافْت کیا، پھر کہا: میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حجّ بیتُ اللّٰہ کے لئے چلا، اَثنائے سفر (یعنی

سفر کے دَوران) والِد بزرگوار شدید بیمار ہوگئے، ہم ایک مقام پر ٹھہر گئے۔ علاج مُعالجہ کیا مگر قضائے الٰہی سے وہ وفات پا گئے، یکا یک اُن کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں ترچھی ہوگئیں اور پیٹ بھی پھول گیا۔ یہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور روتے ہوئے پڑھا: "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾"[1] میں نے مرحوم کے چہرے پر چادر اُڑھا دی۔ اِسی پریشانی کے عالَم میں مجھے نیند نے آگھیرا، میں نے خواب میں اِنتہائی صاف سُتھرے لباس میں ملبوس ایک حُسن و جمال کے پیکر مُعَطَّر مُعَطَّر بُزُرگ کی زیارت کی، ایسا صاحِبِ حُسن و جمال میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ایسی خوشبو بھی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی، وہ میرے والِد مرحوم کے قریب تشریف لے آئے، چادر ہٹائی اور اپنا نورانی ہاتھ اُن کے چہرے پر پھیرا۔ دیکھتے ہی دیکھتے مرحوم کے چہرے کی سیاہی نُور میں تبدیل ہوگئی، آنکھیں اور پیٹ بھی دُرُست ہوگئے، جب وہ نُورانی بُزُرگ واپَس جانے کے لئے پلٹے تو میں اُن کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کی: "آپ کون ہیں؟ جن کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے والِد مرحوم پر اِس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔" فرمایا: "کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں **صاحبِ قراٰن محمد بن عبدُ اللہ** (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) ہوں، تمہارے والِد گنہگار تھے لیکن مجھ پر **کثرت سے دُرُودِ پاک** بھیجتے تھے، جب یہ اِس تکلیف میں مُبتَلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی تھی اور بے شک جو

---

[1] ترجَمۂ کنز الایمان: ہم **اللہ** کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۶)

مجھ پر کثرت سے دُرُود پاک پڑھتا ہے میں اُس کی فریاد رسی کرتا ہوں۔" پھر میری آنکھ کُھل گئی، میں نے دیکھا کہ حقیقت میں بھی میرے والدِ مرحوم کے چہرے پر نُور پھیلا ہوا تھا اور پیٹ بھی اپنی اصلی حالت پر آچکا تھا۔ (مُلَخَّص از تفسیرِ رُوحُ البیان ج۷ ص۲۲۵) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دنیا وآخرت میں جب میں رہوں سلامت پیارے پڑھوں نہ کیوں کر تم پر سلام ہر دم

لِلّٰہ اب ہماری فریاد کو پہنچئے ! بے حد ہے حال اَبتَر تم پر سلام ہر دَم (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۳﴾ اپنے آقا سے پہلے طواف نہیں کروں گا

محبوبِ ربِّ غنی، آقائے مکّی مَدَنی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صُلحِ حُدَیبیہ کے موقع پر حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اپنا سَفیر بنا کر مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا بھیجا کہ کُفّار سے مُذاکَرات کریں کیونکہ ان لوگوں نے یہ طے کیا تھا کہ اِس سال شاہِ خیر الانام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ حرمِ کعبہ پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ اِس سال آپ لوگ حج نہیں کرسکتے۔ کُفّارِ مکّہ نے حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی

اللہ تعالٰی عنہ سے کہا: چُونکہ آپ یہاں آ گئے ہیں، اِس لئے چاہیں تو **طواف** کر لیجئے۔ حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے پیارے نبی مکّی مَدَنی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بِغیر **طواف** کرنا گوارا نہ ہوا لہٰذا فرمایا: ''مَاکُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وسلَّم۔ یعنی میں اُس وَقْت تک طوافِ کعبہ نہیں کروں گا جب تک رسولُ **اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم طواف نہ کرلیں۔'' (مسند امام احمد بن حنبل ج۶ ص۴۸۹ حدیث۱۸۹۳۲) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا
محبوبِ خدا یار ہے عثمانِ غنی کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۴﴾ 20 پیدل سفرِ حج

راکبِ دوشِ مصطفٰے، سیِّدُ الْاَ سْخِیاء، برادرِشہیدِ کربلا، جگر گوشۂ فاطمہ، دلبندِ مُرتَضٰی، سیِّدُنا امام حسن مُجتَبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: میں بَہُت شرمندہ ہوں، آہ! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے کس طرح ملاقات کروں گا! افسوس! اُس کے پاک گھر (یعنی کعبۂ مُشرَّفہ) تک کبھی پیدل چل کر نہیں آیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ 20 بار **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا

اللہ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا **حج** کے لیے پیدل آئے۔منقول ہے: **ایک مرتبہ آپ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **خانۂ کعبہ** کا طواف کیا پھر **مقامِ ابراہیم** پر دو رَکعت نَماز واجبُ الطّواف ادا کی پھر اپنا رُخسارِ مبارَک مقامِ ابراہیم پر رکھ دیا اور زار و قِطار روتے ہوئے اِس طرح مُناجات کی: '' اے میرے ربِّ **قدیر** عَزَّوَجَلَّ! تیرا حقیر بندہ تیرے دروازے پر حاضِر ہے،'' تیرا بھکاری تیرے دروازے پر حاضِر ہے، تیرا مسکین بندہ تیرے دروازے پر حاضِر ہے، انہی الفاظ کو بار بار دہراتے اور روتے رہے۔اس کے بعد مسجدُ الحرام سے باہَر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر چند مسکینوں کے پاس سے ہوا جو بیٹھے (صَدَقے کی) روٹیوں کے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سلام کیا، جوابِ سلام کے بعد انہوں نے کھانے کی دعوت دی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بِلا تکلُّف اُن کے دسترخوان پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر یہ روٹیوں کے ٹکڑے صدقے کے نہ ہوتے تو آپ حضرات کے ساتھ کھانے میں ضَرور شرکت کرتا، مگر ہم آلِ رسول کیلئے صَدَقہ حرام ہے۔اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان مسکینوں کو اپنی قِیام گاہ پر ساتھ لے آئے اور سب کو عمدہ کھانا کھلایا، پھر رخصت ہوتے وَقت سب کو دِرہم بھی عِنایت فرمائے۔(المستطرف ج ۱ ص۲۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ حَسَن مُجتَبیٰ سیِّدُ الاَسخِیا

راکِبِ دَوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۵﴾ آقا کے ساتھ بارِش میں طواف کی سعادت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بارِش میں طواف کی بھی کیا بات ہے! حضرتِ سیِّدُ نا ابو عِقال رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا **اَنَس** بن مالِک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ساتھ میں نے **بارش میں طواف** کی سعادت حاصل کی، جب ''مقامِ ابراھیم'' پر ہم دو رَکعت ادا کر چکے تو حضرتِ سیِّدُ نا اَنَس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نئے سرے سے عمل کرو بے شک تمہارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں، **سرکارِ مدینہ** صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہم سے اِسی طرح فرمایا اور ہم نے رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ **بارِش میں طواف کا شَرَف حاصِل کیا۔** (ابنِ ماجہ ص٥٢٤ ج٣ حدیث٣١١٨)

آج ہے رُوبرو مِرے کعبہ سلسلہ ہے طواف کا یاربّ

اَبْر برسا دے نور کا کہ لوں

بارشِ نور میں نہا یاربّ (وسائلِ بخشش ص٨٧)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴾۵۶﴿ مجھے حَرَم شریف میں لے چلو

حضرتِ مولانا عبدُ الحق اِلٰہ آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الھادِی ہند کے باشِندے اور جلیلُ القدْر عالمِ دین تھے، چالیس سال سے زائد مکّۂ معظّمہ میں قِیام پذیر رہے۔ اِلتِزاماً (ضَرور) ہرسال حج کرتے۔ایک سال زمانۂ حج میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بَہُت علیل اور صاحبِ فِراش (یعنی بیمار ہو کر بستر پر پڑے) تھے، (ذُوالْحِجَّۃِ الْحرام کی) نویں تاریخ اپنے تلامِذہ (یعنی شاگردوں) سے کہا: ''مجھے حرم شریف میں لے چلو!'' کئی آدمی اُٹھا کر لائے کعبۂ معظّمہ کے سامنے بٹھایا، زمزم شریف منگا کر پِیا اور دُعا کی کہ ''الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) حج سے محروم نہ رکھ۔'' اُسی وقت مولیٰ تعالیٰ نے ایسی قوّت عطا فرمائی کہ اُٹھ کر اپنے پاؤں سے عَرَفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ۲ص۱۹۸ ملخصاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر یقینِ محکم ہوتو بے شک آبِ زم زم پینے کے بعد جو دُعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو کہ فرمانِ مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ''زم زم جس مُراد کیلئے پیا جائے اُسی کیلئے ہے۔''

(ابن ماجہ ج۳ص۴۹۰ حدیث ۳۰۶۲)

یہ زم زم اُس لئے ہے جس لئے اس کو پئے کوئی
اِسی زم زم میں جنّت ہے اِسی زم زم میں کوثر ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۷﴾ حَلْق میں سُوئی چُبھنے کا زم زم سے علاج ہو گیا

حمزہ بن واصِل اپنے والِدِ گرامی سے نَقْل کرتے ہیں: حرمِ محترم میں ایک آدمی نے ستّو کھائے، اُس میں **سُوئی تھی** جو کہ حَلْق میں چُبھ گئی اور اُس کی جان پر بن گئی، لاکھ جتن کرنے کے باوُجُود آرام نہ ہوا، اُس نے کراہتے ہوئے کہا: میرا آخِری علاج **زم زم** ہے **مجھے آبِ زم زم پلاؤ** اِنْ شَآءَ اللہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ چُنانچِہ اُسے **آبِ زم زم پلایا گیا**، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **آبِ زم زم شریف کی بَرَکت سے اُسے صحّت مل گئی۔** راوی کہتے ہیں: میرے والِد صاحِب نے اُس آدمی کو کئی دن بعد حرم شریف میں دیکھا کہ وہ پُرسکون اور مکمَّل صِحّت یاب ہے۔ (شفاء الغرام ج۱ ص ۳۳۸)

میں مکّے میں جا کر کروں گا طواف اور
نصیب آبِ زم زم مُجھے ہوگا پینا (وسائلِ بخشش ص۳۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵۸﴾ پیاس کا بیمار اور آبِ زم زم کی بہار

ایک یَمَنی جو کہ اِسْتِسْقا (اِسْ۔تِسْ۔قا۔ یعنی پیٹ بڑھ جانے اور شدید پیاس لگنے) کے مَرَض میں مبتَلا تھا، یمن کے طبیبوں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا مکّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوا، یہاں کے طبیبوں نے بھی معذِرت کر لی۔ **اللہ** تَعَالٰی نے اس کے دل میں ڈالا کہ وہ **آبِ زم زم** پئے

چُنانچہ اُس نے خوب پیٹ بھر کر آبِ زم زم پیا، اور ربُّ الاَرْباب عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے شفایاب ہوگیا۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

تُو مکّے کی گلیاں دکھا یاالٰہی
وہاں خوب زم زم پِلا یاالٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

﴿۵۹﴾ عطاؤں کا کُنواں سزاؤں کا کُنواں

مجاہِد بن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں: ایک خُراسانی 60 سال سے مکّۂ مکرَّمہ زادھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً میں رہتا تھا جو کہ بڑا عابِد و زاہِد شب زندہ دار شخص تھا، دن کو قرآنِ کریم پڑھتا، ساری رات طواف کرتا۔ ایک نیک اور صالح آدمی اور اُس خُراسانی کے درمیان دوستی تھی۔ اُس صالح مَرد نے اپنے خُراسانی دوست کو دس ہزار دینار بطورِ امانت دیئے اور سفر پر چلا گیا۔ جب سفر سے لوٹا تو پتا چلا اُس کا خُراسانی دوست فوت ہو چکا ہے، یہ اس کے وارِثوں کے پاس گیا اور اپنی امانت مانگی، اُنہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اُس صالح شخص نے فُقَہاءِ مکّہ مکرَّمہ سے اِس واقِعے کا ذکر کیا، اُنہوں نے فرمایا: ہمیں امّید ہے مرحوم خُراسانی جنّتی ہوگا، تم آدھی رات کے بعد بِئرِ زم زم کے اندر جھانک کر اس طرح آواز دینا: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی۔'' وہ جواب دے دے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر زم زم کے کُنویں سے جواب نہ آیا۔ اُس نے پھر علماءِ مکہ مکرمہ سے

رابطہ کیا، اُنہوں نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: شاید وہ جنّتیوں میں سے نہیں ورنہ اس کی روح بِئرِ زم زم میں ہوتی، اب تم یَمن میں بِئرِ برہوت پر جا کر اُسی طرح بُلاؤ۔ وہ کُنواں جہنَّم کے کَنارے پر ہے وہاں جہنَّمیوں کی رُوحیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ یہ یمن پہنچا اور بِئرِ بَرہُوت میں جھانک کر آواز دی: ''اے خُراسانی! میں نے تمہیں امانت دی تھی۔'' وہاں روحوں کو چیختے سُنا، ایک سے پوچھا: تُو کیوں عذاب میں مبتَلا ہے؟ اُس نے کہا: ''میں ظالم تھا حرام کھاتا تھا مَلَکُ الْموت نے مجھے یہاں پھینک دیا ہے۔'' دوسری روح بولی: ''میں عبدُ الملک بن مَروان کی رُوح ہوں، ظُلم کی وجہ سے یہاں عذاب میں ہوں۔'' اُس مردِ صالح کا بیان ہے: میں نے تیسری آواز سنی جو کہ مرحوم خُراسانی دوست کی تھی، میں نے پوچھا: تم یہاں کیسے؟ تم تو عابِد وزاہِد تھے! خُراسانی نے کہا: ''میری ایک معذور بہن تھی جس سے میں نے لاپرواہی اور قَطْعِ رِحْمی کی (یعنی رِشتہ توڑا) جس کی وجہ سے ساری عبادت تباہ ہوگئی اور مبتَلاءِ عذاب ہوں۔'' اُس نے پوچھا: میری امانت کہاں ہے؟ خُراسانی نے کہا: ''میرے مکان کے فُلاں کونے میں مدفون ہے جا کر نکال لو۔'' چُنانچہ یہ مردِ صالح مرحوم خُراسانی کے مکان پر گیا، وہاں سے اپنی رقم نکالی اور پھر اُس کی بہن کے پاس پہنچا، اس کی ضَروریات پوری کیں، وہ خوش ہوگئی۔ مردِ صالح نے مکّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا حاضِر ہوکر بِئرِ زم زم میں جھانک کر آواز دی، مرحوم خُراسانی نے جواب دیا: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ بِئرِ بَرہوت سے

نَجات مل گئی ہے اوراب بِئرِ زم زم میں اَمْن وچین سے ہوں۔ (بلدالامین ص۹۸،۹۹)

یا الٰہی ! رشتے داروں سے کروں حُسنِ سُلُوک
قَطْعِ رِحْمی سے بچوں اِس میں کروں نہ بھول چُوک

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۰﴾ ہند سے یکا یک کعبے کے رُو برُو

ہِند میں موجودایک گھاس کاٹنے والے بوڑھے صاحِب کو 9 ذوالحجۃُ الْحرام کے روز خیال آیا کہ آج یومِ عَرَفہ ہے، خوش نصیب حُجّاجِ کرام میدانِ عَرَفات میں جمع ہوں گے یہ خیال آتے ہی بوڑھے صاحِب نے ایک آہِ سرد دِلِ پُر درد سے کھینچ کر نہایت حسرت سے کہا: اے کاش! میں بھی حج سے مُشرف ہوا ہوتا۔ قُدْوَۃُ الکُبرا، محبوبِ یَزدانی، حضرتِ سیِّدُنا شیخ سیِّد اشرف جہانگیر سَمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی قریب ہی تشریف فرما تھے، آپ نے اُس کی حسرت بھری آواز سنی تو فرمایا: ''اِدھر آیئے!'' بوڑھے صاحِب قریب آئے، اب زَبان سے نہیں صِرْف دستِ مبارَک کے اشارے سے فرمایا: ''جایئے!'' اشارہ ہوتے ہی اس بوڑھے صاحِب نے ہاتھوں ہاتھ اپنے آپ کو مکّۃُ مکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی مسجدُ الحرام میں عَین کعبے کے سامنے کھڑا پایا! انہوں نے جھوم جھوم کر طواف کیا، عَرَفات پہنچے اور دیگر مناسکِ حج ادا کئے۔ جب ایّامِ حج پورے ہو گئے تو بوڑھے

حاجی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اب اپنے وطن کس طرح پہنچوں گا! اِس خیال کا آنا تھا کہ اُنہوں نے حضرتِ سیِّدُنا شیخ جہانگیر سمنانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کو اپنے سامنے کھڑا پایا، فرمانے لگے: ''جایئے!'' بوڑھے حاجی صاحِب نے جوں ہی سر اُٹھایا تو ہِند میں اپنے گھر کے اندر تھے۔ (لطائفِ اشرفی حصہ ۳ ص ۲۰۲۔۲۰۳ بتصرُّف)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۱﴾ انوکھا کوڑھی

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحُسین دَرَّاج علیہ رَحمَۃُ اللہِ الوھاب فرماتے ہیں: ایک سال میں اکیلا حج پر روانہ ہوا اور تیزی سے منزِلیں طے کرتا ہوا ''قادِسیہ'' جا پہنچا۔ وہاں کسی مسجد میں گیا تو میری نظر ایک مَجْذُوم یعنی کوڑھی شخص پر پڑی۔ اُس نے مجھے سلام کیا اور کہا: ''اے ابوالحُسین! کیا حج کا ارادہ ہے؟'' اسے دیکھ کر مجھے بَہُت زیادہ کراہت (یعنی گِھن) محسوس ہو رہی تھی لہٰذا میں نے بڑی بے رُخی سے کہا: ''ہاں۔'' وہ کہنے لگا: ''پھر مجھے بھی ساتھ لے چلئے۔'' میں نے دل میں کہا: ''یہ ایک نئی مصیبت آن پڑی! میں تو تندرُست لوگوں کی رَفاقت (یعنی

ہمراہی) سے بھی بھاگتا ہوں اور ایک **کوڑھی** مجھے اپنے ساتھ رکھنے کی فرمائش کر رہا ہے!'' میں نے صاف انکار کر دیا۔ وہ لَجاجت سے بولا: ''آپ کی بڑی مہربانی ہوگی، مجھے ساتھ لے لیجئے۔'' مگر میں نے قسم کھالی: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ہرگز تمھیں اپنا رفیق (ساتھی) نہ بناؤں گا۔'' اُس نے کہا: ''ابوالحُسین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!**'' میں نے کہا: ''تم ٹھیک کہتے ہو مگر میں تمہیں ساتھ نہیں رکھ سکتا۔'' عَصر کی نَماز پڑھ کر میں نے دوبارہ سفر شُروع کیا اور صُبْح کے وقت ایک بستی میں پہنچا تو حیرت انگیز طور پر اُسی **کوڑھی شخص** سے ملاقات ہوئی، اُس نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور بولا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!** اس کی یہ بات سن کر مجھے اس کے بارے میں عجیب وغریب خیالات آنے لگے۔ بہَر حال میں وہاں سے روانہ ہوا، جب مقامِ ''قَرْعاء'' پہنچ کر نَماز پڑھنے مسجِد میں داخِل ہوا تو اُسے بھی وہاں بیٹھے دیکھا، اُس نے کہا: ''اے ابوالحسین! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کمزوروں کو ایسا نوازتا ہے کہ طاقتور بھی حیران رہ جاتے ہیں!**'' یہ سن کر مجھ پر رِقّت طاری ہوگئی اور میں نے بڑے ادب سے عَرْض کی: ''حُضُور! میں **اللہ غفّار** عَزَّوَجَلَّ سے مُعافی کا طلبگار ہوں اور آپ سے بھی دَرگُزر کا خواستگار ہوں، مجھے مُعاف فرما دیجئے۔'' فرمانے لگے: ''یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟'' میں نے عَرض کی: مجھ سے بہُت بڑی غَلَطی ہوگئی کہ آپ کے ساتھ سفر نہ کیا، براہِ کرم!

مجھے مُعافی سے نوازتے ہوئے شریکِ سفر کر لیجئے۔ فرمایا: ''آپ مجھے ساتھ نہ رکھنے کی قسم کھا چکے ہیں اور میں آپ کی قسم نہیں تُڑوانا چاہتا۔'' میں نے کہا: اچھا! پھر اتنا کرم فرمادیجئے کہ ہر منزِل (پڑاوَ) پر اپنی زیارت کی ترکیب فرما دیجئے۔ فرمایا: ''اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔'' پھر وہ میری نگاہوں سے اَوجھل ہو گئے اور میں بھی آگے بڑھ گیا۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے اس نیک بندے کی بَرَکت سے باقی سفر میں مجھے بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا اِحساس تک نہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھے ہر منزِل پر اس بُزُرگ کی زیارت ہوتی رہی یہاں تک کہ میں **مدینۃ المنوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کی مُشکبار فضاؤں سے فیضیاب ہونے کے بعد **مکّۂ معظمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا پہنچ گیا۔ وہاں پر **حضرتِ سیِّدُنا ابوبَکر کَتّانی اور حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن مُزَیِّن** رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہما سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ جب میں نے انہیں یہ **حیرت انگیز واقِعہ** سنایا تو اُنہوں نے فرمایا: ''ارے نادان! جانتے ہو، وہ کون تھے؟ وہ **حضرتِ سیِّدُنا ابوجَعْفَر مَجذوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَیُّوم تھے، ہم تو دعائیں مانگتے ہیں کہ کاش! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے اِس **وَلی** کا دیدار نصیب فرمائے۔ سنو! اب جب بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ہمیں ضَرور بتانا۔ دسویں **ذُوالحِجَّۃِ الْحَرام** کو جب میں نے **جَمْرَۃُ الْعَقَبہ** یعنی بڑے شیطان کو رَمی کی (یعنی کنکریاں ماریں) تو کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: ''اے ابوالحُسین! **اَلسَّلامُ علیکم**۔'' جیسے ہی میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو میرے سامنے وُہی

بُزُرگ یعنی حضرت سیِّدُنا **ابوجعفر مجذوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَیُّوْم موجود تھے۔انہیں دیکھتے ہی مجھ پر رِقَّت طاری ہوگئی اور میں روتے روتے بے سُدھ ہوکر گر پڑا! جب میرے حواس بَحال ہوئے تو وہ تشریف لے جا چکے تھے۔ پھر آخری دن طوافِ رخصت کرکے ''مقامِ ابراہیم'' پر دو رَکعت نَماز پڑھنے کے بعد میں نے جیسے ہی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اچانک کسی نے مجھے اپنی طرف کھینچا، دیکھا تو حضرت سیِّدُنا **ابوجعفر مجذوم** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَیُّوْم تھے،فرمانے لگے: ''ابوالحسین! گھبرانے یا شور مچانے کی ضَرورت نہیں!بے فکر رہئے۔''میں خاموش رہا اور میں نے بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں **تین دعائیں** کی، اُنہوں نے میری ہر دُعا پر ''**آمین**'' کہا۔اس کے بعد وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور دوبارہ نظر نہیں آئے۔میری **تین دعائیں** یہ تھیں،(۱) اے میرے پاک پَروَرْدَگار عَزَّوَجَلَّ! میرے نزدیک ''فَقْر'' ایسا محبوب بنادے کہ دنیا میں اِس سے زیادہ کوئی شے مجھے پیاری نہ ہو(۲) مجھے ایسا نہ بنانا کہ میری کوئی رات اِس حالت میں گزرے کہ میں نے صُبْح کے لئے کوئی چیز ذَخیرہ کرکے رکھی ہو۔پھر ایسا ہی ہوا کئی سال گزر گئے لیکن میں نے کوئی چیز اپنے پاس ذَخیرہ کرکے نہ رکھی اور تیسری دعا یہ تھی:(۳)''اے میرے پاک پَروَرْدَگار عَزَّوَجَلَّ! جب تُو اپنے اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کو اپنے دیدار کی دولتِ عُظمٰی سے مشرّف فرمائے تو مجھے بھی اُن میں شامل فرمالینا۔'' مجھے اپنے ربِّ مجید عَزَّوَجَلَّ سے پوری اُمّید ہے کہ میری ان دعاؤں کو ضَرور پورا

فرمائے گا کیونکہ ان پر ایک ولیِّ کامِل نے ''آمین'' کی مُہر لگائی تھی۔ (عیون الحکایات ص۲۹۱) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو**۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ضُعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے (حدائقِ بخشش شریف)

﴿٦٢﴾ جب بُلا یا آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **نے خود ہی انتِظام ہوگئے**

حضرتِ علّامہ ابُو الفَرَج عبدالرحمٰن بن علی ابنِ جَوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اپنی کتاب عیون الحکایات میں تحریر کرتے ہیں: ایک پرہیز گار شخص کا بیان ہے: ''میں مسلسل تین سال سے **حج** کی دعا کر رہا تھا لیکن میری حسرت پوری نہ ہوئی، چوتھے سال **حج کا موسِمِ بہار** تھا اور دل آرزوئے حَرَم میں بے قرار تھا۔ ایک رات جب میں سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے شَرَفیاب ہوا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تم اِس سال حج کے لئے چلے جانا۔'' میری آنکھ کُھلی تو دل خوشی سے جھوم رہا تھا، سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ میٹھی میٹھی آواز کانوں میں رَس گھول رہی تھی، ''تم اِس سال حج کیلئے چلے جانا۔'' بارگاہِ

نبوّت سے **حج** کی اجازت مل چکی تھی، میں بہُت شاداں وفرحاں تھا۔ اچانک یاد آیا کہ میرے پاس زادِراہ (یعنی سفر کا خرچ) تو ہے نہیں! اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہوگیا۔ دوسری شب محبوبِ رب، شَہَنشاہِ عرب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خواب میں پھر زیارت ہوئی، لیکن میں اپنی غُربت کا ذکر نہ کرسکا۔ اِسی طرح تیسری رات بھی خواب میں بارگاہِ رسالت سے حکم ہوا: **''تم اِس سال حج کو چلے جانا۔''** میں نے سوچا اگر مکّی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم چوتھی بار خواب میں تشریف لائے تو میں اپنی مالی حالت کے مُتَعلِّق عرض کردوں گا۔ ؎

آہ! پلّے زر نہیں رختِ سفر سرور نہیں
تم بلالو تم بُلانے پر ہو قادِر یانبی

چوتھی رات پھر سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے غریب خانے میں جلوہ گری فرمائی اور ارشاد فرمایا: **''تم اِس سال حج کو چلے جانا۔''** میں نے دَست بَستہ عرض کی: ''میرے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرے پاس اَخراجات نہیں ہیں۔'' ارشاد فرمایا: ''تم اپنے مکان میں فُلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زِرَہ موجود ہوگی۔'' اِتنا فرما کر سلطانِ بَحْر و بَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے گئے۔ صُبْح جب میری آنکھ کُھلی تو میں بہُت خوش تھا۔ نمازِ فَجْر کے بعد آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقِعی ایک **قیمتی زِرَہ** موجود تھی وہ بِالکل صاف سُتھری تھی گویا اُسے کسی نے

استعمال ہی نہ کیا ہو! میں نے اُسے چار ہزار دینار میں بیچا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! شَہَنْشاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نظرِ عنایت سے اسبابِ **حج** کا خود ہی اِنتظام ہوگیا۔ (عیون الحکایات ص۳۲۶ ملخصًا)

جب بُلایا آقا نے
خود ہی انتظام ہو گئے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۳﴾ ہم نے تیری بات سن لی ہے

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الحَق فرماتے ہیں: میں نے **حج** کی سعادت حاصِل کی، کعبۂ مُشَرَّفہ کا طواف کیا، حجرِ اَسْوَد کا بوسہ لیا، دو رَکْعت نمازِ طواف پڑھی اور کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ بیٹھ کر رونے لگا اور بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''یا**اللہ**! میں نے تیرے پاک گھر کے گِرد نہ جانے کتنے ہی چکّر لگائے مگر میں نہیں جانتا کہ قبول ہوئے یا نہیں!'' پھر مجھ پر غُنُودَگی طاری ہوگئی، میں نے ایک غیبی آواز سُنی: ''اے علی بن مُوَفَّق! ہم نے تیری بات سن لی ہے، کیا تُو اپنے گھر میں صِرْف اُسی کو نہیں بلاتا جس سے تو مَحَبَّت کرتا ہے!'' (الروض الفائق ص۵۹)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بُلاتے ہیں اسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دِیارِ طیبہ کو کُھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

﴿٦٤﴾ صَبْر کرتے تو قدموں سے چشمہ جاری ہوجاتا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللّٰہ بن حُنَیف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں حج کے ارادے سے چلا، بغداد پہنچنے تک حالت یہ تھی کہ لگاتار چالیس دن تک کچھ نہ کھایا تھا۔ سخت پیاس کی حالت میں جب ایک کُنوئیں پر گیا تو وہاں ایک ہَرَن پانی پی رہا تھا، مجھے دیکھتے ہی ہرن بھاگ کھڑا ہوا، جب میں نے کُنوئیں میں جھانکا تو پانی بہُت نیچے تھا اور اِسے بِغیر ڈول کے نکالا نہیں جاسکتا تھا۔ میں یہ کہتے ہوئے چل دیا: ''میرے مالِک ومولیٰ عَزَّوَجَلَّ! میرا مرتبہ اس ہَرَن کے برابر بھی نہیں!'' تو مجھے پیچھے سے آواز آئی: ''ہم نے تجھے آزمایا تھا لیکن تُو نے صَبْر نہ کیا، اب واپَس جا اور پانی پی لے۔'' جب میں گیا تو کُنواں اوپر تک پانی سے بھرا ہوا تھا، میں نے خوب پیاس بجھائی اور اپنا مشکیزہ بھی بھرلیا تو غیب سے ایک آواز سنی: ''ہَرَن تو مشکیزے کے بِغیر آیا تھا لیکن تم مشکیزے کے ساتھ آئے ہو۔'' میں راستے بھر اُسی مشکیزے سے پانی پیتا اور وُضو کرتا رہا مگر پانی خَتْم نہ ہوا۔ پھر جب حج سے واپَسی ہوئی اور جامع مسجِد میں داخِل ہوا تو وہاں حضرتِ سیِّدُنا جُنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی تشریف فرما تھے، اُنہوں نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: ''اگر تم لمحہ بھر بھی صَبْر کرلیتے تو تمہارے قدموں سے

چشمہ جاری ہوجاتا۔'' (الروض الفائق ص۱۰۳) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

اُن کے طالِب نے جو چاہا پا لیا

اُن کے سائل نے جو مانگا مِل گیا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمّد

﴿۶۵﴾ ایک طائف کی نرالی دُعا

حضرتِ سیِّدُنا قاسم بن عثمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان جو کہ صاحبِ عِلْم وفَضل اور مُتّقی بُزُرگ تھے، فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ دَورانِ طواف صِرْف یِہی دُعا کئے جارہا تھا: اَللّٰھُمَّ قَضَیْتَ حَاجَۃَ الْمُحْتَاجِیْنَ وَحَاجَتِیْ لَمْ تَقْضِ یعنی''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تُو نے سب حاجت مندوں کی حاجت پوری فرمادی اور میری حاجت پوری نہیں ہوئی۔'' میں نے اُس سے جب اِس نرالی دُعا کی تکرار کے بارے میں اِستِفسار کیا تو بولا: ہم سات افراد جہاد میں گئے، غیر مسلموں نے ہمیں گرفتار کرلیا، جب بَارادۂ قَتْل میدان میں لائے، میں نے یکا یک اُوپر سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں سات دروازے کُھلے ہیں اور ہر دروازے پر ایک حُور کھڑی ہے، جیسے ہی ہمارے ایک رفیق کو شہید کیا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک حُور ہاتھ میں رومال لیے اُس شہید کی روح لینے کے لیے زمین

پر اُتر پڑی، اِسی طرح میرے چھ رُفقا شہید کئے گئے اور سب کی رُوحیں لینے ایک ایک **حُور** اُترتی رہی، جب میری باری آئی تو ایک درباری نے اپنی خدمت کے لیے مجھے بادشاہ سے مانگ لیا اور میں شہادت کی سعادت سے محروم رہ گیا۔ میں نے **ایک حور** کو کہتے سنا: ''اے محروم! آخر اِس سعادت سے تو کیوں محروم رہا؟'' پھر آسمان کے ساتوں دروازے بند ہوگئے۔تو اے بھائی! مجھے اپنی مَحرومی پر سخت افسوس ہے۔کاش! مجھے بھی شہادت کی سعادت عنایت ہو جاتی یہی وہ حاجت ہے جس کا آپ نے دُعا میں سنا۔ حضرتِ سیِّدُنا **قاسم** بن عثمان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان ساتوں خوش نصیبوں میں سب سے **افضل یہی ساتواں** ہے جو قتل سے بچ گیا، اِس نے اپنی آنکھوں سے وہ روح پرور منظر دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا پھر یہ زندہ رہا اور انتہائی ذَوق وشَوق سے نیکیاں کرتا رہا۔ (المستطرف ج ۱ ص۲۴۹) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مال و دولت کی دعا ہم نہ خدا کرتے ہیں

ہم تو مرنے کی مدینے میں دُعا کرتے ہیں (وسائلِ بخشش ص۱۴۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۶﴾ اللہ عزوجل کی خُفیہ تدبیر

حضرتِ سیِّدُ نا ابومحمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الصَّمَد فرماتے ہیں: اللّٰہُ رحمٰن کے بھروسے پر تین مسلمان بغیر زادِراہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر اُنہوں نے عیسائیوں کی ایک بستی میں قِیام کیا، ان میں سے ایک کی نظر ایک خوبصورت نَصرانی (کرسچین) عورت پر پڑی تو اُس پر اس کا دل آ گیا۔ وہ ''عاشق'' حیلے بہانے سے اُس بستی میں رُک گیا اور دونوں حاجی آگے روانہ ہو گئے، اب اُس عاشق نے اپنے دل کی بات اُس عورت کے والِد سے کی، اُس نے کہا: ''اِس کا مَہر تم نہیں دے سکو گے۔'' پوچھا: ''کیا مَہر ہے؟'' جواب ملا: ''عیسائی (کرسچین) ہو جاؤ۔'' اُس بدقِسمت نے عیسائیت اِختیار کر کے اُس عورت سے نکاح کر لیا اور دو بچّے بھی پیدا ہوئے۔ آخرش وہ مَر گیا۔ اُس کے دونوں رُفقا حاجی کسی سفر میں دوبارہ اُس بستی سے گزرے تو تمام حالات سے باخبر ہوئے، انہیں سخت افسوس ہوا، جب وہ نصرانیوں (یعنی عیسائیوں) کے قبرِستان کے قریب سے گزرے تو اُس کی (عاشِقِ ناشاد کی) قبر پر ایک عورت اور دو بچّوں کو روتے پایا، وہ دونوں حاجی بھی (اللّٰہ عزوجل کی خفیہ تدبیر یاد کر کے) رونے لگے، عورت نے پوچھا: ''آپ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟'' اُنہوں نے مرنے والے کی مسلمان ہونے کی حالت میں نَماز وعبادت اور زُہدوتقویٰ وغیرہ کا تذکرہ کیا۔ جب عورَت نے یہ سنا تو اُس کا دِل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور

وہ اپنے دونوں بچّوں سمیت **مسلمان** ہوگئی۔ (الروض الفائق ص۱۶ ملخصاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کیسا دل ہلا دینے والا مُعامَلہ ہے کہ راہِ حرم کا نیک پرہیزگار مسافِر یکایک **عشقِ مَجازی** کے چکّر میں پھنس کر دل کے ساتھ ساتھ **دِین** بھی دے بیٹھا اور مختصر سا وَقْت رنگ رلیاں منا کر موت کے راستے اندھیری قبر کی سیڑھی اُتر گیا! اِس **حِکایت** سے درسِ عبرت لیتے ہوئے ہم سبھی کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی خُفیہ تدبیر** سے ڈرتے اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ نہ جانے ہمارے ساتھ کیا مُعامَلہ ہو! مکتبۃُ المدینہ کی طرف سے جاری کردہ سنسنی خیز V.C.D. یا آڈیو کیسیٹ ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی خُفیہ تدبیر**'' خرید کر ضَرور مُلاحظہ کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ خوفِ خدا سے کانپ اُٹھیں گے۔

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نُمونے ۔۔۔ مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تُو نے ۔۔۔ جو آباد تھے وہ مَحَل اب ہیں سُونے
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿۶۷﴾ اے کاش! میں بھی رونے والوں میں سے ہوتا

دُعائے عَرَفات میں حاجِیوں کی اشکباری اور آہ وزاری جب جاری ہوئی تو حضرتِ سیِّدُ نا **بکر** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرمانے لگے: ''اے کاش! میں بھی ان رونے والے حاجیوں میں سے ہوتا۔'' اور حضرتِ سیِّدُ نا **مُطَرِّف** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے خوفِ خدا سے مغلوب ہو کر بطورِ عاجزی عَرض کی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میری (نافرمانیوں کی) وجہ سے ان حاجِیوں کو رَد نہ فرمانا۔ (الروض الفائق ص۵۹) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مِرے اَشک بہتے رہیں کاش ہر دَم
ترے خوف سے یاخدا یاالٰہی (وسائلِ بخشش ص ۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۸﴾ وُقُوفِ عَرَفات کرنے والوں کی مغفِرت ہوگئی

حضرتِ سیِّدُ نا محمد بن مُنکَدِر علیہ رحمۃُ اللّٰہِ المُقتَدِر نے **33 حج** ادا کرنے کی سعادت پائی، اپنے آخری حج میں میدانِ عَرَفات کے اندر مُناجات کرتے ہوئے عَرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تُو جانتا ہے کہ میں نے اِسی **عَرَفات** میں **33** بار وُقُوف کیا، ایک مرتبہ اپنی طرف سے، اور ایک ایک بار اپنے ماں اور باپ کی جانب سے **حج** سے مُشرَّف ہوا۔ **یا رب** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں

کہ میں نے باقی **30 حج** اُس شخص کو ہِبہ (یعنی تحفے میں) کردیئے جو یہاں **عَرَفات** میں ٹھہرا لیکن اُس کا وُقُوفِ عَرَفہ قبول نہ کیا گیا۔'' جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **عَرَفات** سے **مُزْدَلِفہ** پہنچے تو خواب میں نِدا دی گئی: ''اے ابنِ مُنکَدِر! کیا تُو اس پر کرم کرتا ہے جس نے کرم پیدا کیا؟ کیا تو اُس پر سخاوت کرتا ہے جس نے سخاوت پیدا فرمائی؟ تیرا ربّ عَزَّوَجَلَّ تجھ سے فرماتا ہے: مجھے اپنی عزّت و جلال کی قسم! میں نے وُقوفِ عَرَفات کرنے والوں کو عَرَفات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ہی بَخْش دیا تھا۔ (الروض الفائق ص۶۰) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں
تری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یاربّ (وسائلِ بخشش ص۹۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶۹﴾ آقا کے نام کا حج کرنے والے پر کرم بالائے کرم

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الحق نے **رسولُ اللہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے **کئی حج** کئے، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **فرماتے ہیں**: **مجھے** خواب میں **مکّے مدینے** کے **تاجدار** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار ہوا، سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسْتِفْسار فرمایا: ''اے ابنِ مُوَفَّق! کیا تم

نے میری طرف سے **حج** کیے؟'' میں نے عَرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ''تم نے میری طرف سے تَلْبِیَہ کہا؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: ''میں قِیامت کے دن تمہیں ان کا بدلہ دُوں گا اور میں محشر میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنّت میں داخِل کروں گا جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے۔'' (لبابُ الاحیاء ص ۸۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شکریہ کیونکر ادا ہو آپ کا یامصطفٰے
کہ پڑوسی خُلد میں اپنا بنایا شکریہ (وسائلِ بخشش ص ۳۰۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۰﴾ 60 حج کرنے والا حاجی

حضرتِ سیِّدُ نا علی بن مُوَفَّق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الحَق کا یہ **ساٹھواں حج** تھا، حرمِ محترم میں حاضِر تھے ان کے ذِہن میں یکایک خیال آیا کہ کب تک **حج** کے لیے ہر سال وِیرانوں اور جنگلوں کی خاک چھانو گے! اتنے میں نیند کا غلَبہ ہوا، سو گئے اور غیبی آواز سنی: ''اُس کے لئے خوشخبری ہے جِسے اُس کے مولا عَزَّوَجَلَّ نے دوست رکھا اور اپنے گھر بُلا کر بُلند رُتبے سے سرفراز فرمایا۔'' (روض الریاحین ص ۱۰۷ ملخّصا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ضُعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے! (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۱﴾ رخصت کی اجازت کے منتظر جوان کو بِشارت

حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے کعبۂ مُشرَّفہ کے پاس ایک جوان کو دیکھا جو **مسلسل نماز** پڑھے جا رہا تھا اور رُکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ موقع ملنے پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اُس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ واپَس جانے کے بجائے مسلسل نمازیں پڑھے جا رہے ہو! کہنے لگا: اپنی مرضی سے کیسے جاؤں! رخصت کی اجازت کا اِنتظار ہے! حضرتِ سیِّدُ نا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ابھی ہم باتیں ہی کر رہے تھے کہ اُس جوان کے اوپر ایک رُقعہ گرا، اُس میں لکھا تھا: ''یہ خط **خدائے عزیز و غفّار** کی جانب سے اِس کے شکرگزار و مُخلِص بندے کیلئے ہے، واپَس جا تیرے اگلے پچھلے گناہ مُعاف ہیں۔'' (روض الریاحین ص ۱۰۸ ملخصا) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مَحبَّت میں اپنی گُما یاالٰہی
نہ پاؤں میں اپنا پتا یاالٰہی (وسائلِ بخشش ص ۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۲﴾ مایوس نہ ہونے والا حاجی

حضرتِ سیِّدُ نا مالِک بن دِینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَفّار فرماتے ہیں: ایک عابد کہتے ہیں: میں مُتَواتِر کئی سال تک حج کی سَعادتِ عُظمٰی سے سرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک دَرویش کو کعبۂ معظّمہ کا دروازہ پکڑے دیکھا۔ جب وہ "لَبَّیْكَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ط" کہتا تو غیب سے آواز سنائی دیتی: "لَالَبَّیْك"۔ میں نے چودھویں سال اُس شخص سے پوچھا: اے دَرویش تو بَہرا تو نہیں؟ اُس نے جواب دیا: "میں سب کچھ سُن رہا ہوں۔" میں نے کہا: پھر یہ تکلیف کیوں اُٹھاتا ہے؟ اُس نے کہا: یا شیخ! میں حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ اگر بجائے 14 سال کے چودہ ہزار سال میری عمر ہو اور بجائے سال بھر کے، ہر روز ہزار بار یہ جواب "لَالَبَّیْكَ" سُنائی دے تو پھر بھی اِس دروازے سے سر نہ اٹھاؤں گا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم مصروفِ گُفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اُس کے سینے پر گرا، اُس نے وہ کاغذ میری طرف بڑھایا، میں نے پڑھا تو اُس میں لکھا تھا: "اے مالِک بن دِینار! تُو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرتا ہے کہ میں نے اِس کے کئی سال کے حج قَبول نہیں کیے، ایسا نہیں بلکہ اِس مدّت میں آنے والے تمام حاجیوں کے حج بھی اسی کی پکار کی بَرَکت سے قَبول کیے ہیں تاکہ کوئی میری بارگاہ سے مَحروم نہ جائے۔"

دُعا قبول نہ ہونے کی حکمتیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حکایت سے ہمیں یہ بھی مَدَنی پھول ملے کہ قَبولیتِ دُعا میں خواہ کتنی ہی تاخیر ہو دِلبرداشتہ نہیں ہونا چاہئے، ہم تاخیر کی مَصلحتیں نہیں جانتے، یقیناً قَبولیّتِ دعا میں تاخیر بلکہ سِرے سے دُعا کی قَبولیّت کا اظہار نہ ہونا بھی ہمارے حق میں مُفید ہوتا ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے والدِ گرامی رئیسُ الْمُتَکَلِّمِین **حضرتِ مولانا نقی علی خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان کے **فرمان کا خُلاصہ** ہے: حکمتِ الٰہی کہ کبھی تُو براہِ نادانی کوئی چیز طلب کرتا ہے اور (وہ عَزَّوَجَلَّ) براہِ مِہر بانی تیری دُعا قَبول نہیں فرماتا کیوں کہ تُو جو مانگ رہا ہوتا ہے وہ اگر عطا کر دیا جائے تو تجھے نقصان پہنچے۔ مَثَلاً تُو **دولت** مانگے اور تجھے مل جائے تو **ایمان** خطرے میں پڑ جائے، یا تو **صحّت** مانگے اور اُس کا ملنا تیری **آخرت** کیلئے نقصان دِہ ہو اِس لئے وہ تیری دعا قبول نہیں فرماتا۔

پارہ 2 **سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ** آیت نمبر 216 میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ

ترجَمۂ کنزالایمان: قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو۔

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو یہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مِرے گھر بھر کا بھلا ہو (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۳﴾ کس کے دَر پر میں جاؤں گا مولیٰ!

دُعا قبول ہو یا نہ ہو مانگنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اپنے پروَرْدگار عَزَّوَجَلَّ کو پکارتے رہنا بھی بَہُت بڑی سعادت اور حقیقت میں عِبادت ہے۔ اس ضِمْن میں ایک مزید **حکایت** مُلاحظہ ہو: ایک ضعیفُ الْعُمر بُزُرگ ایک نوجوان کے ساتھ **حج** کرنے گئے، جُوں ہی اِحرام باندھ کر کہا: لَبَّیْك (یعنی میں تیری بارگاہ میں حاضِر ہوں) غیب سے آواز آئی: لَالَبَّیْك (یعنی تیری حاضِری قبول نہیں) نوجوان حاجی نے ان سے کہا: کیا آپ نے یہ جواب سنا؟ **بوڑھے حاجی** نے فرمایا: جی ہاں، میں تو **70 سال** سے یہ جواب سُن رہا ہوں! میں ہر بار عَرض کرتا ہوں لَبَّیْك اور جواب آتا ہے لَالَبَّیْك: **نوجوان** نے کہا: پھر آپ کیوں، آتے، سفر کی تکالیف اُٹھاتے اور خود کو تھکاتے ہیں؟ **بوڑھے حاجی** صاحِب رو کر کہنے لگے: **پھر میں کس کے دروازے پر جاؤں؟** مجھے خواہ رَد کیا جائے یا قَبول، میں نے تو بس یہیں آنا ہے، اس دَر کے سوا میری کہیں پناہ نہیں۔ غیب سے آواز آئی: ''جاؤ! تمہاری ساری حاضِریاں قَبول ہوگئیں۔'' (تفسیر روح البیان ج۱۰ ص۱۷۶)

وہ سُنیں یا نہ سنیں اُن کی بہرحال خوشی
دردِ دل ہم تو کہے جائیں گے ان شاء اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۴﴾ حَجّاج بن یوسف اور ایک اَعرابی

حَجّاج بن یوسف نے سخت گرمیوں کے موسم میں دورانِ سفرِ حج **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا سے **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا جاتے ہوئے راہ میں پڑاؤ کیا، ناشتے کے وَقْت خادِم سے کہا: کسی مہمان کوڈھونڈ لاؤ! وہ گیا اور اُس نے پہاڑ کی طرف ایک **اَعرابی** (یعنی دِیہاتی، بَدُّو) کوسویا ہوا دیکھ کر پاؤں سے ٹھوکر مار کر جگایا اور کہا: تم کو گورنر **حَجّاج** بن یوسف نے طلب فرمایا ہے۔ وہ اُٹھ کر حَجّاج کے پاس آیا۔ حَجّاج نے کہا: ''میرے ساتھ کھانا کھالو۔'' اُس نے کہا: میں آپ سے بہتر **کریم** کی دعوت قَبول کر چکا ہوں۔'' پوچھا: ''وہ کون ہے؟'' جواب دیا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کہ اُس نے مجھے **روزہ** رکھنے کی دعوت دی اور میں نے رکھ لیا۔ حَجّاج بولا: ایسی شدید گرمی میں روزہ؟ جواب دیا: ہاں قِیامت کی سخت ترین گرمی سے بچنے کے لیے۔ حَجّاج نے کہا: اچھّا تو اب کل روزہ نہ رکھنا اور میرے ساتھ کھانا کھالینا۔ کہا: کیا آپ **کل** تک میرے جینے کی ضَمانت دے سکتے ہیں؟ بولا: ''یہ تو میرے بس میں نہیں۔ کہا: **تَعَجُّب** ہے کہ آپ آخرت کے مُعامَلے میں بے بس ہونے کے باوُجُود دُنیا طَلَبی میں لگے ہوئے ہیں! حَجّاج نے کہا: یہ کھانا نہایت عمدہ ہے۔ جواب دیا: اِسے نہ آپ نے **عمدہ** کیا ہے نہ ہی طَبّاخ (یعنی باوَرچی) نے، بلکہ اِسے صحّت وعافیّت بخش ہونے کی خوبی نے **عمدہ** کیا ہے یعنی جو مریض ہو اُس کو لذّت نہیں آتی مگر صحّت مند کو یہ خوب بھاتا ہے اور صحّت

وعافیت دینے والی ذات ربّ کائنات عَزَّوَجَلَّ کی ہے،لہٰذا اُس قادرِ مُطلَق جَلَّ جَلالُہٗ کی دعوت پر روزہ رکھنا چاہیے۔ (رفیق المناسک ص۲۱۲)

کچھ نیکیاں کمالے جلد آخرت بنالے
کوئی نہیں بھروسا اے بھائی ! زندگی کا (وسائلِ بخشش ص۱۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۵﴾ جن کا حج قبول نہ ہوا اُن پر بھی کرم ہوگیا

حضرتِ سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الحق فرماتے ہیں: میں نے 50 سے زائد حج کئے،سوائے ایک کے سب کا ثواب جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ،خلفائے اَربعہ(یعنی چار یار)رضی اللہ تعالٰی عنھم اور اپنے والِدَین کو اِیصال کیا،اب ایک حج باقی تھا(جس کا ابھی تک ایصالِ ثواب نہ کیا تھا)، میں نے میدانِ عَرَفات میں موجود لوگوں کو دیکھا اور ان کی آوازیں سنیں تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کی:یااللہ عَزَّوَجَلَّ اگر ان لوگوں میں کوئی ایسا شخص ہے جس کا حج مقبول نہیں ہوا تو میں نے اپنے حج کا اُسے ایصالِ ثواب کیا۔پھر اُس رات جب میں مُزْدَلِفہ میں سویا تو اللہ التوّاب عَزَّوَجَلَّ کا خواب میں دیدار کیا۔اللہ تَعالٰی نے مجھ سے ارشاد فرمایا:اے علی بن مُوَفَّق ! کیا تو مجھ پر سخاوت کرتا ہے؟میں نے عَرَفات میں موجود تمام افراد،اِن کی تعداد کے برابر مزید اور ان سے بھی دُگنے لوگوں کی مغفِرت فرمادی ہے اور ان میں سے ہر فرد کی اس کے اہلِ خانہ

اور پڑوسیوں کے حق میں شَفاعت قبول فرمالی ہے۔ (روض الریاحین، ص۱۲۸)

کوئی حج کا سبب اب بنا دے مجھ کو کعبے کا جلوہ دکھا دے

دیدِ عَرَفات و دیدِ مِنٰی کی

میرے مولیٰ تو خیرات دیدے (وسائل بخشش ص۶۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۶﴾ سفرِ حج کے بہترین ہم سفر

ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُ نا حاتم اَصَمّ علیہ رحمۃ اللہ الاکرم سے عرض کی: ''مجھے حج کا سفر دَر پیش ہے، کوئی ایسا ہم سفر بتایئے جس کی صُحبتِ بابرکت کا فیض لُوٹتے ہوئے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہوسکوں۔'' فرمایا: ''اے بھائی! اگر تم **ہم نشین** چاہتے ہو تو تلاوتِ قرآنِ مُبین کی ہم نشینی (یعنی صُحبت) اختیار کرو اور اگر **ساتھی** چاہتے ہو تو فِرِشتوں کو اپنا ساتھی بنالو اور اگر **دوست** درکار ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے دوستوں کے دلوں کا مالِک ہے اور اگر **توشہ** (یعنی زادِ سفر) چاہتے ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر **یقین** سب سے بہترین توشہ ہے اور کعبۃُ اللّٰہ کو اپنے سامنے تصوُّر کرتے ہوئے خوشی سے اِس کا طواف کرو۔'' (بحرالدموع ص۱۲۵) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مُعجزہ شَقُّ الْقمر کا ہے ''مدینہ'' سے عِیاں

''مہ'' نے شَق ہو کر لیا ہے ''دین'' کو آغوش میں

شِعر کا مطلب: اپنا تَخیُّل پیش کرتے ہوئے اس شعر میں شاعِر نے نہایت عُمدہ بات کہی ہے، کہ بطورِ معجزہ چاند کے جو دو ٹکڑے ہوئے ہیں اس کا لفظِ ''مدینہ'' سے یوں اظہار ہو رہا ہے کہ ''مدینہ'' کا پہلا حَرف م اور آخری حَرف ہ ملا دیں تو ''مہ'' یعنی چاند ہُوا اور ''مہ'' کے دونوں حُروف م اور ہ کے بیچ میں لفظِ ''دین'' موجود ہے جس سے لفظ ''مدینہ'' بن گیا! اور یوں گویا مدینہ نے ''دین'' کو اپنے دامن میں لیا ہوا ہے!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمّد

عجیب انداز میں نَفْس کی گرفت

حضرت سیِّدُنا ابو محمد مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے بَہُت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفرِ حج کسی قسم کا زادِ راہ لئے بِغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار (یعنی ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نَفْس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گِراں (یعنی بوجھ) گزرا، چُنانچِہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری مُوافقت فَقَط اپنی لذّت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فَناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حقِّ شَرعی پورا کرنا (یعنی ماں کی اطاعت کرنا) اسے (یعنی نفس کو) بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا!'' (الرسالۃ القشیریۃ، ص۱۳۵)

حُبِّ جاہ کی لذّت عبادت کی مَشَقَّت آسان کردیتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ! ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ المُبِین کیسی **مَدَنی سوچ** رکھتے اور کس قَدَر عاجِزی کے خُوگر ہوتے ہیں ۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ عام لوگوں سے تو جُھک جُھک کر ملتے اور اُن کیلئے بچھ بچھ جاتے ہیں مگر والِدَین ، بھائی بہنوں اور بال بچّوں کے ساتھ اُن کا رویّہ جارحانہ، غیر اخلاقی اور بسا اوقات سخت دل آزار ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ عوام میں عمدہ اَخلاق کا مُظاہرہ مقبولیت عامّہ کا باعِث بنتا ہے جبکہ گھر میں حسنِ سُلوک کرنے سے عزّت وشہرت ملنے کی خاص امّید نہیں ہوتی ! اس لئے یہ لوگ عوام میں خوب میٹھے میٹھے بنے رہتے ہیں ! اِسی طرح جو اسلامی بھائی بعض مُسْتَحَب کاموں کے لئے بڑھ چڑھ کر قُربانیاں پیش کرتے مگر فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہیاں برتتے ہیں مَثَلاً ماں باپ کی اِطاعت ، بال بچّوں کی شریعت کے مطابِق تربیّت اور خود اپنے لئے **فرض عُلُوم** کے حُصُول میں غفلت سے کام لیتے ہیں اُن کیلئے بھی اِس **حکایت** میں عبرت کے نہایت اَہَم **مَدَنی پھول** ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نیک کاموں میں ''شُہرت ملتی اور واہ واہ! ہوتی ہے'' وہ دشوار ہونے کے باوُجُود بآسانی سَر انجام پاجاتے ہیں **کیوں کہ حُبِّ جاہ** (یعنی شُہرت وعزّت کی چاہت) **کے سبب ملنے والی لذّت بڑی سے بڑی مَشَقَّت آسان کردیتی ہے**۔ یادرکھئے! ''حُبِّ جاہ'' میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے ۔عبرت کیلئے **دو فرامینِ مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ

والہٖ وسلّم مُلاحَظہ ہوں: ﴿۱﴾ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طاعت (یعنی عبادت) کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی مَحَبَّت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں (فردوس الاخبار ج ۱ ص ۲۲۳ حدیث ۱۵۶۷)

﴿۲﴾ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے رَیوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی **حُبِّ مال وجاہ** (یعنی مال و دولت اور عزّت و شہرت کی مَحبّت) مسلمان کے **دین** میں مچاتی ہے۔ (ترمذی ج ٤ ص ١٦٦ حدیث ٢٣٨٣)

حُبِّ جاہ کے متعلّق اہم ترین مَدَنی پھول

''حُبِّ جاہ'' کے تعلُّق سے **اِحْیاءُ العلوم** کی جلد 3 صفحہ 616 تا 617 کو سامنے رکھ کر کچھ **مَدَنی پھول** پیشِ خدمت ہیں: ''(حُبِّ جاہ و رِیا) نفس کو ہلاک کرنے والے آخری اُمور اور باطِنی مکر و فریب سے ہے، اِس میں عُلَماء، عبادت گزار اور آخرت کی منزل طے کرنے والے لوگ مبتلا کیے جاتے ہیں، اس طرح کہ یہ حضرات بسا اوقات خوب کوششیں کر کے عبادات بجا لانے، نفسانی خواہِشات پر قابو پانے بلکہ شُبُہات سے بھی خود کو بچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، اپنے اَعْضا کو ظاہری گناہوں سے بھی بچا لیتے ہیں مگر عوام کے سامنے اپنے نیک کاموں، دینی کارناموں اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کی جانے والی کاوِشوں جیسے کہ میں نے یہ کیا، وہ کیا، وہاں بیان تھا، یہاں بیان ہے، بیانات (کرنے یا نعت پڑھنے) کیلئے اِتنی اِتنی تاریخیں ''بُک'' ہیں، مَدَنی مشورے میں رات اِتنے بج گئے اور آرام نہ ملنے کی تھکن ہے اسی لئے آواز بیٹھی ہوئی ہے۔ ''مَدَنی قافِلے

میں سفر ہے، اِتنے اِتنے مَدَنی قافِلوں میں یا مدنی کاموں کیلئے فُلاں فُلاں شہروں، ملکوں کا سفر کر چکا ہوں وغیرہ وغیرہ کے اظہار کے ذَرِیعے اپنے نَفْس کی راحت کے طلبگار ہوتے ہیں، اپنا علم وعمل ظاہِر کر کے مخلوق کے یہاں مقبولیّت اور ان کی طرف سے ہونے والی اپنی تعظیم وتوقیر، واہ واہ اور عزّت کی **لذّت** حاصل کرتے ہیں، جب مقبولیّت وشُہرت ملنے لگتی ہے تو اُس کا **نَفْس** چاہتا ہے کہ علم وعمل لوگوں پر زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونا چاہیئے تا کہ اور بھی عزّت بڑھے لہٰذا وہ اپنی نیکیوں، علمی صلاحیتوں کے تعلُّق سے مخلوق کی اِطّلاع کے مزید راستے تلاش کرتا ہے اور **خالِق** عَزَّوَجَلَّ کے جاننے پر کہ میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ میرے اعمال سے باخبر ہے اور مجھے اَجر دینے والا ہے قَناعت نہیں کرتا بلکہ اِس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اِس کی **واہ واہ اور تعریف** کریں اور **خالِق** عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے حاصِل ہونے والی تعریف پر قَناعت نہیں کرتا، **نَفْس** یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں کو جب اِس بات کا علم ہو گا کہ فُلاں بندہ نفسانی خواہشات کا تارِک ہے، شُبہات سے بچتا ہے، راہِ خدا میں خوب پیسے خرچ کرتا ہے، عبادات میں سخت مَشَقَّت برداشت کرتا ہے خوفِ خدا اور عشقِ مصطَفٰے میں خوب آہ وزاری کرتا اور آنسو بہاتا ہے، مَدَنی کاموں کی خوب دُھوم مچاتا ہے، لوگوں کی اصلاح کیلئے بَہُت دل جلاتا ہے، خوب مَدَنی قافِلوں میں سفر کرتا کراتا ہے، زَبان، آنکھ اور پیٹ کا **قُفلِ مدینہ** لگاتا ہے، روزانہ فیضانِ سنّت کے اِتنے اِتنے درس دیتا ہے، مدرسۃ المدینہ (بالغان)، صدائے مدینہ، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کا بڑا ہی پابند ہے تو اُن (لوگوں) کی زبانوں پر اس (بندے) کی خوب تعریف جاری ہوگی، وہ اسے عزّت واِحترام کی نگاہ سے دیکھیں گے، اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے

باعثِ سعادت اور سرمایۂ آخرت سمجھیں گے، حُصولِ بَرَکت کیلئے مکان یا دُکان پر ''دوقدم'' رکھنے، چل کر دُعا فرما دینے، چائے پینے، دعوتِ طعام قَبول کرنے کی نہایت لجاجت کے ساتھ درخواستیں کریں گے، اس کی رائے پر چلنے میں دو جہاں کی بھلائی تصوُّر کریں گے، اسے جہاں دیکھیں گے خدمت کریں گے اور سلام پیش کریں گے، اِس کا جھوٹا کھانے پینے کی حِرص کریں گے، اس کا تحفہ یا اِس کے ہاتھ سے مَس کی ہوئی چیز پانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے، اس کی دی ہوئی چیز چُومیں گے، اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیں گے، اِحتِراماً ''حضرت! حُضُور! یاسیِّدی!'' وغیرہ اَلقاب کے ساتھ خاشِعانہ انداز اور آہِستہ آواز میں بات کریں گے، ہاتھ جوڑ کر سر جُھکا کر دُعاؤں کی اِلتِجائیں کریں گے، مجالِس میں اِس کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہوجائیں گے، اِسے ادب کی جگہ بٹھائیں گے، اِس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے، اِس سے پہلے کھانا شُروع نہیں کریں گے، عاجِزانہ انداز میں تحفے اور نذرانے پیش کریں گے۔ تواضُع کرتے ہوئے اِس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا (مَثَلاً خادِم وغلام) ظاہِر کریں گے، خرید و فَروخت اور مُعامَلات میں اِس سے مُرَوَّت بَرتیں گے، اس کو چیزیں عُمدہ کوالٹی کی اور وہ بھی سَستی یا مُفت دیں گے۔ اس کے کاموں میں اس کی عزّت کرتے ہوئے جُھک جائیں گے۔ **لوگوں کے اس طرح کے عقیدت بھرے انداز سے نَفْس کو بَہُت زیادہ لذّت حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ لذّت ہے جو تمام خواہِشات پر غالِب ہے،** اِس طرح کی عقیدت مندیوں کی لذّتوں کے سبب گناہوں کا چھوڑنا اُسے معمولی بات معلوم ہوتی ہے

کیوں کہ ''حُبِّ جاہ'' کے مریض کونَفْس گناہ کروانے کے بجائے اُلٹا سمجھاتا ہے کہ دیکھ گناہ کریگا تو عقیدتمند آنکھیں پھیرلیں گے! لہٰذا نَفْس کے تعاون سے مُعتقدین میں اپناوقار برقرار رکھنے کے جذبے کے سبب عبادت پر اِستِقامت کی شدّت اُس کو نرمی و آسانی محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ باطِنی طور پرلذّتوں کی لذّت اور تمام شَہوتوں (یعنی خواہشات) سے بڑی شَہوت (یعنی عوام کی عقیدت سے حاصل ہونے والی لذّت) کا اِدراک (یعنی پہچان) کرلیتا ہے، وہ اِس خوش فہمی میں پڑ جاتا ہے کہ میری زندگی اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مرضی کے مطابِق گزر رہی ہے، حالانکہ اُس کی زندگی اُس پوشیدہ (حُبِّ جاہ یعنی اپنی واہ واہ چاہنے والی چُھپی) خواہش کے تَحت گزرتی ہے جس کے اِدْراک (یعنی سمجھنے) سے نِہایت مضبوط عَقلیں بھی عاجِز و بے بس ہیں، وہ عبادتِ خداوندی میں اپنے آپ کو مُخلِص اور خود کو **اللہ** تعالیٰ کے مَحارِم (حرام کردہ مُعامَلات) سے اِجتِناب (یعنی پرہیز) کرنے والا سمجھ بیٹھتا ہے! حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ وہ تو بندوں کے سامنے زَیب وزینت اور تَصَنُّع (یعنی بناوٹ) کے ذَرِیعے خوب **لذّتیں** پارہا ہے، اسے جو عزّت وشُہرت مِل رہی ہے اِس پر بڑا خوش ہے۔ **اِس طرح عِبادتوں اور نیک کاموں کا ثواب ضائع ہوجاتا ہے اور اس کا نام مُنافِقوں کی فِہرِست میں لکھا جاتا ہے اور وہ نادان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قُرب حاصل ہے!**

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یاالٰہی (وسائلِ بخشش ص۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اپنے منہ میاں مٹھو بننے والے حاجیوں کے لئے مَدَنی پھول

بعض مالدار بار بار حج وعمرہ کو جاتے، اس کی گنتی خوب یاد رکھتے، بارہا بِغیر ضَرورت بے پوچھے لوگوں کو اپنے حج وعمرہ کی تعداد بتاتے اور سفرِ مدینہ کے ''کارنامے'' سناتے ہیں، ان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں رِیاکاری کی تباہ کاری میں نہ جاپڑیں۔ حَطیم شریف کا داخِلہ بھی حالانکہ عین کعبۂ مُشَرَّفہ ہی کا داخِلہ ہے جو ہر ایک کو نصیب ہوسکتا ہے مگر اس کا تذکرہ کوئی نہیں کرتا اور اگر کسی کو دروازۂ کعبہ کے اندر داخِلہ یا کسی مُلک کے سربراہ کے ساتھ سُنہری جالیوں کے اندر حاضِری کی سعادت مل جائے تو اپنے مُنہ سے اپنے فضائل بیان کرتے نہیں تھکتا۔ اِسی طرح بعض لوگ اپنے فضائل اس طرح بیان کرتے بھی سنائی دیتے ہیں کہ صاحِب! وہاں تو ہم نے جو مانگا وہ ملا، ہر تمنّا پوری ہوئی، فُلاں کی ملاقات کی خواہش ہوئی تھوڑی ہی دیر میں مل گئے وغیرہ۔ اس طرح اپنے مُنہ ''میاں مِٹّھو'' بن کر یہ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ ہمارا وَقار بُلند ہوگا حالانکہ ایسا ہونا ضَروری نہیں، ہوسکتا ہے بعض لوگ اس کا مطلب یہ بھی لیتے ہوں کہ ''یہ حاجی صاحِب'' مقاماتِ مقدّسہ کی عَظَمت کے بیان کے ساتھ ساتھ اپنی ''کرامت'' بھی سنا رہے ہیں! ہاں بطورِ تَحدیثِ نعمت یا دوسروں کو رغبت دلانے کی نیّت سے اپنے اوپر ہونے والے انعاماتِ الٰہیّہ کے تذکرے میں حَرَج نہیں۔ بہر حال ہر ایک کو اپنی نیّت پر غور کرلینا ضَروری ہے کہ میں فُلاں

بات کیوں کہنے لگا ہوں۔ اگر بتانے میں آخرت کی بھلائی کا پہلو ہے تو بولے ورنہ چُپ رہے۔ **فرمانِ مصطفٰے** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ''جو **اللہ** اور قِیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔''

(بُخاری ج ٤ ص ١٠٥ حدیث ٦٠١٨)

کیا اپنے حج وعمرہ کی تعداد بیان کرنا گناہ ہے؟

اپنے حج وعمرے کی تعداد بیان کرنا **ہر صورت** میں گناہ نہیں، حدیثِ پاک میں ہے: **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات** یعنی اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے۔ (بخاری ج ١ ص ٢ حدیث ١) اگر کوئی تَحْدِیثِ نعمت (یعنی اپنے اوپر نعمتِ الٰہی کی خبر دینے) کیلئے اپنے **حج** کی تعداد بیان کرے تو حَرَج نہیں مگر عِلمِ دین اور صُحبتِ اَخیار کی کمی کے باعِث فی زمانہ اصلاحِ نیّت بے حد دشوار اور رِیاکاری کا خطرہ شدید۔ فرض کیجئے! آپ نے بِغیر پوچھے کسی کو بتا دیا کہ ''میں نے **دو حج** کئے ہیں۔'' اس پر اگر وہ پوچھ بیٹھے کہ جناب! مجھے بتانے کی ضَرورت کیسے پیش آئی؟ اب اگر آپ نے گھبرا کر کہہ دیا کہ تَحْدِیثِ نعمت (**اللہ** تعالٰی کی نعمت کا چرچا کرنے) کیلئے عرض کیا ہے۔ اِس پر ہوسکتا ہے کہ سائل خاموش ہو جائے، مگر غور فرما لیجئے! کیا یہ کہتے وَقْت کہ ''میں نے دو حج کئے ہیں'' واقِعی آپ کے دِل میں تحدیثِ نعمت یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کا چرچا کرنے کی نیّت تھی؟ اگر تھی پھر تو ٹھیک ورنہ جھوٹ کے گناہ کا وَبال سَر پڑا اور ''دِل میں کچھ زَبان پر کچھ'' کی وجہ سے نِفاق اور بتاتے وَقْت

اگر مَعَاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دل میں ریا اور دکھاوے کا ارادہ تھا تو رِیا کارانہ عمل کو تحدیثِ نعمت میں کھپانے کی ''ریاکاری در ریاکاری'' کا الزام مزید برآں۔ مَدَنی التجا ہے کہ زَبان پر قُفلِ مدینہ لگانے کی کوشش کیجئے کہ زَبان کی بظاہر معمولی نظر آنے والی لغزِش بھی جہنَّم میں جھونک سکتی ہے!

دو حج ضائِع کردیئے

مشہور مُحدِّث حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کہیں مَدعُو تھے میزبان نے اپنے خادِم سے کہا: اُن برتنوں میں کھانا کِھلاؤ جو میں دوسری بار کے حج میں لایا ہوں، سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے سُن کر فرمایا: مسکین! تُو نے ایک جُملے میں دو حج ضائع کر دیئے!

(احسن الوعاء لآداب الدعاء، ص ۱۵۷)

عطا کردے اِخلاص کی مجھ کو نعمت
نہ نزدیک آئے ریا یاالٰہی (وسائلِ بخشش ص۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکیاں چھپاؤ

بے ضَرورت اپنے حج وعمرہ کی تعداد، تِلاوت کردہ قرآنِ پاک اور دُرودِ پاک اور دیگر اَوْراد پڑھنے کی گنتی بتانے والوں کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ (اِخلاص کے مُتلاشی دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃ المدینہ کا جاری کردہ بیان کا

آڈیو کیسیٹ ''نیکیاں چھپاؤ'' حاصل کر کے سنئے) بلا حاجت اپنے آپ کو حاجی، قاری، حافِظ کہنے لکھنے والے بھی غور کریں کہ وہ حج یا فنِ قراءت یا حِفْظِ قرانِ پاک سے مُشرَّف ہونے کا بہ بانگِ دُہُل اعلان کر کے کیا لینا چاہ رہے ہیں؟ ہاں، لوگ اپنی مرضی سے اَیسوں کو حاجی صاحِب، قاری صاحِب یا حافِظ صاحِب کہیں تو اس میں کوئی مضایقہ نہیں۔ البتّہ بُزُرگوں کے حج کی تعداد کا مُعامَلہ بھی اسی طرح ہے کہ یا تو ان کے خُدّام نے ان کو رِوایت کیا ہو گا یا تحدیثِ نعمت کے لئے بزبانِ خود ارشاد فرمایا ہو گا۔ سراپا اِخلاص بندوں کا مَنشاء ہرگز نیک نامی یا اپنی پارسائی کا سکّہ جمانا نہیں ہوتا۔ یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اگر کوئی حاجی اپنے حج وغیرہ کی تعداد بتائے بھی تو ہمیں اسے ریاکار کہنے کی اجازت نہیں کیوں کہ دلوں کا حال ربّ ذوالجلال جانتا ہے، ہم پر لازِم ہے کہ حسنِ ظن سے کام لیں۔

﴿۷۷﴾ ایک بزُرگ کا شیطان سے مکالمہ

کسی بُزُرگ نے حج کے روز عَرَفات شریف کے میدان میں شیطان کو بشکلِ انسان اس حال میں دیکھا کہ وہ نہایت کمزور و زَرْد رُو ہے، اس کی پیٹھ ٹوٹی ہوئی ہے اور رو رہا ہے۔ بُزُرگ کے پوچھنے پر اُس نے اپنے رونے کا سبب کچھ یوں بتایا کہ چونکہ یہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کیلئے حاجی اکٹھے ہوئے ہیں، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو رُسوا نہیں کرے گا، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں سارے ہی

بخش نہ دیئے جائیں!اپنی **کمزوری** کا سبب اُس نے راہِ خدا کے مُسافِروں کے گھوڑوں کا ہنہنانا (ہَن ۔ہَ ۔نانا) بتایا اور بصد افسوس کہا کہ اگر یہ سُوار (یعنی راہِ خدا کے مسافِر) میری پسند کے (یعنی غفلتوں اور گناہوں بھرے) راستوں پر ہوتے تو بہُت خوب تھا۔ **زَردرُوئی** یعنی چِہرہ پِیلا پڑ جانے کا سبب اُس نے عبادت پر لوگوں کا ایک دوسرے کی مدد کرنا قرار دیا۔ اُن بُزُرگ نے جب یہ پوچھا کہ تیری **کمر** کیوں ٹوٹی ہوئی ہے؟ تو بولا: بندہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کرتا ہے: ''**یا اللہ! میرا خاتمہ بالخیر** فرما'' تو مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میری خواہش ہوتی ہے کہ یہ اپنے نیک عمل کو ''کچھ'' (یعنی بڑا کارنامہ) سمجھے، اِس پر خوب اِترائے اور پُھولے تاکہ برباد ہو، مجھے اس بات کا خوف آتا ہے کہ کہیں اِس کو یہ سمجھ نہ آجائے کہ اپنے عمل پر اِترانا نہیں چاہئے بلکہ صِرْف وصِرْف **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحْمت پر نظر رکھتے ہوئے عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۳۲۲ ملخّصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللهُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۸﴾ بُلندی چاہنے والے کی رُسوائی

ایک بُزُرگ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **فرماتے ہیں**: میں نے **مَکَّۂ مُکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں صَفا اور مَروہ کے درمیان **ایک خَچّر** سُوار دیکھا، کچھ غُلام ''ہٹ جاؤ! ہٹ جاؤ!!'' کی آوازیں لگا کر اُس کے سامنے سے لوگوں کو ہٹا رہے تھے۔ کچھ عرصے بعد مجھے وُہی شخص بغداد میں لمبے بال، ننگے پاؤں اور حسرت زدہ

نظر آیا، میں نے حیرت سے پوچھا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیرے ساتھ کیا مُعامَلہ فرمایا؟'' جواب دیا: میں نے ایسی جگہ (یعنی مکۂ پاک میں) ''بُلندی'' (بڑائی) چاہی جہاں لوگ ''عاجزی'' کرتے ہیں تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے ایسی جگہ رُسوا کر دیا جہاں لوگ بُلندی پاتے ہیں۔ (الزواجرعن اقتراف الکبائر ج۱ص ۱٦٤)

وُہی سَر بَرسرِ محشر بُلندی پائے گا جو سر
یہاں دنیا میں ان کے آستانے پر جُھکا ہوگا (وسائلِ بخشش ص۱۸۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷۹﴾ حج کی خواہِش تھی مگر پلّے زَر نہ تھا

حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدُ العزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْعَزِیْز نے ایک بار اپنے غلام مُزاحم سے فرمایا: میری حج کی خواہش ہے، کیا تمہارے پاس کچھ رقم ہے؟ عَرض کی: دس دینار سے کچھ زائد ہیں۔ فرمایا: اتنی سی رقم میں حج کیونکر ہوسکتا ہے! کچھ ہی دن گزرے تھے کہ مُزاحم نے عَرض کی: **یا امیرَ الْمُؤْمِنین!** تیّاری کیجئے، ہمیں بنُو مَروان کے مال سے 17 ہزار دینار (سونے کی اشرفیاں) مِل گئے ہیں۔ فرمایا: ان کو بیتُ الْمال میں جمع کروادو، اگر یہ حلال کے ہیں تو ہم بقدرِ ضَرورت لے چکے ہیں اور اگر حرام کے ہیں تو ہمیں نہیں چاہئیں۔ مُزاحم کا بیان ہے کہ جب **امیرُ الْمُؤْمِنین** نے دیکھا کہ یہ بات مجھ پر گراں (ناگوار) گزری ہے تو فرمایا: دیکھو مُزاحم! جو کام میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے کیا کروں

اُسے گِراں (بوجھ) نہ سمجھا کرو، میرا نَفْس ترقّی پسند اور خوب سے خوب تر کا مُشتاق (طلبگار) ہے، جب بھی اِسے کوئی مرتبہ ملا اِس نے فوراً اِس سے بُلند تر مرتبے کے حُصُول کی کوشش شُروع کردی، دُنیاوی مَناصِب (یعنی عُہدوں) میں سے بلند تر مَنْصَب (یعنی عُہدہ) خِلافت ہے جو میرے نَفْس کو حاصِل ہوچکا ہے، اب یہ صِرْف اور صِرف جنّت کا مُشتاق ہے۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکم ص۵۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

آخِری عمر ہے کیا رونقِ دنیا دیکھوں
اب فَقَط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس حِکایت میں ان لوگوں کے لئے دَرْسِ عبرت ہے جو رشوت، سُود، جُوئے، تجارت میں دھوکا اور جھوٹ جیسے ناجائز ذرائع سے دولت اکٹّھی کرتے ہیں اور اسی میں سے **حج** کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بَہُت بڑی کامیابی حاصِل کرلی ہے۔ خبردار! یہ کامیابی نہیں بلکہ ''چوری اور سینہ زوری'' والا مُعامَلہ ہے اور اس کا اَنجام بَہُت بھیانک ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب **لَبَّیْك** کہتا ہے، تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس شخص سے ارشاد فرماتا ہے: نہ تیری **لَبَّیْك** قبول، نہ خدمت پذیر (یعنی منظور) اور تیرا حج تیرے منہ پر

مَردُود ہے، یہاں تک کہ تُو یہ مالِ حرام کہ تیرے قبضے میں ہے اُس کے مُستحقّوں کو واپَس دے۔

(التذکرۃ فی الوعظ لابن جوزی ص۱۲٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۰﴾ہر دل عزیز خلیفہ

مقبولیّت اور ہر دلعزیزی بھی ایک بَہُت بڑا اعزاز ہے، حُسنِ اَخلاق اور عَدْل و اِنصاف کی بدولت امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز کو یہ حاصل تھا، چُنانچِہ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ **ایک بار حج** کے موسِمِ بہار میں جب **میدانِ عَرَفات** پہنچے تو لوگوں کی توجُّہ کا مرکز بن گئے۔ حضرتِ سیِّدُنا سُہَیل بن ابی صالح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ بھی اُس ہُجوم میں موجود تھے، اِنہوں نے اپنے والِدِ محترم سے عرض کی: وَاللّٰہ! میرے خیال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ عمر بن عبدالعزیز عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْعَزِیْز سے مَحَبَّت فرماتا ہے، والِد صاحِب نے اِس کی دلیل پوچھی تو کہا: لوگوں کے دلوں میں ان کی خوب عزّت ہے، پھر یہ حدیثِ پاک بیان کی کہ **فرمانِ مصطَفٰے** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ جب کسی بندے سے مَحَبَّت کرتا ہے تو جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) سے فرماتا ہے کہ میں فُلاں سے مَحَبَّت کرتا ہوں تم بھی اِس سے مَحَبَّت کرو چُنانچِہ (حضرتِ) جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَام) اُس سے مَحَبَّت کرتے ہیں، پھر آسمان والوں میں ندا دیتے (یعنی اعلان کرتے) ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فُلاں سے مَحَبَّت رکھتا ہے تم لوگ بھی اِس سے مَحَبَّت کرو، چُنانچِہ آسمان

والے اُس سے مَحَبَّت کرنے لگتے ہیں، اِس کے بعد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کو دُنیا میں مقبولِ عام بنا دیتا ہے۔ (تاریخِ دِمشق ج ۴۵ ص ۱۴۵) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ کہ اِس در کا ہوا خَلقِ خُدا اُس کی ہوئی

وہ کہ اِس در سے پِھرا اللّٰہ اُس سے پھر گیا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۱﴾ بُرقَع پوش اَعرابِیَّہ

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 397 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''**پردے کے بارے میں سُوال جواب**'' صَفحہ 339 تا 341 پر ہے: حضرتِ سیِّدُنا **سُلَیمان بن یَسار** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار انتہائی مُتَّقی و پرہیز گار، بے حد خُوبرو اور حسین نوجوان تھے۔ **سفرِ حج** کے دَوران **مقامِ اَبواء** پر ایک بار اپنے خَیمے (CAMP) میں تنہا تشریف فرما تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کا رفیقِ سفر کھانے کا انتِظام کرنے کیلئے گیا ہوا تھا۔ ناگاہ ایک **بُرقَع پوش اَعرابِیّہ** (یعنی عرب کی دِیہاتی عورت) خَیمے میں داخِل ہوئی اور اُس نے چہرے سے نِقاب اُٹھا دیا! اُس کا حُسن بَہُت زیادہ فِتنہ برپا کر رہا تھا! کہنے لگی: مُجھے ''کچھ'' دیجئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ سمجھے شاید روٹی مانگ رہی ہے۔ کہنے لگی: میں وہ چاہتی ہوں جو بیوی اپنے شوہر سے چاہتی ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے **خوفِ خدا** سے لرزتے ہوئے فرمایا: ''تجھے میرے پاس شیطان نے بھیجا ہے۔'' اِتنا فرمانے کے بعد اپنا سرِ

مبارَک گُھٹنوں میں رکھ کر بَآوازِ بُلند رونے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر بُرقَع پوش اَعرابِیّہ گھبرا کر تیز تیز قدم اُٹھائے خَیمے سے باہَر نکل گئی۔ جب رفیق (ساتھی) آیا اور دیکھا کہ رو رو کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے آنکھیں سُجا دِیں اور گلا بٹھا دیا ہے، تو اُس نے سببِ گِریہ (یعنی رونے کا سبب) دریافْت کیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اوّلاً ٹالَم ٹَول سے کام لیا مگر اُس کے پَیہَم اِصرار پر حقیقت کا اظہار کر دیا تو وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ فرمایا: تُم کیوں روتے ہو؟ عرض کی: مجھے تو زِیادہ رونا چاہئے کیوں کہ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو شاید صَبْر نہ کرسکتا (یعنی ہوسکتا ہے گناہ میں پڑ جاتا)۔ دونوں حَضرات رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہما روتے رہے یہاں تک کہ مکّۂ مُکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں حاضِر ہوگئے۔ طواف وسَعی وغیرہ سے فارِغ ہونے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار حجرِ اسود کے پاس تشریف لائے اور چادر سے گُھٹنوں کے گرد گھیرا باندھ کر بیٹھ گئے۔ اِتنے میں اُونگھ آگئی اور عالَمِ خواب میں پَہُنچ گئے، ایک حُسن و جمال کے پیکر، مُعَطَّر مُعَطَّر خوش لباس دراز قد بُزُرگ نظر آئے، حضرتِ سیِّدُنا سُلیمان بن یَسار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ جواب دیا: میں (**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا نبی) **یوسُف** ہوں۔ عَرض کی: یا نبیَّ اللہ! عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام **زُلَیخا** کے ساتھ آپ کا واقِعہ عجیب ہے۔ فرمایا: **مَقامِ اَبواء** پر اَعرابِیّہ کے ساتھ ہونے والا آپ کا واقِعہ عجیب تَر (یعنی زیادہ عجیب) ہے۔ (اِحیاءُ العُلوم ج ۳ ص ۱۳۰ مُلَخّصاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دیکھا آپ نے! حج کے مبارَک سفر میں شیطان کس طرح حاجیوں کو گناہوں میں پھنسانے کی ترکیبیں کرتا ہے مگر قربان جایئے عاشقانِ رسول کے پاکیزہ کردار پر کہ وہ شیطان کے ہر وار کو ناکام بناتے چلے جاتے ہیں جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا **سُلیمان بن یَسار** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الغَفّار نے خود چل کر آنے والی **بُرقَع پوش اَعرابِیّہ** کو ٹھکرا دیا بلکہ **خوفِ خدا** سے رونا دھونا مچا دیا، جس کے نتیجے میں حضرتِ سیِّدُنا **یوسُف** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے خواب میں **تشریف** لا کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی حوصلہ اَفزائی فرمائی۔ بہر حال دنیا وآخرت کی بھلائی اِسی میں ہے کہ جِنْسِ مُخالِف (یعنی مرد کا عورت اور عورت کا مرد) لاکھ دل لُبھائے اور گناہ پر اُکسائے مگر انسان کو چاہیے کہ ہرگز شیطان کے دامِ تَزوِیر (تَزْ۔ وِیْر، یعنی دھوکے) میں نہ آئے، ہر صورت میں اُس کے چُنگل سے خود کو بچائے اور خوب اَجر وثواب کمائے۔

آخری عمر ہے کیا رونقِ دنیا دیکھوں
اب فقط ایک ہی دُھن ہے کہ مدینہ دیکھوں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۲﴾ بکثرت رونے والا حاجی

حضرتِ سیِّدُنا مُـخَـوَّل رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا **بُہَیم عِـجـلی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوالی نے مجھ سے فرمایا: میرا **حج** کا ارادہ ہے کسی کو میرا

رفیقِ سفر بنا دیجئے۔ چُنانچہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو اُن کے ساتھ سفرِ مدینہ پر آمادہ کرلیا۔ دوسرے دن میرا پڑوسی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میں حضرتِ سیِّدُ نابُھَیْم کے ساتھ نہیں جاسکتا۔ میں نے حیرت سے کہا: خدا کی قسم! میں نے کوفہ بھر میں ان جیسا با اَخلاق آدمی نہیں دیکھا آخر کیا وجہ ہے کہ تم ان کی رفاقت سے خود کو محروم کررہے ہو؟ وہ بولا: میں نے سنا ہے کہ وہ اکثر روتے رہتے ہیں، اِس لیے ان کے ساتھ میرا سفر خوشگوار نہیں رہے گا۔ میں نے اُس کو سمجھایا کہ یہ بہُت اچھے بُزُرگ ہیں، ان کی صحبت اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے نہایت مَنْفَعت بَخْش ہوگی۔ وہ مان گیا۔ جب سفر کے لیے اُونٹوں پر سامان لادا جانے لگا تو حضرتِ سیِّدُ نابُھَیْم عِجلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوالی ایک دیوار کے قریب بیٹھ کر رونے میں مشغول ہوگئے، حتّٰی کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی داڑھی مبارَک اور سینہ اشکوں سے تَر ہوگیا اور آنسو زمین پر ٹَپ ٹَپ گرنے لگے۔ میرے پڑوسی نے گھبرا کر مجھ سے کہا: ابھی تو سفر کی شُروعات ہے اور ان کا یہ حال ہے خدا جانے آگے کیا عالَم ہوگا! میں نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے کہا: گھبرایئے نہیں سفر کا مُعامَلہ ہے، ہوسکتا ہے بال بچّوں کی جُدائی میں رو رہے ہوں اور آگے چل کر قرار آجائے۔ حضرتِ سیِّدُ نابُھَیْم عِجلی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے یہ بات سُن لی اور فرمایا: وَاللّٰہ! ایسی بات نہیں، اِس سفر کے سبب مجھے ''سفرِ

آخرت'' یاد آ گیا۔ یہ فرماتے ہی چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ پڑوسی نے پھر پریشانی کے عالَم میں مجھ سے کہا: میں ان کے ہمراہ کیسے رہ سکوں گا! ہاں ان کا سفر حضرت سیدُنا **داؤد طائی** اور سیدُنا **سلام اَبُو الْاَحْوَص** رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تعالٰی کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ یہ ہر دو حضرات بھی بہُت **روتے** ہیں، اُن کے ساتھ ان کی ترکیب خوب رہے گی اور مِلکر خوب رویا کریں گے۔ میں نے پھر پڑوسی کی ہمّت بندھائی، آخِر کار وہ اُن کے ساتھ **سفرِ مدینہ** پر روانہ ہوگیا۔ **حضرتِ** سیّدُنا **مُخَوَّل** رَحْمَةُ اللّٰهِ تعالٰی علیہ **فرماتے** ہیں: جب **حج** سے ان کی واپسی ہوئی تو میں اپنے پڑوسی حاجی کے پاس گیا، اُس نے بتایا: **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر دے، میں نے ان جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا، حالانکہ میں مالدار تھا پھر بھی غریب ہونے کے باوُجُود وہ مجھ پر خوب خَرچ کرتے تھے، بوڑھے ہونے کے باوُجُود روزے رکھتے، مُجھ بے روزہ جوان کے لیے کھانا بناتے اور میری بے حد خدمت کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ تو ان کے رونے کے سبب پریشان ہوتے تھے اب کیا ذِہن ہے؟ کہا: پہلے پہَل میں بلکہ دیگر قافِلے والے بھی ان کے رونے کی کثرت سے گھبرا جاتے تھے مگر آہِستہ آہِستہ ان کی صُحبت کی بَرَکت سے ہم پر بھی رِقّت طاری ہونے لگی اور ان کے ساتھ ہم سب بھی مل کر روتے تھے۔ **حضرتِ** سیّدُنا **مُخَوَّل** رَحْمَةُ اللّٰهِ تعالٰی علیہ کہتے ہیں: اِس کے بعد میں حضرت

سیِّدُنا **بُھَیم عِجلی** عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوالی کی خدمت میں حاضِر ہوا اور اپنے پڑوسی حاجی کے بارے میں دریافْت کیا تو فرمایا: بَہُت اچھا رفیق (ساتھی) تھا، ذِکرُ اللّٰہ اور قراٰنِ کریم کی تلاوت کی کثرت کرتا تھا اور اس کے آنسو بہت جلد بہ جایا کرتے تھے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (البحر العمیق ج ۱ ص ۳۰۰ مُلَخَّصًا) **اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

یادِ نبیِّ پاک میں روئے جو عمر بھر
مولیٰ مجھے تلاش اُسی چشمِ تَر کی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۳﴾ حاجیوں کی حیرت انگیز خیر خواہی

مشہور تابِعی بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ ابنِ مُبارَک رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے **حج** کا ارادہ کیا تو کئی عاشِقانِ رسول ساتھ چلنے کے لئے تیّار ہو گئے، آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے سب سے اَخراجات لیکر ایک صندوق میں ڈال کر محفوظ کر لئے، پھر اپنے پلّے سے سب کے لئے سُواریاں کرائے پر لیں اور قافِلہ سُوئے حرم رَواں دَواں ہو گیا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ **قافِلے** والوں کو اپنی جیبِ

خاص سے عمدہ سے عمدہ کھانا کھلاتے رہے۔ جب یہ قافِلہ بغداد شریف پہنچا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے سب کے لئے بہترین لباس اور کھانے پینے کا کثیر سامان خریدا۔ قافلہ منزلیں طے کرتا ہوا بِالآخِر مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا حاضِر ہوگیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے اپنے ہر ہر رفیق کو مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے اُن کے گھر والوں کی فرمائش کے مطابِق چیزیں خرید کر عنایت فرمائیں۔ اس کے بعد قافِلہ مکۂ معظّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَکْرِیْمًا کی پُرنور فَضاؤں میں داخِل ہوا اور مناسِکِ حج ادا کئے۔ حج کے بعد یہاں سے بھی اپنے پلّے سے سب کو تبرُّکات وغیرہ خرید کر دیئے۔ واپَسی میں بھی راستے بھر عاشقانِ رسول پر دل کھول کر خَرچ کیا۔ جب قافِلہ اپنے وطن پُہنچ گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ان کے گھروں پر حسبِ ضَرورت پلستر وغیرہ کروا کر چُونا کروادیا۔ تین دن بعد اپنے قافلے کے تمام حاجیوں کی دعوت کی اور بطورِ سوغات انہیں بہترین ملبوسات عطا کئے، جب سب کھانا کھاچکے تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے صَنْدُوق منگوا کر کھولا اور ہر ایک حاجی کی رقم جُوں کی تُوں واپَس کردی۔ (عُیون الحکایات ص ۲۰۴ ملخّصًا) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۴﴾ امام شافِعی کی سفرِ حرم میں سخاوت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے اولیائے کرام رَحِمَهُمُ اللہُ السّلام کی سخاوت بے مِثْل تھی، اور کیوں نہ ہو، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیم الشان ہے: **اللہ** تعالٰی نے اپنے ہر ولی کو اچھے اَخلاق اور سخاوت کی فطرت عنایت فرمائی ہے۔ (تاریخ مدینہ دمشق ج ٤ ٥ ص ٤٧٢)

منقول ہے، سیّدُنا امام شافِعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی جب (یمن کے شہر) صَنْعا سے **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی طرف آئے تو آپ کے پاس دس ہزار دراہم تھے، مکّے شریف کے باہر خَیمہ لگایا اور چادر بچھا کر ساری رقم اُس پر ڈال دی، جو بھی آتا اُسے مُٹّھی بھر کر عطا فرما دیتے، جب ظُہر کی نَماز پڑھی تو وہ چادر جھاڑ دی، اُس پر ایک درہم بھی باقی نہ بچا تھا۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۱۰ ملخّصًا)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۵﴾ میں کیوں نہ روؤں؟

حضرتِ سیّدُنا امام محمد باقِر عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القادِر جب حج کے لئے **مکّۂ**

مکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً تشریف لے گئے اور مسجدُ الحرام میں داخل ہوئے تو بیتُ اللّٰہ شریف کو دیکھا تو رونے لگے حتّٰی کہ رونے میں آپ کی آواز بلند ہوگئی کسی نے عَرض کی: یا سیِّدی! سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں، اِس قدَر زور سے گریہ وزاری نہ فرمایئے۔ فرمایا: ''کیوں نہ روؤں! شاید **اللہ** تعالیٰ میرے رونے کے سبب مجھ پر رَحمت کی نظر فرما دے اور میں بروزِ قِیامت اُس کی بارگاہ میں کامیاب ہوجاؤں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طَواف کیا اور ''مَقامِ ابراہیم'' پر نَماز پڑھی جب سَجدے سے سَر اُٹھایا تو سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تَر تھی۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص۱۱۳) **اللہ عزّوجلّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ارے زائرِ مدینہ! تُو خوشی سے ہنس رہا ہے
دلِ غمزدہ جو پاتا تو کچھ اور بات ہوتی (وسائلِ بخشش ص۳۰۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸٦﴾ لَبَّیْک کہتے ہی بے ہوش ہوگئے

حضرتِ سیِّدُنا امام زَینُ العابِدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب عزمِ حجِّ بیتُ اللّٰہ کیا اور اِحرام باندھا تو چِہرۂ مُبارَک زَرد ہوگیا اور لَبَّیْک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے عرض کی: آپ لَبَّیْک نہیں پڑھتے؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہیں

جواب میں ''لَا لَبَّیْک'' نہ کہہ دیا جائے! عرض کی گئی: اِحرام باندھ کر لَبَّیْک کہنا ضَروری ہے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لَبَّیْک پڑھی تو بے ہوش ہوکر سُواری پر سے گر پڑے اور اِختِتامِ حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لَبَّیْک کہتے بے ہوش ہوجاتے۔ (تھذیب التھذیب ج ۵ ص ۶۷۰) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اُنگلیاں کانوں میں دے دے کے سُنا کرتے ہیں
خَلْوَتِ دِل میں عجب شور ہے بَرپا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۷﴾ اَپاھج حاجی

حضرتِ سیِّدُنا شَقیق بَلخی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں نے مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً کے راستے میں ایک اَپاہج حاجی کو دیکھا جو گِھسَٹ کر چل رہا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا: سَمَرقَند سے۔ میں نے پھر پوچھا: کتنا عرصہ ہوا وہاں سے چلے ہوئے؟ جواب دیا: دَس برس سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ میں بڑے تَعَجُّب سے اُس کو دیکھنے لگا، اِس پر وہ بولا: اے شَقیق (رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ)! کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: تمہاری کمزوری اور سَفَر کی درازی نے مجھے مُتَعَجِّب کردیا۔ کہنے لگا: اے

شقیق ! سفر کی دُوری کو میرا شوق (یعنی عشق) قریب کر دے گا اور میری کمزوری کا سہارا میرا مولا عَزَّوَجَلَّ ہے۔ اے شقیق ! تم ایک ضَعِیف (یعنی کمزور) بندے پر تَعَجُّب کر رہے ہو! اِس کو تو اِس کا مالِک عَزَّوَجَلَّ چلا رہا ہے۔ ؎

ناتُوانی کا اَلَم ہم ضُعَفا کو کیا ہو! ہاتھ پکڑے ہوئے مولیٰ کی تُوانائی ہے (ذوقِ نعت)

پھر اُس نے دو عربی اَشعار پڑھے جن کا ترجَمہ یہ ہے: (۱)......اے میرے آقا عَزَّوَجَلَّ! میں تیری زِیارت کو آ رہا ہوں اور عِشق کی منزلیں کٹھن ہیں، لیکن شوق (عشق) اُس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔ (۲)......وہ ہرگز عاشِق نہیں جس کو راستے کی ہَلاکت کا خوف ہو اور نہ ہی وہ عاشِق ہے جس کو راستوں کی سختی نے چلنے سے روک دیا۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص ۱۲۰) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ہم کو تو اپنے سائے میں آرام ہی سے لائے

حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۸﴾ عید قربان میں جان قربان کر دی

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَفّار فرماتے ہیں کہ میں ایک قافِلے کے ہمراہ حجِّ بیتُ اللّٰہ شریف کے لئے جا رہا تھا، راستے میں ایک نوجوان حاجی دیکھا جو بغیر زادِ راہ پیدل چل رہا تھا۔ میں نے اُس کو سلام کیا، اُس

نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا: اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: اُسی (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ) کے پاس سے۔ پوچھا: کہاں جارہے ہو؟ کہا: اُسی (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ) کے پاس۔ پوچھا: زادِراہ (یعنی سامانِ سفر) کہاں ہے؟ بولا: اُسی (یعنی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ) کے ذِمّۂ کرم پر ہے۔ میں نے کہا: یہ طوِیل راستہ بِغیر توشے (یعنی کھانے پینے) کے طے نہیں ہوگا، تیرے پاس کچھ ہے بھی؟ بولا: جی ہاں، میں نے گھر سے نکلتے وَقْت **پانچ حُرُوف** زادِراہ کے طور پر لے لئے تھے۔ پوچھا: وہ پانچ حُروف کون سے ہیں؟ اُس نے کہا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان: **کٓھٰیٰعٓصٓ** ۔ پوچھا: اِن حُروف سے کیا مُراد ہے؟ **کاف** سے ''کافی'' یعنی کِفایت کرنے والا، **ھا** سے ''ھادی'' یعنی ہدایت کرنے والا، **یا** سے پناہ دینے والا، **عَین** سے ''عالِم'' یعنی جاننے والا، **صاد** سے صادِق'' یعنی سچّا تو جس کا رفیق کافی و ہادی و مُؤوی (یعنی پناہ دینے والا) و عالم اور صادِق ہو وہ کیسے ضائع یا پریشان ہوسکتا ہے اور اُسے کیا ضَرورت ہے کہ زادِراہ اور پانی اُٹھائے پھرے! حضرتِ سیِّدُنا **مالِک** بن دینار عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں کہ اُس **حاجی** کا کلام سُن کر میں نے اُس کو اپنی قمیص پیش کی۔ اُس نے قبول کرنے سے اِنکار کرتے ہوئے کہا: ''اے شیخ! دُنیا کی قمیص سے بَرَہْنہ رہنا بہتر ہے کیوں کہ دُنیا کی حلال چیزوں پر حساب اور حرام چیزوں پر عذاب ہے۔'' جب رات کا اَندھیرا چھا گیا تو اُس **حاجی** نے مُنہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور اس طرح

''مُناجات'' کرنے لگا: ''اے وہ پاک ذات! جس کو بندوں کی اِطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نُقصان نہیں ہوتا، مجھے وہ چیز یعنی عبادت عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز یعنی گناہ مُعاف فرما دے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔'' جب لوگوں نے اِحرام باندھ کر ''لَبَّیْک'' کہی تو وہ خاموش تھا، میں نے پوچھا: تم لَبَّیْک کیوں نہیں کہتے؟ اُس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں: لَبَّیْک اور وہ فرمادے: ''لَالَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ وَلَا اَسْمَعُ کَلَامَکَ وَلَا اَنْظُرُ اِلَیْکَ''، یعنی نہ تیری لَبَّیْک قبول ہے اور نہ سَعْدَیْک اور نہ میں تیرا کلام سُنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔ پھر وہ چلا گیا میں نے اُس حاجی کو سارے راستے میں پھر کہیں نہ دیکھا، بِالآخر مِنٰی شریف میں وہ نظر آ گیا اُس وَقت وہ کچھ عَرَبی اَشعار پڑھ رہا تھا جن کا ترجَمہ یہ ہے: ﴿۱﴾ ...... بے شک وہ حبیب (یعنی پیارا) جس کو میرا خون بہنا پسندیدہ ہے تو میرا خون اُس کے لئے حلال ہے حَرَم میں بھی اور حَرَم کے باہَر بھی ﴿۲﴾ ...... خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میری رُوح کو عِلْم ہو جائے کہ وہ کس ذاتِ اَقدس سے مَحبَّت کرتی ہے تو وہ قدم کے بجائے سَر کے بَل کھڑی ہو جائے ﴿۳﴾ ...... اے مَلامَت کرنے والے! اُس کے عِشق پر مجھے مَلامَت نہ کر کہ اگر تجھے وہ نظر آ جائے جو میں دیکھتا ہوں تو تُو کبھی بھی مجھے مَلامَت نہ کرے ﴿۴﴾ لوگوں نے عید کے دِن بھیڑ، بکرِیوں اور اُونٹوں کی قُربانی کی اور محبوب نے اس دِن میری جان کی قُربانی کی ﴿۵﴾ ...... لوگوں کا حج ہُوا ہے اور میرا حج میرے محبوب کے پاس جانا ہے۔ لوگوں نے قُربانیاں ہدِیَّہ کیں اور میں

نے اپنی جان اور اپنے خون کی قُربانی کا تحفہ پیش کیا۔

اشعار پڑھنے کے بعد وہ گڑگڑا کر عرض گزار ہوا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! لوگوں نے قُربانیاں کیں اور تیرا قُرب حاصل کیا اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس کے ساتھ تیرا قرب (یعنی نزدیکی) حاصل کرسکوں سِوائے اپنی جان کے، تو اِسی کو تیری بارگاہ میں نَذر کرتا ہوں تُو اِسے قَبول فرما۔'' یہ کہنے کے بعد اُس **حاجی** نے ایک چیخ ماری، زمین پر گرا اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کرگئی۔ حضرتِ سیِّدُنا **مالِک بن دِینار** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: پھر یکایک غیب سے ایک آواز گونج اُٹھی: ''**یہ اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کا پیارا ہے جو عِشقِ الٰہی کی تلوار سے قتل ہُوا ہے۔**'' پھر میں نے اُس خوش نصیب **حاجی** کی تَجہیز و تکفین کی۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص۹۹) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیا نَذر کروں پیارے! شے کون سی میری ہے
یہ رُوح بھی تیری ہے، یہ جان بھی تیری ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸۹﴾ پُر اَسرار حاجی

حضرتِ سیِّدُنا **بِشرحافی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: میں نے میدانِ عَرَفات میں ایک **حاجی** صاحِب کو دیکھا جو کہ رو رو کر عَرَبی میں یہ اَشعار پڑھ

رہے تھے۔ ترجمہ: ﴿۱﴾......وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے، اگر ہم اپنی آنکھوں سے کانٹوں اور گرم سُوئیوں پر بھی اُس کو سجدہ کریں تو پھر بھی اُس کی نعمتوں کے حق کا دَسواں حصّہ بلکہ دَسویں کا بھی دَسواں نہیں نہیں بلکہ اُس کا بھی دَسواں حصّہ ادا نہ ہو ﴿۲﴾......اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں (یعنی خطائیں) کیں اور کبھی بھی اپنی نافرمانیوں میں تجھے یاد نہ کیا مگر اے میرے مالِک عَزَّوَجَلَّ! تو ہمیشہ مجھے دَر پردہ یاد فرماتا رہا ﴿۳﴾......میں نے نہ جانے کتنی ہی مرتبہ گناہوں کے وَقت جہالت سے اپنا پردہ فاش کیا مگر تو نے ہمیشہ مجھ پر لُطف و کَرَم ہی کیا اور اپنے حِلْم کے ساتھ میری پردہ پوشی فرمائی۔

حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْکَافِی فرماتے ہیں: پھر وہ میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں نے حاجیوں سے پوچھا کہ یہ حاجی صاحِب کون تھے؟ تو کسی نے بتایا کہ یہ **حضرتِ ابو عُبَید خَوَاص** رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ تھے۔ اِن کے ''خَواص'' (یعنی خوبیوں) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اِنہوں نے ستّر برس تک **خوفِ خدا** کے سبب آسمان کی طرف مُنہ نہیں اُٹھایا۔ (ایضاً ص۹۸) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بے نَوا، مُفلس ومحتاج و گدا کون؟'' کہ میں''
صاحِبِ جُود و کَرَم وَصف ہے کس کا؟'' تیرا'' (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۰﴾ بِغیر حج کئے حاجی

حضرتِ سیِّدُ نا رَبِیع بن سُلَیمان عَلَیْہِ رَحمۃُ الْحَنّان فرماتے ہیں: ہم دونوں بھائی ایک قافلے کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، جب ''کوفہ'' پہنچے تو میں کچھ خریدنے کے لئے بازار کی طرف نکلا، راہ میں یہ عجیب منظر دیکھا کہ ایک وِیران سی جگہ پر ایک مُردار پڑا تھا اور ایک مُفلوکُ الحال عورت چاقو سے اُس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک ٹوکری میں رکھ رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ مُردار گوشت لئے جا رہی ہے اِس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے ممکن ہے کہ یہ کوئی بھٹیارن ہو کہ یِہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے، میں چُپکے سے اُس کے پیچھے ہولیا۔

وہ عورت ایک مکان پر آ کر رُکی اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: کون؟ اُس نے کہا: کھولو! میں ہی بدحال ہوں ۔ دروازہ کُھلا اور اُس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُس عورت نے اندر جا کر وہ ٹوکری اُن لڑکیوں کے سامنے رکھ دی اور روتے ہوئے کہا: ''اِس کو پکالو اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو، اللّٰہ تَعَالٰی کا اپنے بندوں پر اِختیار ہے، لوگوں کے دِل اُسی کے قبضے میں ہیں۔'' وہ لڑکیاں اُس گوشت کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھُوننے لگیں۔ مجھے قلبی رَنج ہوا، میں نے باہَر سے آواز دی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! خدا عَزَّوَجَلَّ کے لئے اِس کو نہ کھانا۔'' وہ بولی: تُو کون ہے؟ میں نے کہا: میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ بولی:

اے پردیسی! ہم خود ہی مقدّر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی مُعِین ومددگار نہیں، اب تُو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا: مَجوسیوں کے ایک فرقے کے سِوا کسی مَذہب میں مُردار کا کھانا جائز نہیں۔ وہ بولی: ''ہم خاندانِ نُبُوَّت کے شریف (سیِّد) ہیں، اِن لڑکیوں کا باپ بڑا نیک آدمی تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے اِن کا نکاح کرنا چاہتا تھا، اس کی نوبت نہ آئی اور اُس کا اِنتِقال ہوگیا۔ جو تَرکہ (وِرثہ) اُس نے چھوڑا تھا وہ خَتْم ہوگیا، ہمیں معلوم ہے کہ مُردار کھانا جائز نہیں لیکن حالتِ اِضطِرار میں جائز ہوجاتا ہے اور ہمارا چار دِن کا فاقہ ہے۔[1]'' خاندانِ سادات کے دردناک حالات سُن کر مجھے **رونا** آگیا اور میں انتہائی بے چینی کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا۔

میں نے بھائی کے پاس آکر کہا کہ میرا ارادہ **حج** کا نہیں ہے۔ اُس نے مجھے بہُت سمجھایا اور **حج** کے فضائل بتائے کہ **حاجی** ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں رَہتا وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں نے بہ اِصرار اپنے کپڑے، اِحرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو دِرہم نقد بھی تھے سب لیکر

---

[1] بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 373 پر ہے: مسئلہ ۱: اضطرار کی حالت میں یعنی جبکہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لیے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مُردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اوران چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مُؤاخَذہ نہیں، بلکہ نہ کھا کر مرجانے میں مُؤاخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ مسئلہ ۲: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی، تو اتنی پی لے جس سے یہ اندیشہ جاتا رہے۔

چل دیا بازار سے 100 دِرہم کا آٹا اور 100 دِرہم کا کپڑا خریدا اور باقی 400 دِرہم آٹے میں چُھپا دیئے اور سادات ِکرام کے گھر پہنچا اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اُن کو پیش کر دیا۔ اُس **عورت** نے **اللّٰہ** تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اِس طرح دُعا دی: اے اِبنِ سُلَیمان ! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرے اَگلے پچھلے سب گناہ مُعاف کرے اور تجھے **حج کا ثواب** اور اپنی جنّت میں جگہ عطا فرمائے اور اِس کا ایسا بدلہ عطا کرے جو تجھ پر بھی ظاہر ہو جائے۔'' **سب سے بڑی لڑکی** نے دُعا دی: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ تیرا اَجر دُگنا کرے اور تیرے گناہ مُعاف فرمائے۔'' **دوسری** نے اِس طرح دُعا دی: ''**اللّٰہ** تعالیٰ تجھے اس سے بہُت زِیادہ عطا فرمائے جتنا تُو نے ہمیں دیا۔'' **تیسری** نے دُعا دیتے ہوئے کہا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارے نانا جان رَحْمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ تیرا حشْر کرے۔'' **چوتھی** نے جو سب سے چھوٹی تھی اُس نے یوں دُعا دی: ''اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! جس نے ہم پر اِحْسان کیا تو اس کا نِعمَ البَدَل اُس کو جلدی عطا کر اور اس کے اَگلے پچھلے گناہ مُعاف فرما۔''

حُجّاج کا قافِلہ روانہ ہو گیا اور میں اُس کی واپَسی کے انتِظار میں **کوفے** ہی میں مجبوراً پڑا رہا۔ یہاں تک کہ حاجیوں کی واپَسی شروع ہو گئی جُوں ہی حُجّاج کا ایک قافِلہ میری آنکھوں کے سامنے آیا اپنی حج کی سَعادت سے مَحرومی پر میرے آنسو نکل آئے۔ میں ان سے دعائیں لینے کیلئے آگے بڑھا، جب ان سے ملاقات کر کے میں نے کہا: ''اللّٰہ تعالیٰ آپ حضرات کا **حج** قَبول فرمائے اور آپ کے

اَخراجات کا بہترین بَدَل عطا فرمائے۔'' اُن میں سے ایک حاجی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ دُعا کیسی؟ میں نے کہا: ''ایسے غمزدہ شخص کی دُعا جو دروازے تک پہنچ کر حاضِری سے مَحروم رَہ گیا!'' وہ کہنے لگا: بڑے **تعجُّب** کی بات ہے کہ آپ وہاں جانے سے انکار کرتے ہیں! کیا آپ ہمارے ساتھ **عَرَفات** کے میدان میں نہیں تھے؟ کیا آپ نے ہمارے ساتھ شیطان کو **کنکریاں** نہیں ماری تھیں؟ اور کیا آپ نے ہمارے ساتھ **طواف** نہیں کئے؟ میں اپنے دِل میں سوچنے لگا کہ یقیناً یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خصوصی لُطف وکَرَم ہے۔

اِتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ بھی آ پہنچا۔ میں نے اُن سے بھی کہا کہ ''**اللہ** تعالیٰ آپ خوش نصیبوں کی سَعی مَشکور فرمائے اور آپ کا **حج** قبول کرے۔'' وہ بھی حیران ہو کر کہنے لگے: آپ کو کیا ہوگیا ہے! یہ **اَجنَبِیَّت** کیسی!! کیا آپ **عَرَفات** میں ہمارے ساتھ نہ تھے؟ کیا ہم نے مِل جُل کر **رَمْیِ جَمرات** نہیں کی تھی؟ اُن میں سے ایک حاجی صاحِب آگے بڑھے اور میرے قریب آ کر کہنے لگے کہ بھائی! انجان کیوں بنتے ہیں! ہم مکّے مدینے میں اکٹّھے ہی تو تھے! یہ دیکھئے! جب ہم روضۂ اَطہر کی زِیارت کر کے بابِ جبرئیل سے باہَر آ رہے تھے تو اُس وَقت بِھیڑ کی وجہ سے آپ نے یہ **تھیلی** مجھے بطورِ اَمانت دی تھی جس کی مُہر پر لکھا ہوا ہے: مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ یعنی ''جو ہم سے مُعامَلہ کرتا ہے نَفْع پاتا ہے۔'' یہ لیجئے اپنی تھیلی! حضرتِ **رَبِیع** علیہ رَحمَۃُ اللہ البدیع فرماتے ہیں کہ خدا

عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اُس تھیلی کو اِس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، خیر میں نے تھیلی لے لی۔ عشا کی نَماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور لیٹ گیا اور سوچتا رہا کہ آخر قِصّہ کیا ہے! اِسی میں نیند نے گھیر لیا، میری ظاہری آنکھ تو کیا بند ہوئی، دل کی آنکھ کُھل گئی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں خواب میں **جنابِ رسالت مآب** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیدار سے شرفیاب ہوا، میں نے اپنے مَکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **خدمت بابَرَکت** میں سلام عرض کیا اور دَست بوسی کی۔ **شاہِ خیرُ الْاَنام** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تَبَسُّم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

''اے رَبِیع! ہم کتنے گواہ قائم کریں اور تم ہو کہ قَبول ہی نہیں کرتے۔ سُنو! بات یہ ہے کہ جب تم نے اُس خاتون پر جو میری اَولاد میں سے تھی، اِحْسان کیا اور اپنا زادِراہ اِیثار کر کے اپنا حج **ملتوی** کر دیا تو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کی کہ وہ اِس کا نِعمَ الْبَدَل تمہیں عطا فرمائے تو **اللہ** تَعَالٰی نے ایک فِرِشتہ تمہاری صورت پر پیدا فرمایا اور حُکم دیا کہ وہ قِیامت تک ہر سال تمہاری طرف سے **حج** کیا کرے نیز دُنیا میں تمہیں یہ عِوَض (یعنی بدلہ) دیا کہ 600 دِرہم کے بدلے 600 دینار (سونے کی اشرفیاں) عطا فرمائے، تم اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھو۔'' پھر حُضُور، فیض گنجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تھیلی کی مُہر پر لکھے ہوئے مبارک اَلفاظ ارشاد فرمائے: ''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ'' (یعنی جو ہم سے مُعامَلہ کرتا ہے نَفْع پاتا ہے) حضرت

رَبِیع علیہ رَحمَۃُ اللہ البدیع فرماتے ہیں کہ جب میں سوکر اُٹھا اور اُس تھیلی کو کھولا تو اُس میں 600 سونے کی اَشرفیاں تھیں ۔ (رشفۃُ الصّادی ص ۲۰۳) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تیرے قدموں کا تبرُّک یدِ بَیضائے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دِیا فضلِ مسیحائی ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۱﴾ شیخ شبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوَلی کا حج

حضرتِ سیِّدُنا شیخ شِبلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوَلی جب حج کیلئے عَرَفات شریف پہنچے تو بالکل چُپ رہے، سُورج غُروب ہونے تک کوئی لفظ مُنہ سے نہ نکالا، جب دَورانِ سعی مِیلَینِ اَخضَرَین سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، روتے ہوئے اُنھوں نے عَرَبی میں اَشعار پڑھے جن کا ترجَمہ یہ ہے:

﴿۱﴾......میں چل رہا ہوں اِس حال میں کہ میں نے اپنے دِل پر تیری مَحَبَّت کی مُہر لگا رکھی ہے تا کہ اِس دِل پر تیرے سِوا کسی کا گزر نہ ہو ﴿۲﴾......اے کاش! مجھ میں یہ اِستِقامت ہوتی کہ میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتا اور اُس وَقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا ﴿۳﴾......جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رُخساروں پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کس کا رونا بناوَٹی ہے۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص ۱۰۰) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی**

اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے مِلا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جُویا تیرا (ذوقِ نعت)

﴿۹۲﴾ چھ لاکھ میں سے صِرْف چھ!

حضرتِ سیِّدُنا ابو عبدُاللہ جَوہَری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ میں ایک سال عَرَفات شریف میں تھا، مجھے اُونگھ آ گئی اور میں خواب کی دنیا میں پہنچ گیا، میں نے دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے، اُن میں سے ایک نے دوسرے سے پوچھا: اِس سال کتنے حاجی آئے؟ اُس نے جواب دیا کہ 6 لاکھ، مگر اُن میں سے صِرْف 6 ہی کا حج قبول ہوا ہے! یہ سُن کر مجھے بَہُت رَنج ہُوا، جی چاہتا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر روؤں، اِتنے میں پہلے فِرِشتے نے دوسرے سے پوچھا: جن کا حج قَبول نہیں ہوا، اللہ تعالٰی نے اُن لوگوں کے ساتھ کیا مُعامَلہ کیا؟ دوسرے فِرِشتے نے کہا: ربِّ کریم عَزَّوَجَلَّ نے کَرَم فرمایا اور 6 مَقبولین کے طُفَیل 6 لاکھ کا حج بھی قَبول فرمالیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (پ۲۸، الجمعہ:۴) (ترجَمۂ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) (رَوضُ الرَّیاحین ص ۱۰۷) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی

اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اِس بے کسی میں دِل کو مِرے ٹیک لگ گئی
شُہرہ سُنا جو رَحمتِ بےکس نواز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۳﴾ غیبی اَنگور

حضرتِ سیِّدُ نا لَیث بِن سَعْد رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں ۱۱۳ھ میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا پہنچا۔ عَصْر کی نَماز کے وَقت جَبَلِ اَبی قُبَیس[1] پر گیا تو وہاں ایک بُزُرگ کو دیکھا کہ بیٹھے دُعائیں مانگ رہے ہیں اور یارَبِّ یارَبِّ اِتنی مرتبہ کہا کہ دَم گُھٹنے لگا پھر اِسی طرح لگاتار یـارَبَّاہُ یارَبَّاہُ کہا پھر اِسی طرح ایک سانس میں یـااَللّٰہُ یااَللّٰہُ کہا پھر اِسی طرح یاحَیُّ یاحَیُّ پھر یـارَحْمٰنُ یارَحْمٰنُ پھر یـارَحِیْمُ یارَحِیْمُ پھر یاارْحَمَ الرَّاحِمِیْن یااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہتے رہے۔ اِس کے بعد کہا: ''یـااَللہ! میرا اَنگوروں کو دِل چاہتا ہے، عطا فرما اور میری چادریں پُرانی ہوگئی ہیں۔'' سیِّدُ نا لَیث رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اُسی وَقت میں نے اُن

---

[1] جبلِ اَبی قُبَیس مسجدِحرام کے باہر رُکنِ اَسوَد کے سامنے ہے، یہ دُنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے حَجَرِ اَسوَد جنّت سے آنے کے بعد ایک ماہ اِسی پہاڑ پر تشریف فرما رہا تھا، اور مُعجِزۂ شقُّ القَمر بھی یہیں ظُہور پذیر ہوا تھا۔ وَاللہُ و رسولُہٗ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

کے پاس ایک **انگوروں کی ٹوکری** رکھی دیکھی، حالانکہ اُس وَقت رُوئے زمین پر کہیں اَنگور نہیں ہونگے اور ساتھ ہی **دو نئی چادریں** بھی موجود تھیں! جب وہ کھانے لگے تو میں نے عرض کی: میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کی: اِس لئے کہ جب آپ دُعا فرما رہے تھے تو میں اٰمین اٰمین کہہ رہا تھا۔ فرمایا: اچّھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لے جانا۔ میں نے آگے بڑھ کر اُن کے ساتھ **اَنگور** کھانے شُروع کر دیئے، وہ اَنگور ایسے لذیذ تھے کہ میں نے اُن جیسے **اَنگور** کبھی نہیں کھائے تھے، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر تعجُّب کی بات یہ ہے کہ ٹوکری میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر وہ فرمانے لگے: اِن دونوں چادروں میں سے ایک پسند کرلو۔ میں نے عرض کی: چادر کی مجھے ضَرورت نہیں ہے۔ فرمایا: مجھ سے پردہ کرلو تاکہ میں اِن کو پہن لوں، میں ایک طرف ہٹ گیا تو اُنہوں نے ایک تہبند کے طور پر باندھ لی اور دوسری اَوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے اُن کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اُترے، میں بھی پیچھے ہولیا۔ جب **صَفا و مروَہ** کے دَرمِیان پہنچے تو ایک سائل نے عَرض کی: ''اے اِبنِ رسولُ اللّٰہ! یہ کپڑے مجھے پہنا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنّت کا حُلّہ پہنائے۔'' تو اُنہوں نے وہ دونوں چادریں اُس کو عنایت فرمادیں اور آگے بڑھ گئے۔ میں نے اُس سائل سے پوچھا: وہ حاجی صاحب کون تھے؟ اُس نے بتایا: **حضرتِ سیِّدُنا اِمام جَعفر صادِق** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ تھے۔ یہ سنتے ہی میں اُن کی طرف دَوڑا

تا کہ اُن سے کچھ سُنوں اور فیض حاصل کروں مگر افسوس! میں اُن کو نہ پاسکا۔

(رَوضُ الرَّیاحین ص ۱۱٤) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ

بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مستورات کی 4 حکایات

﴿۹٤﴾ عاشِقِ رسول خاتون نے روتے روتے جان دیدی

اُمُّ الْمؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضر ہوکر ایک خاتون نے عَرض کی: مجھے تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **مبارک قبر** کی زیارت کروا دیجئے ۔ حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حُجرۂ شریفہ کھولا اور اُس **عاشِقِ رسول خاتون** نے **قبرِ انور کی زیارت کرکے روتے روتے جان دیدی۔** (الشفاء جزء ۲ ص ۲۳)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب

مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

آپ کے عشق میں اے کاش کہ روتے روتے

یہ نکل جائے مِری جان مدینے والے (وسائلِ بخشش ص ۳۰۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۵﴾ اُمُّ الْمُؤمِنِین نے نفلی حج سے انکار فرمادیا

اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا سَودہ رضی اللہ تعالٰی عنہا **فرض حج** ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے **نفلی حج و عمرہ** کے لئے عرض کی گئی تو فرمایا: میں **فرض حج کرچکی ہوں۔** میرے رب عزوجل نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ **خدا کی قسم!** اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں: **خدا کی قسم!** اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا گھر سے باہَر نہیں نکلیں۔ (تفسیر درّ منثور ج ۶ ص ۵۹۹)

اِس حکایت میں اسلامی بہنوں کے لئے احتیاط کے بے شمار مدنی پھول ہیں ، وہ زمانہ بڑا پاکیزہ تھا، ہرطرف پردے کا دَور دَورہ تھا مگر اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سَیِّدَتُنا سَودہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پردے کے ساتھ بھی نکلنا گوارا نہ فرمایا جبکہ آج کل بے پردَگی کی نحوست چھائی ہے، ایسے میں احتیاط کی کس قدر ضَرورت ہے ہر باشُعُور اسلامی بہن سمجھ سکتی ہے آج کل **حج و عمرے** میں بھی مَردوں اور عورَتوں کا کافی اِختلاط رہتا ہے لہٰذا عمرے یا **نفلی حج** پر جانے والیوں کو خوب غور کر لینا چاہئے۔

﴿۹۶﴾ ایک حَجّن کے طفیل سب کا حج قبول ہو گیا

حضرتِ سیِّدَتُنا رابِعہ عَدَوِیَّہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہا نے پیدل اور وہ بھی ننگے پاؤں حج کیا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو جو بھی کھانا عطا فرماتا ایثار کر دیتیں۔ کعبۂ مُشَرَّفہ کے قریب پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ جب ہوش میں آئیں تو اپنا رُخسار بیتُ اللہ شریف پر رکھ کر عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ تیرے بندوں کی پناہ گاہ ہے اور تُو ان سے مَحَبَّت فرماتا ہے، مولیٰ! اب تو آنکھوں میں آنسو بھی ختم ہو چکے ہیں۔'' پھر طواف کیا، سعی کرنے کے بعد جب وُقوفِ عَرَفہ کا ارادہ کیا تو باری کے دن شُروع ہو گئے، روتے ہوئے عرض گزار ہوئیں: ''اے میرے مالِک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ! اگر یہ مُعامَلہ تیرے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو میں ضَرور تیری بارگاہ میں شِکایت کرتی مگر یہ تو تیری ہی مَشِیَّت (یعنی مرضی) سے ہوا ہے لہٰذا شکوہ کیوں کر کر سکتی ہوں!'' یہ کہتے ہی انہیں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ''اے رابِعہ! ہم نے تیرے سبب تمام حاجیوں کا حج قَبول کر لیا اور تیری اِس کمی کی وجہ سے ان کی کمیاں بھی پوری کر دِیں۔ (الروض الفائق ص۶۰)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

علی کے واسطے سورج کو پھیرنے والے
اشارہ کردو کہ میرا بھی کام ہو جائے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۷﴾ پیدل سفرِ حج کرنے والی نابینا بُڑھیا

حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ داب علیہا رحمۃُ اللہ الوھّاب کا شُمار بُلند پایہ صالحات وعابِدات میں ہوتا تھا۔ ہر سال **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے **مکّۂ معظّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا پیدل **حج** کرنے آیا کرتی تھیں۔ اُن کی عُمر 90 برس ہوئی تو بینائی چلی گئی۔ جب **حج** کا موسِمِ بہار آیا تو کچھ حُجّاج سفرِ حج پر روانگی سے پہلے زیارت کے لئے حاضِر ہوئیں، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہا نے فَرطِ شوق سے بے قرار ہوکر ربِّ غفّار عزوجل کے دربار میں عَرض کی: ''**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیری عزّت کی قسم! اگرچہ میری آنکھوں کا نور جاچکا ہے مگر تیرے دربار کی حاضری کے شوق کے انوار اب بھی باقی ہیں۔'' پھر اِحرام باندھ کر ''**لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ**'' کہتے ہوئے **حج** کے قافِلے کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہا **عورتوں** کے آگے آگے چلتیں اور چلنے میں ان سے سبقت لے جاتیں تھیں۔

حضرت سیِّدُنا **ذُوالنُّون مِصری** علیہ رحمۃُ اللہِ القوی فرماتے ہیں کہ میں ان کے حال پر بڑا **مُتَعَجِّب** تھا کہ ہاتِفِ غیبی سنائی دی: '' اے **ذُوالنُّون**! کیاتم اُس بڑھیا پر **تَعَجُّب** کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کا شوق ہے، پس **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لُطف وکرم فرماتے ہوئے اُسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اِس کی طاقت عطا فرمائی۔'' (الروض الفائق ص۱۴۸ ملخصا) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری**

بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

عُلمائے اَہلسنّت کی 17 حکایات

﴿۹۸﴾ اعلٰی حضرت کے والدِ گرامی کو خصوصی بُلاوا ملا

اعلٰی حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن کے والدِ گرامی رئیسُ المُتکلِّمین حضرتِ علّامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃُ اللہِ الحنّان عالِمِ اَجَلّ، مفتیِ بے بدل اور عاشقِ رسولِ ربّ لَم یَزَل تھے، ''اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے'' کے مِصداق آپ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کی حاضِری کیلئے خُصُوصی بُلا وا ملا اور وہ یوں کہ خواب میں **نبیِّ اکرم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طلب فرمایا: باوُجُود بیماری اور کمزوری کے چند احباب کے ہمراہ رختِ سفر باندھا اور سُوئے حرم روانہ ہو گئے، کچھ عقیدت مندوں نے عَلالت (یعنی بیماری) کے پیشِ نظر مشورہ دیا کہ یہ سفر آیندہ سال پر مُلتوی کر دیجئے۔ فرمایا: ''مدینہ طیِّبہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کے قصد سے قدم

دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے رُوح اُسی وَقت پرواز کر جائے۔'' **محبوبِ کریم** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے فِدائی کے جذبۂ مَحبَّت کی لاج رکھ لی اور خواب ہی میں ایک پیالے میں **دوا** عنایت فرمائی جس کے پینے سے اس قَدَر افاقہ ہوگیا کہ مَناسِکِ حج کی ادائیگی میں رکاوٹ نہ رہی۔ (سرورِالقلوب ''د'')

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بُلاتے ہیں اُسی کو جس کی بگڑی یہ بناتے ہیں
کمر بندھنا دیارِ طیبہ کو کھلنا ہے قسمت کا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹۹﴾ اصلِ مُراد حاضِری اس پاک درکی ھے

عاشِق ماہِ رسالت، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن اپنے دوسرے **سفرِ حج** میں مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد شدید علیل (یعنی سخت بیمار) ہو گئے مگر آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اِمْتِدادِ مَرَض (یعنی بیماری کے طویل ہو جانے) میں مجھے زیادہ فکر حاضریٔ سرکارِ اعظم (صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی تھی۔ جب بخار کو اِمْتِداد (یعنی طُول) پکڑتا دیکھا، میں نے اُسی حالت میں قصدِ حاضِری کیا، یہ عُلَما (رحمۃُ اللہ تعالیٰ علیھم) مانع ہوئے (یعنی روکنے لگے)۔ اوّل تو یہ فرمایا: ''کہ حالت تو تمہاری یہ ہے

اور سفر طویل!'' میں نے عَرض کی: ''اگر سچ پوچھئے تو حاضِری کا اَصْل مقصود زیارتِ طیِّبہ ہے، دونوں بار اِسی نیّت سے گھر سے چلا، مَعَاذَ اللّٰہ اگر یہ نہ ہو تو حج کا کچھ لُطف نہیں۔'' اُنہوں نے پھر اِصرار اور میری حالت کا اِشْعار کیا (یعنی میری حالت یاد دلائی)۔ میں نے حدیث پڑھی: مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر جفا کی۔ (کشف الخفاء ج ۲ ص ۲۱۸ حدیث ۲۴۵۸) فرمایا: تم ایک بار تو زِیارت کر چکے ہو۔ میں نے کہا: میرے نزدیک حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عُمر میں کتنے ہی حج کرے زیارت ایک بار کافی ہے بلکہ ہر حج کے ساتھ زیارت ضَرور ہے، اب آپ دعا فرمائیے کہ میں سرکار (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تک پَہُنچ لوں۔ روضۂ اقدس پر ایک نگاہ پڑجائے اگرچہ اُسی وَقت دَم نکل جائے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ۲ ص۲۰۱)

کاش! گنبدِ خضرا پر نگاہ پڑتے ہی
کھا کے غش میں گر جاتا پھر تڑپ کے مرجاتا (وسائلِ بخشش ص ۴۱۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۰﴾ اِمام احمد رضا اور دیدارِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن زبردست عاشقِ رسول تھے اور متبحر (مُ۔تَ۔بَحْ۔حِر) عالِمِ دین تھے، کم وبیش 100 عُلوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے، عُلمائے حَرمینِ طیِّبَین زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا

نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کو چودھویں صدی کا مجدِّد کہا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے دِین کو باطِل کی آمیزش سے پاک کر کے اِحیائے سنَّت کے لئے زبردست کام کیا، ساتھ ہی لوگوں کے دِلوں میں جو شمعِ عشقِ رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روشنی مَدَّھم پڑتی جا رہی تھی اُسے اَز سَرِ نو فروزاں کیا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بے شک **فَنا فِی الرَّسُول** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَعلیٰ مَنصب پر فائز تھے، دوسری بار جب حجِ بیتُ اللّٰہ کی سعادت ملی اور مدینۂ پاک زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی حاضِری نصیب ہوئی تو بیداری میں زِیارت کی حَسرت لئے مُواجَھہ شریف میں پوری رات حاضِر رہ کر دُرُودِ پاک کا وِرْد کرتے رہے، پہلی رات قِسمت میں یہ سَعادت نہ تھی، دوسری رات آ گئی۔ مُواجَھہ شریف میں حاضِر ہوئے اور دَردِ فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعتیہ غزل پیش کی جس کے چند اَشعار یہ ہیں:

وہ سُوئے لالہ زار پھرتے ہیں ۔۔۔ تیرے دِن اے بہار پھرتے ہیں

ہر چَراغِ مزار پر قُدسی ۔۔۔ کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں ۔۔۔ مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں ۔۔۔ دَشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ ۔۔۔ تجھ سے شیدا ہزار پھرتے ہیں

(مَقطع میں اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اَزراہِ تواضُع اپنے آپ کو ''کُتّا'' فرمایا ہے لیکن عاشقانِ اعلیٰ حضرت اَدَباً یہاں ''منگتا''، ''شیدا'' وغیرہ لکھتے اور بولتے ہیں انہیں کی پیروی میں ادباً اِس جگہ ''شیدا'' لکھ دیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے)

آپ **بارگاہِ رسالت** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں **دُرُود و سلام پیش کرتے** رہے، آخر کار اِنتظار کی گھڑیاں خَتْم ہوئیں اور قسمت اَنگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی، سرکارِ نامدار، **مدینے کے تاجدار** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے عاشقِ زار پر خاص کرم فرمایا، نِقابِ رُخ اُٹھ گیا، **خوش نصیب عاشق** نے اپنے **مَحْبُوب** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا **عین بیداری** کی حالت میں **چشمانِ سَر** (یعنی سر کی آنکھوں) سے دیدار کیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شربتِ دِید نے اِک اور آگ لگا دی دِل میں
تَپِشِ دِل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا

اب کہاں جائیگا نقشہ ترا میرے دِل سے
تہ میں رکھا ہے اِسے دِل نے گُمانے نہ دیا

سَجدہ کرتا جو مجھے اِس کی اجازت ہوتی
کیا کروں اِذْن مجھے اِس کا خُدا نے نہ دیا (سامانِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم سب کو چاہیے کہ ہم بھی اپنے دل میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت بڑھائیں اور قلب میں دیدار کی تمنّا پروان چڑھائیں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کبھی تو ہماری بھی قسمت چمک اٹھے گی۔ کبھی تو وہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کرم فرما ہی دیں گے۔

سُنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
کبھی میرے بھی گھر میں ہو چَراغاں یارسولَ اللہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۱﴾ مشہور عاشقِ رسول علّامہ یوسُف بن اسمٰعیل نَبہانی کا اندازِ ادب

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم، حضرتِ علّامہ ابو یوسف محمد شریف مُحدِّثِ کوٹلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ جب میں حج کرنے گیا تو مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعظِیمًا کی حاضِری میں سبز سبز گنبد کے دیدار سے مُشَرَّف ہوتے وَقْت میں نے ''بابُ السّلام'' کے قریب اور گنبدِ خضراء کے سامنے ایک سفید رِیش اور انتہائی نورانی چہرے والے بُزُرگ کو دیکھا جو قبرِ انور کی جانب منہ کرکے دوزانو بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ یہ مشہور و معروف عالمِ دین اور زبردست عاشقِ رسول حضرتِ سیِّدُنا شیخ یوسُف بن اسمٰعیل نَبہانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانِی ہیں۔ میں ان کی وَجاہت اور چہرے کی نورانیت دیکھ کر بہُت مُتَأَثِّر ہوا اور اُن کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور ان سے گفتگو کی کوشش کی، وہ میری جانب مُتَوَجِّہ نہ ہوئے تو میں نے اُن سے کہا: میں ہندوستان سے آیا ہوں اور آپ کی کتابیں حُجّۃُ اللہِ عَلَی الْعالَمِین اور جَواھِرُ الْبِحار وغیرہ میں نے پڑھی ہیں جن سے میرے دل میں آپ کی بڑی عقیدت ہے۔ اُنہوں نے یہ بات سن کر میری طرف مَحَبَّت سے ہاتھ بڑھایا اور مُصافَحہ فرمایا۔ میں

نے ان سے عرض کی: حُضور! آپ قبرِ انور سے اِتنی دُور کیوں بیٹھے ہیں؟ تو رو پڑے اور فرمانے لگے: **"میں اِس لائق نہیں ہوں کہ قریب جاسکوں۔"** اِس کے بعد میں اکثر ان کی جائے قِیام پر حاضِر ہوتا رہا اور ان سے "سَنَدِ حدیث" بھی حاصِل کی۔ سیِّدی **قُطبِ مدینہ** حضرتِ علّامہ شیخ ضِیاءُ الدّین احمد مدَنی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی فرماتے ہیں: حضرتِ علّامہ **یوسُف نَبہانی** قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانی کی اَہلیۂ مُحترَمہ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہا کو **84 مرتبہ نبیِّ آخِرُ الزَّمان، شَہَنشاہِ کون و مکان** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **کی زیارت کا شَرَف حاصل ہوا ہے۔** (انوارِ قطبِ مدینہ ص۱۹۵ ملخصاً) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اُن کے دِیار میں تُو کیسے چلے پھرے گا؟
عطّار تیری جُرأت! تُو جائے گا مدینہ!! (وسائلِ بخشش ص۳۲۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۲﴾ پیر مہر علی شاہ کو زیارتِ مکینِ گنبدِ خضرا بمقام وادیِ حَمرا

تاجدارِ گولڑہ حضرت **پیر مہر علی شاہ صاحِب** رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ **فرماتے ہیں:** **مدینۂ عالیہ** کے سفر میں بمقام **وادیِ حَمرا** ڈاکوؤں کے حملے کی پریشانی کی وجہ سے مجبوراً عشاء کی سنّتیں مجھ سے رہ گئیں، مولوی محمد غازی، مدرَسۂ صَولتیہ میں

شُغلِ تعلیم وتدریس چھوڑ کر حُسنِ ظن کی بِناء پر بغَرضِ خدمت اِس مُقدس سفر میں میرے شریک ہوئے تھے۔ اِن رُفقاء کی مَعِیَّت میں مَیں قافِلے کے ایک طرف سوگیا، کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ عالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سیاہ عربی جُبّہ زیبِ تن فرمائے تشریف لاکر اپنے جمالِ باکمال سے مجھے نئی زندگی عطا فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک مسجِد میں بَحالَتِ مُراقبہ دوزانو بیٹھا ہوں، آنحضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قریب تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ **آلِ رسول کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔** مَیں نے اِس حالت میں آنجناب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دو پِنڈلیوں کو جو ریشم سے بھی زیادہ لطیف تھیں اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر نالہ وفُغاں کرتے (یعنی روتے بِلکتے) ہوئے، **اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ** کہنا شُروع کیا اور عالَمِ مدہوشی میں روتے ہوئے عرض کی کہ حُضور کون ہیں؟ جواب میں وُہی ارشاد ہوا کہ **آلِ رسول کو سُنّت ترک نہیں کرنا چاہیے۔** تین بار یِہی سُوال وجواب ہوتے رہے۔ تیسری بار میرے دل میں ڈالا گیا کہ جب آپ نِدائے **یَارَسُوْلَ اللّٰہ** سے مَنْع نہیں فرمارہے تو ظاہر ہے کہ خود آنحضرت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں، اگر کوئی اور بُزُرگ ہوتے تو اس کلمے سے مَنْع فرماتے، اُس حسن وجمالِ باکمال کے متعلّق کیا کہوں! اُس ذَوق ومستی وفیضانِ کرم کے بیان سے زَبان عاجِز ہے اور تحریر لنگ (لاچار)

البتّہ بادہ خوارانِ عشق و محبّت (یعنی شرابِ محبت پینے والوں) کے حلْق میں ان اَبیات (یعنی اشعار) سے ایک جُرعہ (یعنی گھونٹ) اور اُس نافۂ مُشک (مُشک کی تھیلی) سے ایک نفحہ (خوشگوار مہک) ڈالنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (مہرِ منیر ص ۱۳۱ تا ۱۳۲)

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے مذکورہ واقِعے کا اپنے مشہور کلام میں بھی اشارہ فرمایا ہے۔ اُس کے چند اشعار مُلاحظہ ہوں: ؎

اَج سِک متراں دی وَدھیری اے، کیوں دِلڑی اُداس گھنیری اے! ... لُوں لُوں وِچ شوق چنگیری اے، اَج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں

اَلطَّیْفُ سَریٰ مِنْ طَلْعَتِہٖ، وَالشَّذْوُ بَدیٰ مِنْ وَّفْرَتِہٖ ... فَسَکَرْتُ ھُنَا مِنْ نَظْرَتِہٖ، نیناں دیاں فوجاں سر چڑھیاں

مُکھ چند بدر شعشانی اے، مَتھے چمکے لاٹ نورانی اے ... کالی زُلف تے اَکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں

دو اَبرو قوس مثال دِسَن، جیں توں نوکِ مِژہ دے تیر چُھٹن ... لباں سُرخ آکھاں کہ لعلِ یمن، چِٹّے دند موتی دِیاں ہن لڑیاں

اِس صورت نُوں میں جان آکھاں، جانان کہ جانِ جہان آکھاں ... سچ آکھاں تے ربّ دی شان آکھاں، جِس شان توں شاناں سب بنیاں

لاہو مُکھ توں مُخطّط بُردِ یمن، مَن بھانوری جھلک دِکھاوٗ سجن ... اوہا مِٹھیاں گالیں الاوٗ مِٹھن، جو حُمرا وادی سن کریاں

سُبحٰنَ اللّٰہ! مَا اَجْمَلَکَ، مَا اَحْسَنَکَ مَا اَکْمَلَکَ، ... کِتھے مہر علی کِتھے تیری ثنا، مشتاق[1] اَکھیں کِتھے جا اَڑیاں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی محمَّد

﴿۱۰۳﴾ سگِ مدینہ کی ناز برداری

پنجاب (پاکستان) کے مشہور عاشقِ رسول بزرگ پیر سیِّد جماعت علی شاہ محدِّث علی پوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ایک مرتبہ مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا

[1] حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے بطورِ عاجزی یہاں لفظ ''گستاخ'' لکھا ہے (مہرِ منیر ص ۵۰۰) مگر حضرت کا ادب کرتے ہوئے اکثر ثنا خواں جس طرح پڑھتے ہیں اُسی طرح میں نے لکھ دیا ہے۔

گئے تو اُن کے کسی مُرید نے مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کے ایک کُتّے کو اِتّفاقاً ڈھیلا مار دیا جس کی چوٹ سے کُتّا چیخا، حضرت شاہ صاحِب سے کسی نے کہہ دیا کہ آپ کے فُلاں مُرید نے مدینے شریف کے ایک کُتّے کو مارا ہے۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بے چَین ہو گئے اور اپنے مُریدوں کو حُکم دیا کہ فوراً اُس کتّے کو تلاش کر کے یہاں لاؤ۔ چُنانچِہ کُتّا لایا گیا، شاہ صاحِب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اُٹھے اور روتے ہوئے اُس کتّے سے مخاطِب ہو کر کہنے لگے: اے دِیارِ حبیب کے رہنے والے! لِلّٰہ میرے مُرید کی اِس لغزِش کو مُعاف کر دے۔ پھر بُھنا ہوا گوشْت اور دُودھ منگوایا اور اُسے کھلایا پلایا، پھر اُس سے کہا: جماعت علی تجھ سے مُعافی چاہتا ہے، خدارا اسے مُعاف کر دینا۔ (سُنّی علماء کی حکایات ص ۲۱۱ ملخصاً) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دل کے ٹکڑے نَذْر حاضر لائے ہیں

اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۴﴾ آقا بلائیں تو اُڑ کر جانا چاہیے

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم حضرتِ علّامہ مولانا ابو یوسُف محمد شریف مُحدِّث کوٹلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے جگر گوشے حضرت مولانا ابوالنّور محمد بشیر عَلَیْہِ

رَحْمَۃُ الْقَدِیْر فرماتے ہیں: **حضرتِ امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ مُحدِّث علی پوری** (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی) نے کئی **حج** کیے، تقریباً ہر سال **مدینۂ منوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کا **عشق انہیں اِس شَرَف سے مُشرَّف فرماتا۔ ایک سال آپ** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے **بذریعۂ ہوائی جہاز سفرِ حج کی ترکیب بنائی۔ والدِ مُعظَّم** (فقیہِ اعظم حضرت علّامہ مولانا محمد شریف محدِّث کوٹلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی) **کو پتا چلا تو مجھے ساتھ لے کر علی پور شریف پہنچے،** حضرت کی خدمت میں حاضِر ہوئے، تو آپ **مدینۂ منوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا ہی کا ذکرِ خیر کررہے تھے، والدِ گرامی کو دیکھ کر بَہُت **خوش** ہوئے اور فرمایا: میں سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربار میں پھر حاضِری دینے جارہا ہوں، والدِ ماجِد علیہ رحمۃ اللّٰہ الحامد نے دریافْت کیا: حُضُور! اِس بار سُنا ہے آپ ہوائی جہاز سے جارہے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا: مولوی صاحِب! **یار بلائے تو اُڑ کر پہنچنا چاہیے۔** یہ جُملہ کچھ ایسے انداز میں فرمایا کہ خود بھی آبدیدہ ہوگئے اور حاضِرین پر بھی ایک کیف طاری ہوگیا۔ (سُنّی عُلماء کی حکایات ص ٤۵) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تقدیر میں خُدایا عطّار کے مدینہ
لکھ دے فَقَط مدینہ سرکار کا مدینہ (وسائلِ بخشش ص۳۰۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۵﴾ مولانا سردار احمد کی کھجورِ مدینہ سے مَحَبَّت

محبوب کے شہر سے مَحَبَّت سچّے عاشق کی علامت ہےلہٰذا عظیم عاشقِ رسول حضرتِ محدّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَحَد **مدینۃُ المنوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا سے بہُت **مَحَبَّت** کرتے تھے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی مَحفِل میں اکثر **دِیارِ محبوب** کا تذکرہ ہوتا رہتا تھا۔اگرکوئی زائرِ مدینہ آپ کی خدمت میں حاضِر ہوتا تو اُس سے **مدینۃُ المنوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے حالات پوچھتے، مدینۂ پاک زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کے رِہائشی اہلِ سنّت و جماعت کی خیریت دریافت فرماتے اوراگرکوئی **تبرُّک** پیش کرتا توبڑی خوشی سےقَبول فرماتے ۔ایک مرتبہ ایک حاجی صاحِب نے مدینۂ طیِّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّتَعْظِیْمًا کی **کھجوریں** پیش کیں،اُس وَقْت دورۂ حدیث جاری تھا،خُرمائے مدینہ(یعنی مدینے کی کھجوریں) حاضِرین طَلَبہ میں تقسیم فرمائیں اور **ایک کھجور** اپنی داڑھوں میں دبا کر فرمانے لگے:"خُرمائے مدینہ(یعنی کھجورِمدینہ) اپنے منہ میں رکھ لی ہے، جب تک گُھل کراندرجاتی رہے گی،ایمان تازہ ہوتا رہے گا۔ (ماخوذ اَحیات محدث اعظم پاکستان ص۱۵۵)

کھجورِ مدینہ سے کیوں ہو نہ اُلفت
کہ اس کو آقا کے کُوچے سے نسبت

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۶﴾ مدینے میں اپنے بال و ناخن دفن فرمائے

حضرتِ محدِّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَحَد فرماتے ہیں: فقیر نے مدینۃُ الرَّسول عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے واپسی کے وَقْت اپنے کچھ بال اور ناخُن مدینہ شریف زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں دفن کر دیئے اور رسولِ پاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جناب میں عرض کی: ''یارسولَ اللہ ! مدینۂ پاک میں مرنا تو میرے اختیار میں نہیں البتّہ اپنے جسم کے چند اَجزاء دَفْن کر کے جا رہا ہوں کہ ہم غریبوں کے لئے یِہی غنیمت ہے۔'' (ایضاً)

جان و دل چھوڑ کر یہ کہہ کے چلا ہوں اعظم
آ رہا ہوں مِرا سامان مدینے میں رہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۷﴾ اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

مولانا قاضی مَظہرُ الحق جَہلَمی براستہ کوئٹہ، زاہِدان، بغداد شریف، مدینۃُ المنوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا اور دوسرے مقاماتِ مقدَّسہ کی زیارت سے مُشرَّف ہو کر حضرتِ محدِّثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَحَد کی خدمت میں حاضِر ہوئے، جب قاضی صاحِب کا تعارُف کرایا گیا (اور عَرض کی گئی کہ یہ مدینے کی حاضری سے مُشرَّف ہو کر آئے ہیں) تو قاضی صاحِب کا ہاتھ تھام لیا، آپ رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اگرچِہ طبیعت کافی نادُرُست تھی، بیماری

میں اِضافہ ہو چکا تھا، لیکن اس کے باوُجود آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور قاضی صاحِب سے **مدینۃُ المنوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی باتیں پوچھنے لگے، مدینہ پاک زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں رہنے والے اَحْباب اہلِ سنّت و جماعت کی خیریت دریافت فرمائی، مدینہ شریف کی گلیوں کی یاد آئی، گُنبدِ خضریٰ کا نورانی منظر نگاہوں میں پھرنے لگا، مقدّس جالیوں کے جلوے دل میں اُترنے لگے، روضۂ اقدس کا وقار دلوں پر چھانے لگا، تصوُّرات دیارِ حبیبِ خدا کی نورانی وادیوں میں گم ہونے لگے اور تمام محفل کی کیفیت یہ ہوگئی کہ

غیروں کی جفا یاد نہ اپنوں کی وفا یاد
اب کچھ بھی نہیں ہم کو مدینے کے سوا یاد

(ایضاً ۱۵۵تا۱۵۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۸﴾ مدینے کا مُسافر ھند سے پہنچا مدینے میں

صدرُالْاَ فاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الہادِی زبردست عاشقِ رسول تھے۔آپ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ کو آپ کے داماد حکیم سیِّد یعقوب علی صاحِب (مرحوم) نے سُنایا تھا: مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان

حَجِّ بَیتُ اللّٰہ پرتشریف لے گئے۔جب وہ مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربارِ گُہر بار میں حاضِر ہوئے تو سنہری جالیوں کے قریب دیکھا کہ حضرتِ صَدْرُالافاضِل علیہ رحمۃ اللّٰہ العادِل بھی مجمع میں موجود ہیں۔ملاقات کی ہمّت نہ ہوئی کیونکہ باادب لوگ وہاں بات چیت نہیں کرتے۔صلوٰۃ وسلام سے فارِغ ہونے کے بعد باہَر تلاش کیا مگر زیارت نہ ہوئی۔حضرتِ شیخُ الْفَضِیلَت، شیخُ العَرَبِ وَالْعَجَم قطبِ مدینہ سیِّدی ومولائی ضیاءُالدّین احمد قادِری رضوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کے دربارِ فیض آثار پر حاضِر ہوئے کہ عَرَب وعَجَم کے عُلَمائے حق اورمَشائخِ کرام حَرَمَینِ طَیِّبَین کی حاضِری کے دوران حضرت شَیخُ الْفَضِیلَت رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی زِیارت کے لئے ضَرور حاضِر ہوتے تھے۔وہاں بھی حضرتِ صَدرُ الافاضِل علیہ رحمۃ اللّٰہ العادِل کے مُتَعلِّق کوئی معلومات حاصِل نہ ہوئیں۔حیران تھے کہ صَدرُ الافاضِل علیہ رحمۃ اللّٰہ العادِل اگرتشریف لائے ہیں تو کہاں گئے!دَرِیں اَثنا مُرادآباد(ہند) سے تار حضرت شَیخُ الْفَضِیلَت رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کے آستانِ عَرش نِشان پر آیا کہ فُلاں دن فُلاں وقت حضرتِ صدرُ الافاضِل مولانا نعیمُ الدّین صاحِب رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کامُرادآباد میں وِصال ہوگیا ہے۔مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان نے جب وقت مِلایا تووُہی وقت تھا جس وقت سنہری جالیوں کے قریب صدرُالافاضِل علیہ رحمۃ اللّٰہ العادِل نظر آئے تھے،

فوراً سمجھ گئے کہ جیسے ہی اِنْتِقال فرمایا، بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں صلوٰۃ سلام کے لئے حاضِر ہوگئے۔

مدینے کا مُسافِر ہند سے پہنچا مدینے میں
قدم رکھنے کی نَوبَت بھی نہ آئی تھی سفینے میں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰۹﴾اے مدینے کے درد تیری جگہ میرے دل میں ہے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان نے سن ۱۳۹۰ ھ میں حج وزیارت کی سعادت حاصِل کی، اِس ضِمْن میں سفرِ مدینہ کا ایک ایمان افروز واقِعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں پھسل کر گر گیا داہنے ہاتھ کی کلائی کی ہڈّی ٹوٹ گئی، درد زیادہ ہوا تو میں نے اُسے بوسہ دیکر کہا: اے مدینے کے درد تیری جگہ میرے دل میں ہے تُو تو مجھے یار کے دروازے سے ملا ہے۔

ترا درد میرا دَرماں ترا غم مِری خوشی ہے
مجھے درد دینے والے تری بندہ پروری

دَرد تو اُسی وَقْت سے غائب ہوگیا مگر ہاتھ کام نہیں کرتا تھا، 17 دن کے بعد مُسْتَشْفٰی ملک یعنی شاہی اَسپتال میں ایکسرے لیا تو ہڈّی کے دو ٹکڑے آئے جن میں قدرے فاصِلہ ہے مگر ہم نے علاج نہیں کرایا، پھر آہستہ آہستہ ہاتھ کام

بھی کرنے لگا، مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا کے اس اَسپتال کے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل نے کہا کہ یہ خاص کرشمہ ہوا ہے کہ یہ ہاتھ طِبّی لحاظ سے حَرَکت بھی نہیں کر سکتا، وہ ایکسرے میرے پاس ہے، ہڈی اب تک ٹوٹی ہوئی ہے، اس ٹوٹے ہاتھ سے تفسیر لکھ رہا ہوں، میں نے اپنے اس ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا علاج صِرف یہ کیا کہ آستانۂ عالیہ پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور! میرا ہاتھ ٹوٹ گیا ہے، اے **عبدُاللہ بِن عَتِیک** کی ٹوٹی پنڈلی جوڑنے والے! اے **مُعاذ بِن عَفۡرَاء** کا ٹوٹا بازو جوڑ دینے والے میرا ٹوٹا ہاتھ جوڑ دو۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۹ ص۳۸۸)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحۡمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الۡاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

چاند کو توڑنے والے آ جا
ہم بھی ٹوٹی ہوئی تقدیر لئے پھرتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الۡحَبِیۡب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۰﴾ جنّتُ البقیع میں لاشوں کے تبادلے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الۡاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الۡحَنّان فرماتے ہیں: حج میں میرے ساتھ ایک پنجابی بُزُرگ تھے جن کا نام تھا صوفی محمد حسین، وہ مجھ سے فرمانے لگے کہ ایک بار میں شاہ عبدُالحق مہاجر الٰہ آبادی کی خدمت میں حاضِر ہوا اور عَرض کیا کہ حدیث شریف میں تو آتا ہے کہ

''ہمارا مدینہ بھٹّی ہے جیسے کہ بھٹّی لوہے کے مَیل کو نکال دیتی ہے ایسے ہی زمینِ مدینہ نا اَہل کو اپنے سے نکال دیتی ہے۔'' حالانکہ مُرتَد اور منافق بھی مدینۂ پاک میں مر کر یہاں ہی دَفْن ہو جاتے ہیں پھر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ شاہ صاحِب نے مجھے کان پکڑ کر نکلوا دیا! میں حیران تھا کہ مجھے کس قُصُور میں نکالا گیا! رات کو خواب میں دیکھا کہ مدینۂ منورہ کے قبرِستان یعنی جنَّتُ البقیع میں کُھدائی ہو رہی ہے اور اُونٹوں پر باہَر سے لاشیں آ رہی ہیں اور یہاں سے باہر جا رہی ہیں میں ان لوگوں کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ وہ بولے کہ ''جو نا اَہل یہاں دَفْن ہو گئے ہیں اُن کو باہَر پہنچا رہے ہیں اور عُشّاقِ مدینہ کی ان لاشوں کو جو اور جگہ دَفْن ہو گئی ہیں یہاں لا رہے ہیں۔'' اور دوسرے دن پھر شاہ صاحِب کی خدمت میں حاضِر ہوا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: اب سمجھے! حدیث کا مطلب یہ ہے اور کل تم نے اَغْیار (یعنی غیروں) میں اَسرار (یعنی بھید) پوچھے تھے جس کی تمہیں سزا دی گئی تھی۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۱ ص ۷۶۶) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بقیعِ پاک میں عطّار دَفْن ہو جائے
برائے غوث و رضا از پئے ضِیا یاربّ (وسائلِ بخشش ص ۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۱﴾ غزالیِ زماں اور مفتی احمد یار خاں پر سلطانِ دو جہاں صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا احسان

ایک مرتبہ حضرت شیخ علاءُ الدین اَلْبِکْرِی اَلْمَدَنی علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغنی کے والدِ محترم حضرت شیخ علی حُسین مَدَنی علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغنی کے ہاں مدینۂ طَیِّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا میں محفلِ میلاد مُنۡعَقِد ہوئی جو کہ پُرذَوق محفل تھی اور انوارِ نبوی خوب چمکے۔ محفل کے اختِتام پر میرِ محفل نے تَبَرُّکاً جلیبی تقسیم کی اور فرمایا: آج رات میلاد کی جلیبی کھانے والے کو تاجدارِ رسالت، شَہَنۡشاہِ نُبُوَّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِنۡ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ زیارت ہوگی، کل عَلَی الصُّبح بعد نمازِ فجر مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں ہر ایک اپنی کیفیتِ دیدار سنائے۔ حاجی غلام حسین مَدَنی مرحوم کا بیان ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے بھی وہ جلیبی کھائی تھی، مجھے سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیدار نصیب ہوا، میں نے اِس حال میں حُضُورِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی کہ داہنی جانب بغل میں (غزالیِ زماں رازیِ دَوراں) حضرتِ قبلہ سیِّد احمد سعید کاظمی شاہ صاحِب (رَحۡمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ) ہیں اور دوسرے ہاتھ میں (مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الۡاُمَّت حضرت) **مفتی احمد یار خان** (عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الۡحَنَّان) کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ۵۳) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الۡاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

دیدار کی بھیک کب بٹے گی

منگتا ہے امّیدوار آقا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۲﴾ علّامہ کاظِمی صاحب اور خارِ مدینہ

غزالیِ زماں حضرتِ علاّمہ سیِّد احمد سعید کاظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کی پہلی حاضِری کے موقع پر پاؤں میں ایک خار (یعنی کانٹا) چُبھ گیا، جس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی، نکالنے لگا تو اعلٰی حضرت، امامِ اہلسنّت، مُجدّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی خارِ مدینہ سے مَحبَّت یاد آگئی تو میں وَہیں رُک گیا اور پاؤں سے کانٹا نہ نکالا کئی دن کے بعد خود بخود دَرْد رُک گیا۔'' (ایضاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اُن کی حَرَم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے ۔۔۔ آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں (حدائقِ بخشش شریف)

خارِ صَحْرائے نبی! پاؤں سے کیا کام تجھے ۔۔۔ آمِری جان مِرے دل میں ہے رَستہ تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۳﴾ بعدِ وصال اعلٰی حضرت کی دربارِ مصطفٰے میں حاضِری

قُطبِ مدینہ حضرتِ علاّمہ مولانا ضِیاءُالدّین احمد قادِری مَدَنی عَلَیْہِ

رَحمَۃُاللّٰہ الغَنِی (سرکارِاعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی وفات کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: ایک مرتبہ مُواجَہہ شریف میں حاضری دینے کے لیے **مسجدُالنّبوِیّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ''**بابُ السَّلام**'' سے اندر داخِل ہوا تو دیکھا کہ **اعلیٰ حضرت، عظیمُ البَرَکت، عظیمُ الْمَرْتَبت، پروانۂ شَمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحِیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِطریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج اَلحافِظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن مُواجَہہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہیں اور سلام پڑھ رہے ہیں۔ میں قریب گیا تو **اعلیٰ حضرت** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ میری نظروں سے غائب ہوگئے۔ میں مُواجَہہ شریف کی طرف چلا گیا اور صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرکے عَرض کی: ''یا رسولَ **اللّٰہ**! مجھے میرے شیخ (امام احمد رضا خان) کی زیارت سے مَحروم نہ رکھا جائے۔'' **سیِّدی قُطبِ مدینہ** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مُواجَہہ شریف کی پائنتی (پا۔اِن۔تی۔یعنی قدمین شریفین) کی طرف دیکھا تو **اعلیٰ حضرت** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ بیٹھے دکھائی دیئے، میں نے دَوڑ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کی قدم بوسی کی اور زیارت سے فیض یاب ہوا۔ (ایضاً ص ۲۳۸ ملخصاً) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غمِ مصطفٰے جس کے سینے میں ہے

گو کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۴﴾ قُطبِ مدینہ اور غریب زائرِ مدینہ

حضرتِ حکیم محمد موسیٰ اَمر تَسری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی فرماتے ہیں: جن دنوں میں **مدینۂ منوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا میں حاضر تھا، **سیّدی قُطبِ مدینہ** حضرت مولانا ضیاءُ الدین احمد قادری مدنی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہ الغَنِی کی خدمت میں بھی حاضِری ہوتی۔ کھانے کے وَقت ایک مفلوکُ الحال شخص آتا اور کھانا کھا کر چلا جاتا۔ میں نے ایک دن دل میں سوچا کہ یہ شخص خوامخواہ کھانے کے وقت آ جاتا ہے اور حضرت کو تکلیف دیتا ہے! اسی دن جب محفِل برخاست ہوئی **سیّدی قُطبِ مدینہ** رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ حکیم محمد موسیٰ مجھ سے مل کر جانا۔ میں خدمت میں حاضِر ہوا تو فرمایا: حکیم صاحِب! یہ جو غریبُ الحال شخص ہر روز کھانا کھانے کے لیے آتا ہے، یہ پاکستان کے شہر لائل پور (سردار آباد، فیصل آباد) میں ایک مِل میں معمولی ملازِم ہے، اسے ہر سال شہنشاہِ بحر و بر، مدینے کے تاجوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ انور کی زیارت نصیب ہوتی ہے، بڑا خوش بخت ہے اور **مدینۂ منوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا کا زائر ہے میں اِس لیے اِس کو کھانا کھلاتا ہوں۔ (انوارِ قطبِ مدینہ ص ۲۷۷ ملخصاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رحمت**

ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تھکا ماندہ ہے وہ جو پاؤں اپنے توڑ کر بیٹھا
وُہی پہنچا ہوا ٹھہرا جو پہنچا کُوئے جاناں میں (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جنّات کی 7 حکایات

﴿۱۱۵﴾ کعبۂ مُشرَّفہ کا طواف کرنے والی جنّ عورَتیں

مشہور صَحابی حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات چند عورَتوں کو طوافِ کعبہ کرتا دیکھ کر میں وَرطۂ حیرت میں ڈوب گیا! (کیونکہ وہ عام عورَتوں کی طرح نہیں تھیں) جب وہ فارِغ ہوئیں تو باہَر نکل گئیں۔ میں اُن کے تعاقُب میں روانہ ہوا، وہ چلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک ویران جنگل میں داخِل ہوگئیں، وہاں کچھ مُعَمّر (مُ۔عَم۔مَر۔یعنی بڑی عمر کے) افراد بیٹھے تھے، اُنہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابنِ زُبیر! آپ یہاں کیسے آگئے؟'' میں نے جواب دینے کے بجائے اُن سے سُوال کر دیا: ''آپ لوگ کون ہیں؟'' اُنہوں نے کہا: ''**ہم جِنّات ہیں۔**'' میں نے اپنے تعاقُب اور اِس کا سبب

بیان کیا، اُنہوں نے کہا: ''یہ ہماری عورتیں (یعنی جنّیاں) ہیں۔ اے ابنِ زُبیر! آپ کھانے میں کیا پسند فرمائیں گے؟'' میں نے کہا: ''تازہ پکّی **کھجوریں۔**'' حالانکہ اُس وَقت **مکّۂ مکرَّمہ** زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں تازہ کَھجور کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ لیکن وہ میرے پاس پکّی تازہ کَھجوریں لے آئے۔ جب میں کھاچکا تو کہا: ''جو بچ گئی ہیں اُنہیں ساتھ لے جائیے۔'' حضرت سیِّدُنا عبدُاللّٰہ ابنِ زُبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بچی ہوئی کَھجوریں اُٹھائیں اور گھر واپَس آ گیا۔ (لقط المرجان فی احکام الجان ص ۲۴۷) **اللہ** عزوجل **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

غمِ حیات ابھی راحتوں میں ڈھل جائیں
تِری عطا کا اشارہ جو ہو گیا یاربّ (وسائلِ بخشش ص۹۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۶﴾ چمکیلا سانپ

حضرتِ سیِّدُنا عَطا بن اَبی رَباح رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ **فرماتے** ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن عمر و رضی اللہ تعالٰی عنہما مسجدِ حرام میں موجود تھے کہ ایک سفید اور سیاہ رنگ کا **چمکیلا سانپ** آیا، اس نے بیتُ اللّٰہ شریف کا طواف کیا پھر وہ ''مقامِ ابراہیم'' کے پاس آیا اور گویا نَماز ادا کر رہا تھا تو حضرتِ سیِّدُنا

عبدُاللہ بن عَمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُس کے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: "اے سانپ! شاید تم نے عُمرے کے ارکان پورے کرلئے ہیں اور اب میں تمہارے بارے میں یہاں کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں (یعنی کہیں وہ تمہیں اصلی سانپ سمجھ کر مار نہ ڈالیں لہٰذا تم یہاں سے جلدی چلے جاؤ)۔" چُنانچِہ وہ گھوما اور آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۱) **اللہ** عزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کردے حج کا شَرَف عطا یاربّ سبز گنبد بھی دے دِکھا یاربّ

یہ تِری ہی تو ہے عنایت کہ مجھ کو مکّے بُلا لیا یاربّ (وسائلِ بخشش ص ۸۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۷﴾ سانپ نُما جِنّ نے حَجَرِ اَسْوَد چُوما

حضرتِ سیِّدُنا ابو زُبیر رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن صَفوان عَلَیہِ رَحمَۃُ الْمَنّان بیتُ اللہ شریف کے قریب بیٹھے تھے کہ "عراقی دروازے" سے اچانک ایک سانپ داخِل ہوا اور خانۂ کعبہ کا طواف کیا پھر حَجَرِ اَسود کے پاس آیا اور اُسے چُوما۔ حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن صَفوان عَلَیہِ رَحمَۃُ الْمَنّان نے اُس سے فرمایا: "اے جِنّ! اب آپ نے اپنا عمرہ ادا کرلیا ہے، ہمارے بچّے خوفزدہ ہیں لہٰذا آپ واپَس چلے جایئے۔" چُنانچِہ وہ جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف سے واپَس چلا گیا۔ (ایضاً ص ۱۰۰) **اللہ** عزَّوَجَلَّ **کی**

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔

شَرَف دے حج کا مجھے بہرِ مصطفٰے یاربّ

روانہ سُوئے مدینہ ہو قافِلہ یاربّ (وسائلِ بخشش ص ۹۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۸﴾ پانی کی طرف رھنمائی کرنے والا جنّ

حضرتِ سیِّدُ نا عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَورِ خلافت میں عاشقانِ رسول کا ایک قافِلہ حج کے ارادے سے نکلا، انہیں راستے میں پیاس لگی، ایک کنواں نظر آیا مگر اس کا پانی کھارا تھا۔لہٰذا وہ آگے بڑھ گئے، حتّٰی کہ شام ہوگئی لیکن پانی نہ ملا۔قافِلہ رات بھر چلتا رہا یہاں تک کہ ایک کھجور کے دَرَخْت کے پاس پہنچا، یکا یک ایک **سیاہ فام موٹا آدمی** نُمودار ہوا، اُس نے کہا: اے قافِلے والو! میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے سنا ہے: ''جو شخص اللہ تَعَالٰی اور قِیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں کیلئے وُہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لیے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔'' تم لوگ یہاں سے آگے بڑھو، ایک ٹیلا آئے گا پھر اپنی دائیں جانب مُڑ جانا وہاں تمہیں پانی مل جائے گا۔ان میں سے کسی نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرے خیال میں یہ شیطان ہے، دوسرے شخص نے تردید کرتے ہوئے کہا: ''شیطان اِس قسم کی باتیں نہیں کرتا، یہ کوئی **مسلمان جنّ** ہے۔'' بہر حال وہ لوگ چل پڑے اور اُس

جنّ کی نشاندہی کے مطابق پانی تک پہنچ گئے۔ (ایضاً ص ۱۰۹ مُلَخَّصاً)

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دیدیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱۹﴾ غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے قافلۂ حج کا پُراَسرار جوان

شَہَنْشاہِ بغداد، حُضور غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الرَّزَّاق ایک بار اپنے مُرِیدین کا قافِلہ لئے حج کے لئے روانہ ہوئے، جب یہ قافِلہ کسی منزِل پر اُترتا تو سفید کپڑے میں مَلبوس ایک **پُراَسرار جوان** کہیں سے آجاتا، وہ اُن کے ساتھ کھاتا پیتا نہیں تھا۔ حُضور غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الاکرم نے اپنے مُریدوں کو وصیّت (یعنی تاکید) فرمائی تھی کہ وہ اِس ''جوان'' سے بات چیت نہ کریں۔ **قافِلہ مکّۂ مکرّمہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً میں داخِل ہوا اور ایک گھر میں قِیام پذیر ہوگیا۔ جب یہ حُجّاجِ کرام گھر سے نکلتے تو وہ **پُراَسرار جوان** گھر کے اندر داخِل ہوجاتا اور جب یہ داخِل ہوتے تو وہ باہَر نکل جاتا۔ ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے لیکن قافِلے کے ایک حاجی صاحِب بیتُ الْخَلاء (wash room) میں رہ گئے، اِسی دَوران وہ **پُراسرار جوان** گھر میں داخل ہوا تو اُسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اُس نے تَھیلی کھولی اور ایک گَدَّر (یعنی اَدھ پکّی کھجور) نکال کر کھانے لگا۔ جب وہ حاجی صاحِب بیتُ الْخَلاء سے نکلے اور اُن کی نظر اُس **پُراَسرار جوان** پر پڑی تو

وہ وہاں سے چلا گیا۔اس کے بعد پھر کبھی قافلے والوں کے پاس نہیں آیا۔ جب اُن حاجی صاحِب نے سرکارِ غوثِ پاک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق کو اِس حیرت انگیز بات کی خبر دی تو فرمایا: **یہ پُر اَسرار جوان اُن جِنّوں میں سے ہے جنہوں نے** رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **سے قرآنِ مجید سنا ہے**۔ (لقط المرجان ص ۲۳۹) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جِنّ و انسان و مَلک کو ہے بھروسا تیرا
سَرورا مَرجِعِ کُل ہے درِ والا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۰﴾ باغ کے جنّات

حضرتِ سیِّدُنا ابو اسحٰق ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ہمارا قافِلہ سُوئے حرم رواں دَواں تھا، کسی سبب سے میں قافِلے سے الگ ہو گیا اور مسلسل تین شَبانہ روز چلتا رہا، اس دَوران مجھے نہ بھوک لگی نہ پیاس، نہ ہی کوئی حاجت پیش آئی۔ آخر کار میں **ایک ہَرے بھرے لہلاتے گلشن میں جا نِکلا، وہاں خوب پھلدار دَرَخت تھے، ہر طرف خوشبودار پھول کِھلے تھے اور بیچ میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا**۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ تو گویا جنّت ہے۔ اچانک خوش پوش باعمامہ افراد کا ایک گروہ آ گیا، انہوں نے مجھے سلام کیا،

میں نے جواب دیا، میرے دل میں خیال گزرا ہو نہ ہو یہ **جنّات** ہیں کہ یہ سرزمین ہی عجیب وغریب ہے۔ اِتنے میں ان میں سے ایک شخص بولا: ''ہم قومِ جنّات میں سے ہیں، ہمارا ایک مسئلے میں باہَم اختِلاف ہوگیا ہے۔ ہم نے **لَیلۃُ الجنّ** میں **اللہ** **تبارَکَ وَتعالیٰ** کا مقدّس کلام بَزَبانِ شاہِ خیرالانام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سننے کا شَرَف حاصِل کیا ہے اور اُسی پاک کلام کی وجہ سے تمام دُنیوی کام ہم سے لے لئے گئے اور **اللہ** تَعالٰی کی مَشِیَّت (مرضی) سے اِس جنگل میں یہ تالاب ہمارا مقام بنا دیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ میں نے اپنا **حج کا قافِلہ** جہاں چھوڑا ہے، وہ جگہ یہاں سے کتنی دُور ہے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہنے لگا: ''اے ابواِسحٰق! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی کیلئے اَسرار و عجائبات ہیں، جہاں اِس وَقت آپ ہیں، ایک **جوان** کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ بھی یہیں وفات پاگیا۔'' یہ کہہ کر اُس نے ایک طرف اشارہ کرکے بتایا: ''وہ رہا اِس کا مزار۔'' وہ مزار تالاب کے کَنارے تھا اور اُس کے اِرد گرد ایسے خوش نُما و خوشبودار پھول کِھلے ہوئے تھے جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ بات جاری رکھتے ہوئے اُس **جنّ** نے کہا: ''آپ کے اور قافِلے کے درمیان اِتنے اِتنے مہینے کی مَسافَت (یعنی فاصِلہ) ہے۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابواسحٰق ابراھیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ان **جنّات** سے کہا: ''مجھے اُس **مرحوم جوان** کے بارے میں کچھ بتائیے۔'' تو ایک نے کہا: ''ہم یہاں تالاب کے کَنارے بیٹھے ہوئے

''**مَحَبَّت**'' کا تذکرہ کررہے تھے، ہماری گفتگو جاری تھی کہ اچانک **ایک جوان** ہمارے پاس آیا اور اُس نے سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا اور اس سے دریافت کیا: ''اے جوان! تم کہاں سے آئے ہو؟'' بولا: **نیشاپور** کے ایک شہر سے۔'' ہم نے پوچھا: ''تم وہاں سے کب نکلے تھے؟'' اُس نے جواب دیا: ''سات دن قَبل۔ ہم نے پوچھا: ''اپنے وطن سے نکلنے کی وجہ؟'' کہا: ''**اللہ** تَعَالٰی کا یہ فرمان:

وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی طرف رُجوع لاؤ اور اُس کے حُضُور گردن رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو۔

(پ ۲۴، الزمر: ۵۴)

ہم نے اُس سے کچھ اور بھی سُوالات کئے جن کے جوابات دیتے دیتے اُس نے یکا یک ایک زوردار چیخ ماری اور اُس کی روح قَفَسِ عُنْصُری سے پرواز کرگئی۔ ہم نے اُسے یہاں دَفن کردیا اور یہ اس کا مزار ہے (**اللہ** اُس سے راضی ہو)۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: میں **مرحوم جوان** کے اَوصاف سُن کر بَہُت مُتَأَثِّر (مُ۔تَ۔اَث۔ثِر) ہوا اور عقیدت سے میں مزار شریف کے قریب گیا تو اُس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بَہُت بڑا گُلدَستہ رکھا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی تھی ھٰذَا قَبْرُ حَبِیْبِ اللّٰہِ قَتِیْلِ

اَلْغَیْـرَۃِ یعنی یہ **اللہ** تَعَالٰی کے دوست کی قبر ہے اسے ''غیرت'' نے قتل کیا ہے۔اور ایک وَرَق پر''اَلْاِنَـابَۃ'' کا معنیٰ لکھا تھا۔پھر **جِنّات** نے مجھ سے اُس آیت کی تفسیر پوچھی تو میں نے بیان کردی۔وہ بَہُت خوش ہوئے اوران کا آپَسی اختِلاف واِضطِراب جاتا رہا اور کہنے لگے: ہمیں ہمارے مسئلے کا کافی وشافی جواب مل گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: پھر مجھے نیند آ گئی ، جب بیدار ہوا تو (مکّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا) میں تَنعیم کے مقام پر حضرتِ سیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی مسجد کے پاس اپنے آپ کو پایا اور میرے پاس ایک''پھولوں کا گُلدستہ''موجود تھا جو سال بھر تر وتازہ رہا پھر کچھ عرصے بعد وہ خود بخود غائب ہوگیا۔ (لقط المرجان ص ۲٤۰ مُلَخّصاً) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تَمنّا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قَفَس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مُقَیَّد کا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۱﴾ عجیب وغریب چھوٹا سا پرندہ

حضرتِ سیِّدُنا وَہْب اور حضرتِ سیِّدُنا حَسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہما کی ہر سال حج کے موسِمِ بہار میں مسجدِ خَیْف شریف کے اندر ملاقات ہوا کرتی تھی۔

ایک شب جب کہ بِھیڑ چَھٹ چکی تھی اوراکثر حُجّاجِ کرام سوچکے تھے، البتّہ بعض حُجّاجِ کرام ان دونوں حضرات کے ساتھ دینی گفتگو کررہے تھے، یکایک ایک **عجیب وغریب چھوٹا سا پرندہ** آیا اور حضرتِ سیِّدُنا وَہْب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کی ایک جانب حَلقے میں بیٹھ گیا اور سلام کیا ،حضرتِ سیِّدُنا وَہْب رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے اُس کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے جواب دیا: میں ایک **مسلمان جِنّ** ہوں۔ پوچھا: کہئے کیسے آنا ہوا؟ بولا: ''کیا آپ یہ پسند نہیں فرماتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور عِلم حاصِل کریں!'' ہمارے اندر آپ سے روایات بیان کرنے والے بَہُت سے **جِنّات** ہیں، ہم آپ حضرات کے ساتھ بَہُت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں مَثَلاً نَماز، جِہاد، بیماروں کی عِیادت، نَمازِ جنازہ اور **حج** وعمرہ وغیرہا نیز آپ سے **علم** حاصل کرتے اور قرانِ کریم کی تلاوت سنتے ہیں۔ (کتاب الھواتف لابن ابی الدنیا ج ۲ ص ۵۲۶ رقم ۱۷۷) **اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔** اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عالَمِ وَجْد میں رَقْصاں مِرا پَر پَر ہوتا
کاش! میں گُنْبدِ خضرا کا کبوتر ہوتا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حیوانات کی 9 حکایات

﴿۱۲۲﴾ دَرِندہ بھی تابِع ہوگیا

حضرتِ سیِّدُ نا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی اور حضرت سیِّدُ ناشَیُبان راعِی رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ دونوں حج کے ارادے سے نکلے تو ان کے سامنے ایک دَرِندہ آ گیا۔ حضرتِ سیِّدُ ناسُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے حضرتِ سیِّدُ ناشَیُبان راعِی رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''کیا آپ اِس دَرِندے کو نہیں دیکھ رہے؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''ڈریئے مت۔'' پھر حضرت سیِّدُ ناشَیُبان راعِی رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے اُس کا کان پکڑ کر دبایا تو وہ دُم ہلانے لگا، آپ رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے اُس کی دُم پکڑ لی، اس پر حضرت سیِّدُ ناسُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے فرمایا: کیا یہ ''شُہرت'' نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''اگر مجھے شُہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں اپنا زادِراہ اِس کی پیٹھ پر لاد کر مکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا لے جاتا۔'' (الروض الفائق ص ۱۰۳) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شیر کا خطرہ کیا شیر خود کانپ اُٹھا!
سامنے جب نبی کا غلام آگیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

''کیا یہ شہرت نہیں''؟ کی وضاحت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! دَرِندے بھی **اللہ** والوں کے تابِع ہو جاتے ہیں۔ اِس حکایت میں مشہور تابِعی بُزُرگ زبردست عالِم و مُحَدِّث سیِّدُ نا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کا سوال کرنا لوگوں کو حضرت سیِّدُ نا شَیْبان راعِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کے بارے میں حبِّ جاہ کے تعلّق سے بدگمانی سے بچانے کیلئے تھا اور اِس سوال کا انہوں نے بھی کیا خوب جواب ارشاد فرمایا۔ بَہر حال یہ بڑوں کی باتیں ہیں یہ حضرات اِخلاص کے پیکر ہُوا کرتے تھے اور ایک دوسرے کی باطِنی اصلاح کا خیال رکھا کرتے تھے۔

﴿۱۲۳﴾ شیر نے راستہ بتایا

حضرتِ سیِّدُ نا سفینہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ رُوم کی سرزمین میں جِہاد کے دَوران اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے اور لشکر کی تلاش میں دوڑتے ہوئے چلے جارہے تھے کہ اچانک جنگل سے ایک شیر نکل کران کے سامنے آگیا، آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے بُلند آواز سے فرمایا: **یَا اَبَا الْحَارِثِ ! اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ**'': اے ابوالحارث ! (یہ شیر کی کنیت ہے) میں **رسولُ اللہ** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا غلام ہوں اور میرا مُعامَلہ یہ ہے کہ میں لشکرِ اسلام سے الگ پڑ گیا ہوں اور لشکر کی تلاش میں ہوں۔ یہ سن کر شیر دُم ہلاتا ہوا ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہوگیا اور برابر ان کو اپنے ساتھ میں لئے ہوئے چلتا رہا یہاں تک کہ یہ لشکرِ اسلام میں پہنچ گئے تو شیر واپس چلا گیا۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۰۰ حدیث ۵۹۴۹)

شیر کا خطرہ کیا! وہ بگاڑے گا کیا!
سامنے جب نبی کا غلام آ گیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

﴿۱۲۴﴾ قراٰن کریم کی تعظیم کرنے والے بندر کی حکایت

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت**'' 477 تا 478 پر میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کا ارشاد ہے: ایک مرتبہ ننّھے میاں (یعنی سرکار اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ کے سب سے چھوٹے بھائی علّامہ محمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) اپنی چھت پر **قراٰنِ عظیم** پڑھ رہے تھے، سامنے دیوار پر ایک **بندر** بیٹھا تھا، یہ کسی کام کو اٹھ کر گئے، بندر دوڑتا ہوا سامنے دیوار پر گزرا اور اُس پار جانا چاہتا تھا جیسے ہی قراٰنِ عظیم کے مُحاذات پر (یعنی سامنے) آیا، قراٰنِ عظیم کو سجدہ کیا اور اپنی راہ چلا گیا۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارَکَ اللّٰہ مَرجعِ عالَم یہی سرکار ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

﴿۱۲۵﴾ بارگاہِ رسالت میں اِستِغاثہ

ایک پاکستانی حاجی صاحِب مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں حاضِر ہوئے جس مکان میں مُقیم ہوئے وہاں ایک **بلّی** رہتی تھی جو روزانہ اُن کے

قریب آتی اور وہ اُس سے پیار کرتے، حاجی صاحِب کے مَن میں **مدینے کی بلّی** خوب سما گئی تھی اور انہوں نے اُسے پاکستان لے جانے کی نیّت کرلی تھی۔ بتمام حفاظت لے جانے کیلئے انہوں نے ایک پنجرے کی بھی ترکیب بنالی تھی، جب ہجرِ مدینہ کی جاں سوز گھڑیاں قریب آئیں، اور مدینے کی آخری رات آ گئی تو حاجی صاحِب نے بارگاہِ رسالت میں الوَداعی سلام پیش کیا اور گھر آ کر لیٹ گئے۔ خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کرم فرمایا، لبہائے مبارکہ کو جُنبِش ہوئی، رَحْمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''آپ خیریت سے رخصت ہوں گے مگر میری **بلّی** کو ساتھ نہ لے جانا یہ کئی دن سے روزانہ میرے دربار میں حاضِر ہو کر عَرْض کرتی ہے: مجھے بچا لیجئے! مدینہ چھوٹ رہا ہے۔'' (مدینۃ الرسول ص۴۱۹ ملخصاً)

سببِ وُفُورِ رَحمت مِری بے زَبانیاں ہیں
نہ فُغاں کے ڈھنگ جانوں نہ مجھے پکار آئے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۶﴾ ہرنی کی پکار بحضورِ شہنشاہِ ابرار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اُمُّ الْمؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ **سرکارِ** والا تَبار، بے کسوں کے مددگار، شَفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم صَحراء میں تھے۔ اچانک کسی نے پکارا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے

مُتَوجِّہ ہوکر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر دوسری طرف مُتَوجِّہ ہوکر دیکھا تو بندھی ہوئی ایک **ہرنی** نظر آئی اُس نے عَرض کی: اُدْنُ مِنِّیْ یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! یعنی یارسولَ اللّٰہ! میرے قریب تشریف لائیے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **قریب تشریف** لا کر فرمایا: مَاحَاجَتُکِ؟ یعنی تیری کیا حاجت ہے؟ **ہرنی** بولی: اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں، آپ مجھے کھول دیجئے، میں ان دونوں کو دودھ پلا کر آپ کی خدمت میں حاضِر ہوجاؤں گی۔ فرمایا: کیا تُو ایسا کرے گی؟ **ہرنی** نے عرض کی: اگر میں ایسا نہ کروں تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے **عِشار** کا عذاب دے۔ (عِشار ایسی حامِلہ اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دس ماہ گزر جانے کے بعد بھی بچّہ باہَر نہ آئے، اور اس بے چاری پر بوجھ لادا جائے جس کے سبب وہ تکلیف سے خوب بلبلائے، چیخے چلّائے) تو خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے کھول دیا اور اس نے جا کر اپنے بچّوں کو دودھ پلایا اور اِس کے بعد وہ آ گئی اور آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے باندھ دیا۔ اتنے میں اعرابی بیدار ہوگیا اور اس نے دیکھ کر عَرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ! آپ کو کوئی کام ہے؟ فرمایا: ہاں اِس **ہرنی** کو چھوڑ دے۔ اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ وہ چوکڑیاں بھرتی ہوئی جارہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ (میں گواہی دیتی ہوں کہ **اللّٰہ** کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ **اللّٰہ** کے رسول ہیں)۔

(المعجم الکبیر ج۲۳ ص۳۳۱ حدیث ۷۶۳، الخصائص الکبریٰ ج۲ ص۱۰۱)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اِسی در پر شُترانِ ناشاد گلۂ رنج و عَنا کرتے ہیں (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۷﴾ اُونٹ نے طوافِ کعبہ کیا اور پھر....

سن 815ھ کا واقِعہ ہے، ایک اونٹ اپنے مالِک سے خود کو چُھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا، یہاں تک کہ **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا پہنچا اور سیدھا مسجدُ الحرام میں داخِل ہوگیا، لوگ پکڑنے دوڑے مگر کسی کے ہاتھ میں نہ آیا، اُس نے **کعبۂ مُشَرَّفَہ** کے گرد سات چکّر لگائے پھر **حَجَرِ اَسوَد** پر اپنے ہونٹ رکھ دیئے، اِس کے بعد **میزابِ رَحْمت** کے سامنے کھڑا ہو گیا، اُس کی آنکھوں سے ٹَپ ٹَپ آنسو گر رہے تھے، اِسی طرح روتے روتے وہ زمین پر آ رہا اور اُس کا دَم نکل گیا۔ لوگوں نے اُسے بَصَد اِحترام اُٹھایا اور **صَفا و مَروہ** کے درمیان دفنا دیا۔ (کتاب الحج ص ٤١١ ملخصاً) (اُس دور میں آج کل کی طرح کا مُعامَلہ نہ تھا وہاں تدفین ممکن تھی چُنانچِہ شاہ عبدالعزیز مُحَدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے **بُستانُ الْمُحدِّثین** صفحہ 298 پر لکھا ہے: مشہور محدِّث حضرت سیِّدُنا امام نَسائی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی صفا و مَروہ کے درمیان مدفون ہیں) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔** **اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین** صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تصدُّق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانۂ کعبہ عجب دلچسپ منظر ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۸﴾ اُونٹوں نے آقا کو سجدہ کیا

غیلان بن سلمہ ثَقَفی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں محبوبِ ربِّ اکبر، مکّے مدینے کے تاجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھے، ہم نے ایک عجیب بات دیکھی (اور وہ یہ کہ) ہم ایک منزِل میں اُترے، وہاں ایک شخص نے حاضِر ہوکر عَرض کی: **یانَبِیَّ اللّٰہ**! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عِیال کی وُہی وجہِ معاش (یعنی گزر بسر کا ذَرِیعہ) ہے اس میں میرے دو شُتُر (یعنی دواُونٹ) آبکَش (کنویں سے پانی کھینچنے والے) تھے، دونوں مَست ہوگئے نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں، کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے۔ حُضُورِ انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مَع صَحابہ کرام (عَلَیہِمُ الرِّضْوَان) اُٹھ کر اُس کے باغ کو گئے۔ فرمایا: کھول دے، عَرض کی: **یا نبیَّ اللّٰہ**! ان کا مُعامَلہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا: کھول، دروازے کو جُنْبِش (یعنی حَرَکت) ہونی تھی کہ دونوں (اُونٹ) شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کُھلا اور اُنہوں نے جب **حُضُورِ اقدس** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا **فوراً سجدے میں گر پڑے**! حُضُور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن کے سر پکڑ کر مالِک کے سپُرد کر دیئے اور فرمایا: ''اِن سے کام لے اور چارا بخوبی دے۔'' حاضِرین نے عَرض کی: **یا نبیَّ اللّٰہ**! چوپائے حُضُور کو سجدہ کرتے ہیں تو حُضُور کے سبب ہم پر **اللّٰہ** کی نعمت تو بہتر ہے، **اللّٰہ** نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حُضُور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و

آخرت کے مُہلِکوں (یعنی ہلاک کرنے والی چیزوں) سے نَجات دی کیا حُضُور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حُضُور کو "سَجدہ" کریں، **نبی** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: سَجدہ میرے لئے نہیں، وہ تو اُسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا، اُمّت میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۲۸)

مَلک وجِن و بَشَر پڑھتے ہیں کلمہ اُن کا جانور سنگ وشَجَر کرتے ہیں چرچا اُن کا (قبالۂ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۲۹﴾ غمِ مصطفٰے میں جان دینے والے دو بے زبان

سلطانِ دو جہان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وِصالِ ظاہری کے سبب اِنس وجان کے ساتھ ساتھ بے زَبان حیوان بھی صدمے سے دو چار ہوئے (۱) **ایک دراز گوش** (یعنی گدھا) جس پر جنابِ محبوبِ باری صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکثر سُواری فرمایا کرتے تھے، فَرطِ غم سے بے تاب ہو کر اُس نے ایک کُنوئیں میں چھلانگ لگا کر جان دے دی (۲) سَروَرِ انبیاء صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خاص **اُونٹنی** بھی دیدارِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بِغیر بے قرار رہنے لگی، کھانا پینا چھوڑ دیا اور اِس طرح اُس نے بھی بھوک پیاس سے جان دے دی۔ (مدارِجُ النّبوت حصّہ ۲ ص ۴۴۴)

اُن کے در پر موت آجائے تو جی جاؤں حَسَنؔ
ان کے در سے دُور رہ کر زندگی اچھی نہیں (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۳۰﴾ حرم شریف کے کبوتروں کی آستانۂ محبوب سے مَحبّت

قُطبِ مدینہ سیِّدی و مُرشِدی حضرتِ علّامہ مولانا ضِیاءالدّین احمد مَدَنی علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغنی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ انتظامیہ نے مسجدِ نبوی شریف کے حَرَم اَنور کو صاف سُتھرا رکھنے کے لیے فیصلہ کیا کہ حرم شریف میں **کبوتروں** کے لیے دانہ نہ ڈالا جائے، اِس طرح کبوتر دانے کی تلاش کے لیے دوسری جگہوں میں **منتقل** ہوجائیں گے۔ اِس حُکم پر عمل کیا گیا اور کئی دن تک دانہ نہ ڈالا گیا **مگر کبوتروں کی** گنبدِ خضراء سے **مَحَبَّت کا یہ عالَم تھا کہ بھوک سے مر رہے تھے مگر آستانۂ مَحبوب** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **چھوڑنے کے لیے تیّار نہیں تھے۔** اہلِ مدینہ نے اپنی آنکھوں سے یہ عشق ومَحَبَّت بھرا منظر دیکھا، پھر دُنیا میں یہ بات شُہرت پکڑ گئی تو لوگوں نے حکومت کو تار دیئے اور اِصرار کیا، تب حکومت نے پھر حسبِ سابِق **کبوتروں** کو دانہ ڈالنا شُروع کیا۔ (انوارِقطبِ مدینہ ص ٥٤ ملخصا) **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔**

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

وہ مدینے کے پیارے کبوتر، جب نظر آئیں تجھ کو بِرادر
ان کو تھوڑے سے دانے کِھلا کر، تُو سلام میرا رورو کے کہنا (وسائلِ بخشش ص ۵۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مکّے کی زیارتیں

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصافَحہ کریں اور نبی (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پر دُرُودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گُناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مُسنَدُ اَبِیْ یَعْلٰی ج۳ ص ۹۵ حدیث ۲۹۵۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مَکَّۃُ الْمُکَرَّمہ کے فضائل

اَلحمدُ للہ مَکَّۃُ المکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا نہایت بابَرَکت اور صاحِبِ عَظَمت شہر ہے، ہر مسلمان اس کی حاضِری کی تمنّا وحسرت رکھتا ہے اور اگر ثواب کی نیّت ہو تو یقیناً دیدارِ **مَکَّۃُ المکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی

آرزو بھی عبادت ہے۔ **مَکَّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیمًا کی زیارتوں کے باقاعدہ بیان سے قبل **اللہ** جلَّ جلالُہٗ کے اس پیارے شہر کے فضائل مُلاحظہ فرما لیجئے تاکہ دل میں اس کی مزید عقیدت جاگزیں ہو۔ ؎

وہاں پیارا کعبہ یہاں سبز گُنبد
وہ مکّہ بھی میٹھا تو پیارا مدینہ (وسائلِ بخشش ص ۳۲۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قرانِ کریم میں مُتَعَدِّد مقامات پر **مَکَّۃُ المکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیمًا کا بیان کیا گیا ہے چُنانچہ پارہ اوّل **سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ** آیت نمبر 126 میں ہے:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا

ترجَمۂ کنزالایمان: اور جب عرض کی ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلام) نے کہ اے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) میرے اِس شہر کو امان والا کردے۔

(پ ۱، البقرۃ: ۱۲۶)

پارہ 30 **سُوْرَۃُ الْبَلَد** کی پہلی آیت میں ہے:

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: مجھے اس شہر کی قسم

(پ ۳۰، البلد: ۱)

(یعنی مکّہ مکرّمہ کی) (خزائن العرفان ص ۱۱۰۴)

مَکّۃُ المکرَّمہ کے دس حروف کی نسبت سے مکے کے دس نام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مَکّۃُ المکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے بہت سے نام کتابوں میں درج ہیں ان میں سے 10 یہ ہیں: ﴿۱﴾ اَلْبَلَد ﴿۲﴾ اَلْبَلَدُ الْاَمین ﴿۳﴾ اَلْبَلْدَہ ﴿٤﴾ اَلْقَرْیَہ ﴿۵﴾ اَلْقَادِسِیَّہ ﴿٦﴾ اَلْبَیْتُ الْعَتِیق ﴿۷﴾ مَعَاد ﴿۸﴾ بَکَّہ ﴿۹﴾ اَلرَّاْسُ ﴿۱۰﴾ اُمُّ الْقُریٰ

(العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ج ۱ ص ۲۰٤)

رَمضانِ مَکّۃُ المکرَّمہ

حُضُورِ اکرم، نورِ مجسَّم، شَہَنْشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''رَمَضَانُ بِمَکَّۃَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ رَمَضَانَ بِغَیْرِ مَکَّۃَ یعنی مکّے میں رَمضان گزارنا غیرِ مکہ میں ہزار رَمضان گزارنے سے افضل ہے۔''

(جمع الجوامع ج ٤ ص ۳۷۲ حدیث ۱۲۵۸۹)

حضرتِ علامہ عبدُ الرَّءُوف مَناوِی علیہ رحمۃُ اللہِ الھادِی اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: مَکّۃُ المکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً میں رہ کر رَمضانُ المبارَک کے مہینے کے روزے رکھنا غیرِ مکّہ کے ہزار رَمضانُ المبارَک کے روزوں سے افضل ہے کیونکہ اللہ عزَّوجلَّ نے اِس مکّے کو اپنے گھر

کے لئے منتخب فرمایا، اپنے بندوں کے لئے اِس میں **حج** کے مقامات بنائے، اس کو اَمن والاحرم بنایا اور اس کو بہت سی خُصوصیات سے نوازا۔

(فیض القدیر ج ٤ ص ٥١ تحت الحدیث ٤٤٧٨)

پاک گھر کے طواف والوں پر
بارِش **اللہ** کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص ١٢٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مَکَّۃُ المُکَرَّمہ نبیِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو محبوب ہے

حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن عَدِی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مَروی ہے کہ میں نے حُضورِ تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مَقام حَزْوَرہ کے پاس اپنی اونٹنی پر بیٹھے فرمارہے تھے: **اللہ** کی قسم! تُو **اللہ** کی ساری زمین میں بہترین زمین ہے اور **اللہ** کی تمام زمین میں مجھے زیادہ پیاری ہے۔ خدا عزوجل کی قسم! اگر مجھے اس جگہ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ (ابن ماجہ ج ٣ ص ٥١٨ حدیث ٣١٠٨)

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اس حدیثِ پاک کے تحت ''نُزہۃ القاری'' میں لکھتے ہیں کہ یہ ارشاد ہجرت کے وقت کا ہے، اس وقت تک مدینۂ طیبہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مُشرَّف نہیں ہوا تھا، اس وقت تک مکّہ پوری سر زمین سے افضل تھا مگر جب حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مدینۂ طَیِّبہ تشریف لائے تو یہ شرف اسے حاصل ہوگیا۔ (نزہۃ القاری ج۲ص۱۱۷)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان "مِراۃُ المَناجیح" میں لکھتے ہیں: جَمہور عُلَماء (یعنی اکثر علماء) کے نزدیک مکۂ معظّمہ شہرِ مدینۂ منورہ سے افضل اور **حُضُور** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو زیادہ پیارا ہے، ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ **امامِ مالک** (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الخَالِق) کے ہاں مدینۂ منوّرہ مکۂ مکرَّمہ سے افضل ہے۔ وہ اس حدیث کے متعلِّق فرماتے ہیں کہ اس میں پہلی حالت کا ذِکر ہے، پھر **حُضُور** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو **مدینۂ منوَّرہ** زیادہ پیارا ہوگیا۔ فتویٰ یہی ہے کہ مکّۂ معظّمہ مدینۂ منورہ سے افضل ہے مگر عُشّاق کی نگاہ میں مدینۂ منوّرہ افضل کیونکہ وہ محبوب کی آرام گاہ ہے۔ (مراۃ المناجیح ج ٤، ص ۲۰٤)

مکّے سے اِس لئے بھی افضل ہوا مدینہ
حصّے میں اِس کے آیا میٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مکۃ المکرمہ افضل ہے یا مدینۃ المنورہ!

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفْحات پر مشتمل کتاب "ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" ص236 پر ہے: **عرض:** حُضُور! مدینۂ طَیِّبہ میں ایک نَماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکّۂ معظّمہ میں

ایک لاکھ کا، اِس سے مکۂ معظّمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے؟ **ارشاد :** جَمہُور حَنَفِیہ (یعنی اکثر حنفی علماء) کا یہ ہی مسلک ہے اور **امام مالِک** رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ کے نزدیک **مدینہ افضل** اور یہی مذہب امیرُ المؤمنین **فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ **ایک صَحابی** (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا: مکّہ معظّمہ افضل ہے۔ (سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ مکّہ مدینہ سے افضل ہے! اُنہوں نے کہا: وَاللّٰہ! بَیتُ اللّٰہ وحَرَمُ اللّٰہ۔ فرمایا: میں بیتُ اللّٰہ اور حَرَمُ اللّٰہ میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکہ، مدینے سے افضل ہے؟ اُنہوں نے کہا: بخدا خانۂ خدا وحرمِ خدا۔ فرمایا: میں خانۂ خدا وحرمِ خدا میں کچھ نہیں کہتا، کیا تم کہتے ہو کہ مکّہ مدینے سے افضل ہے؟ (الموطّا ج۲ ص۳۹۶ حدیث۱۷۰۰) وہ (صحابی) وُہی کہتے رہے اور امیرُ المؤمنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہی فرماتے رہے اور یہی میرا (یعنی اعلیٰ حضرت کا) مسلک ہے۔ صحیح حدیث میں ہے، **نبی** صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: **اَلْمَدِیْنَۃُ خَیرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ** مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ (بخاری ج۱ ص ۶۱۸ حدیث ۱۸۷۵) دوسری حدیث نَصِّ صریح ہے کہ فرمایا: **اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ مِّنْ مَّکَّۃَ**. یعنی: مدینہ مکّے سے افضل ہے۔

(مُعْجَم کبیر ج ٤ ص ٢٨٨ حدیث ٤٤٥٠)

ثواب میں فرق کیوں؟

اور تفاوُتِ ثواب (یعنی ثواب میں فرق) کا جواب باصَواب (یعنی دُرُست جواب) **شیخ محقق عبدالحق** دِہلوی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ ''مکّے میں

کمیت (کَ ۔مِّیْ ۔یَت ۔یعنی مِقدار) زیادہ ہے اور **مدینے** میں کیفیت ۔"
("جذب القلوب"،ص ۱۸) یعنی وہاں "مِقدار" زیادہ ہے اور یہاں "قدْر" اَفزُوں (یعنی مالیت زیادہ)۔ جیسے یوں سمجھیں کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں؟ گنتی میں وہ (یعنی لاکھ روپے) دُونے (ڈبل) ہیں اور مالیّت میں یہ (یعنی پچاس ہزار اشرفیاں) دس گُنی ۔**مکۂ معظّمہ** میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں (یعنی مکّہ شریف میں) گناہ کے اِرادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے اِرادے پر ثواب ۔مدینۂ طیّبہ میں نیکی کے اِرادے پر ثواب اور گناہ کے اِرادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں ۔عَجَب نہیں کہ حدیث میں "**خَیْرٌ لَّھُمْ**" (یعنی اُن کے حق میں بہتر) کا اِشارہ اِسی طرف ہو کہ ان کے حق میں **مدینہ** ہی بہتر ہے۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت،ص ۲۳۶و۲۳۸)

میرے آقا اعلیٰ حضرت،امامِ اہلسنّت،مجدِّدِ دِین وملّت،مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ** مخرجہ جلد 10 صفحہ 711 پر فرماتے ہیں: تُربتِ اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متّصل ہے کعبۂ معظّمہ بلکہ عرش سے بھی افضل ہے۔باقی مزار شریف کا بالائی حصّہ اس میں داخل نہیں۔کعبۂ معظّمہ مدینۂ طیّبہ سے افضل ہے،ہاں اس میں اختلاف ہے کہ مدینۂ طیّبہ سوائے مَوضعِ تُربتِ اطہر اور مکہ معظّمہ سوائے کعبۂ مکرمہ ان دونوں میں کون افضل ہے،اکثر جانبِ ثانی

ہیں (یعنی اکثر کے نزدیک مکہ معظّمہ افضل ہے) اور اپنا مسلک اوّل (یعنی مدینۂ طیِّبہ افضل ہے) اور یہی مذہب فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے، طَبَرانی کی حدیث میں تصریح ہے کہ اَلْمَدِیْنَۃُ اَفْضَلُ مِنْ مَکَّۃَ (مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ (مُعْجَم کبِیرج ٤ ص٢٨٨ حدیث ٤٤٥٠)) واللّٰہ تعالٰی اعلم (فتاوی رضویہ مخرجہ ج١٠ ص ٧١١)

مکّہ پاک پر مدینے پر
بارِش اللہ کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص ١٢٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مَکّۃُ المکرّمہ کی زمین قیامت تک حرم ہے

حضرتِ سیِّدَتُنا صَفِیَّہ بِنْتِ شَیْبَہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا کہ نَبِیِّ رَحْمت، شفیعِ اُمَّت، قاسِمِ نعمت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فتحِ مکّہ کے دن خُطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! اس شہر کو اُسی دن سے اللہ نے حرم بنا دیا ہے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے لہٰذا یہ قِیامت تک اللہ کے حرام فرمانے سے حرام (یعنی حُرمت والا) ہے۔ (ابن ماجہ ج٣ ص٥١٩ حدیث ٣١٠٩)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اس شہرِ پاک کا حرم شریف ہونا صِرف اسلام میں نہیں ہے بلکہ بڑا پُرانا مسئلہ ہے، ہر دین میں یہ جگہ محترم تھی، وہ

جو باب حرم مدینہ میں آ رہا ہے کہ حضرتِ **ابراھیم** عَلَیْہِ السَّلام نے مکۂ **معظّمہ کو حرم** بنایا، وہاں یہ مطلب ہے کہ اِس کے **حرم** ہونے کا اِعلان **ابراھیم** عَلَیْہِ السَّلام نے کیا، کیونکہ طوفانِ نُوح میں جب بیتُ الْمَعمور آسمان پر اُٹھالیا تو لوگ یہاں کی حُرمت وغیرہ بھول گئے، حضرتِ **خلیل** عَلَیْہِ السَّلام نے پھر اِس کا اعلان فرمایا، (حدیثِ پاک میں) **اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ** (یعنی قِیامت تک) فرما کر بتایا کہ یہ حُرمت کبھی مَنسوخ نہ ہوگی۔ (مراۃ المناجیح ج ٤ ص٢٠٠)

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حرم کی ہے
بارِش **اللہ** کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص ١٢٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں دجّال داخِل نہیں ہوگا

مالکِ بحرو بر، قاسمِ کوثر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**لَا یَدْخُلُ الدَّجَّالُ مَکَّةَ وَلَا الْمَدِیْنَةَ** یعنی **مکّے** اور **مدینے** میں دجّال داخِل نہیں ہوسکے گا۔ (مسند احمد بن حنبل، ج ١٠ ص٨٥ حدیث ٢٦١٠٦)

مکۃ المکرمہ کی گرمی کی فضیلت

نبیِّ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْم نے فرمایا: ''**مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّةَ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْهُ النَّارُ** یعنی جو شخص دن کے کچھ وَقت مکّے کی گرمی پر صَبْر کرے جہنّم کی آگ اُس سے دُور

ہوجاتی ہے۔ (اخبار مکۃ ج ۲ ص ۳۱۱ حدیث ۱۵۶۵)

مکۃ المکرمہ میں بیمار ہونے والے کا اجر

حضرتِ سیِّدُنا سعید بن جُبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''جو شخص ایک دن مکّے میں بیمار ہوجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے لئے اسے اس نیک عمل کا ثواب عطا فرماتا ہے جو وہ سات سال سے کررہا ہوتا ہے (لیکن بیماری کی وجہ سے نہ کرسکتا ہو) اور اگر وہ (بیمار) مسافر ہو تو اُسے دُگنا اَجْر عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

مکۃ المکرمہ میں فوت ہونے والے سے حساب نہیں ہوگا

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی حج یا عمرہ کرنے کی نیت تھی اور اسی حالت میں اسے حرَمَین یعنی مکے یا مدینے میں موت آگئی تو اللہ تعالٰی اسے بروزِ قیامت اِس طرح اٹھائے گا کہ اُس پر نہ حساب ہوگا نہ عذاب، ایک دوسری روایت میں ہے: : بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی وہ بروزِ قیامت اَمن والے لوگوں میں اُٹھایا جائیگا۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۹ ص ۱۷۴ الحدیث ۱۷۴۷۹)

آمِنہ کے مکاں پہ روز و شب
بارِش اللہ کے کرم کی ہے (وسائلِ بخشش ص ۱۲۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مکۃ المکرمہ میں محتاط رہئے!

مَکَّۃُ المکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیمًا میں ہر دَم رَحمتوں کی چھما چھم بارِشیں برستی ہیں، لُطف وکرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا، مانگنے والا کبھی محروم نہیں لوٹتا۔ حرمِ مکّۂ مکرَّمہ میں ایک نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے مگر یہ بھی یاد رہے کہ وہاں کا ایک گناہ بھی لاکھ گُنا ہے۔ افسوس صد کروڑ افسوس! یہ جاننے کے باوُجود بھی بِلا تکلُّف گناہوں کا اِرتِکاب کیا جاتا ہے، مَثَلاً 45 ڈگری کے زاوِیے کے اندر اندر قبلہ رُخ یا قِبلے کو پیٹھ کئے اِستنجا کرنا حرام ہے، نیز بدنِگاہی، داڑھی مُنڈانا، غیبت، چغلی، جھوٹ، وعدہ خِلافی، بِلا وجہِ شَرعی مسلمان کی دِل آزاری، غصّے کا گناہ بھرا نفاذ، اِیذادِہ تلخ کلامی وغیرہا جَرائم کرتے وَقت اکثر لوگوں کو یہ اِحساس تک نہیں ہوتا کہ ہم جہنّم کا سامان کررہے ہیں۔ آہ! حَرَمِ مکّۂ پاک زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیمًا میں اگر صِرف ایک بار جھوٹ بول لیا، بِلا اجازتِ شَرعی کسی ایک فرد کی دِل آزاری کرڈالی، ایک مرتبہ غیبت یا چغلی کا اِرتکاب کیا تو کسی اور مقام پر گویا ایک ایک لاکھ بار یہ گناہ صادِر ہوئے! شاید وطن میں زندَگی بھر بھی کوئی یہ گناہ لاکھ لاکھ بار نہ کر پائے! اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ مَعَاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وطن میں گناہ کرلیا جائے، یقیناً وطن میں گناہ کرنا بھی عذابِ نار کا حقدار بناتا ہے، بے شک آگ کی معمولی سی چنگاری بڑے سے بڑا گودام پھُونک دینے کیلئے کافی ہے۔

مکّۃُ المکرّمہ میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟

مَکّۃُ المکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعظِیماً میں وُہی رہے جسے ظَنِ غالب ہو کہ یہاں کا احترام بجا لاسکے گا، خود کو گناہوں سے بچاسکے گا۔ کروڑوں حنفیوں کے پیشوا سیِّدُنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ جنہوں نے صحابۂ کرام عَلَیھِمُ الرِّضْوَان کا سُنہری دَور پایا اور تابِعیَّت کے شَرَف سے مُشرَّف ہوئے، اُس صَلاح وفَلاح (یعنی نیکی و بھلائی) کے دَور میں لوگوں کو وہاں بے احتیاطیوں میں مُلَوَّث دیکھا تو حرمِ (مَکّۃُ المکرَّمہ) کی رِہائش مکروہ قرار دی، آپ رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ ہی کے مُقلِّد گیارہویں صَدی ہجری کے بَہُت بڑے حنفی امام حضرتِ سیِّدُنا مُلّا علی قاری عَلَیہِ رَحمۃُ اللّٰہِ البارِی **قولِ امامِ اعظم** پر تبصِرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امامِ اعظم عَلَیہِ رَحمۃُ اللّٰہِ الاکرم کا حَرَمِ (مَکّۃُ المکرَّمہ) میں سُکونَت (یعنی مستقِل رِہائش) مکروہ کہنا اُن کے اپنے زمانے کے اعتِبار سے ہے، ورنہ آج کل یہاں کے رہنے والوں کا ہم نے جو حال دیکھا ہے کہ حرام وَظائف (یعنی ناجائز تنخواہیں) ہڑپ کر جاتے ہیں اور اِس عَظمت والے مقام کا ادب کرنے سے قاصِر رہتے ہیں، اگر سیِّدُنا امامِ اعظم عَلَیہِ رَحمۃُ اللّٰہِ الاکرم ان حالات کا مُشاہَدہ فرماتے (یعنی دیکھتے) تو بلاشک یہاں (یعنی حرمِ مکّۃُ المکرَّمہ) کی سُکونَت یعنی مستقِل رِہائش **حرام** کہتے۔

(المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط ص ٤٩٠)

مکّے میں رہنے کے قابل حضرات

یہ بھی گیارہویں صدی ہجری یعنی اب سے تقریباً سواتین سو سال پُرانی بات ہے اوراب۔۔۔۔۔؟ مکّۃُ المکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً کا ادب کرنے کے متعلّق اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد10 صفحہ 689 پر فرماتے ہیں: (صاحِبِ مدخل حضرت علّامہ) شیخ عَبدَرِی نے بعض اکابر اولیاء قُدِّسَتْ اَسرَارُھُم کے بارے میں یہ بھی نَقْل کیا کہ وہ چالیس سال مکّے میں رہے مگر حرمِ مکّہ (جو کہ میلوں تک پھیلا ہوا ہے اس) میں پیشاب نہ کرتے اور نہ ہی وہاں لیٹتے تھے۔ پھر فرمایا: ایسے لوگوں کے لیے مُجاوَرت (یعنی مُستقِل رہائش) مُستَحب ہے، یا انھیں کو اجازت دی جاسکتی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مخرجہ ج۱۰ص۶۸۹)

مکّے میں ملازَمت و تجارت کرنے والے غور فرمائیں

مکّۃُ المکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً میں جہاں ایک نیکی لاکھ نیکی ہے وہاں ایک گُناہ بھی لاکھ گنا ہے، عام شخص عُموماً گناہوں سے بچ نہیں پاتا اِس وجہ سے بھی اُسے مکّۂ پاک زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً میں مُلازَمت وتجارت وغیرہ کیلئے قِیام نہیں کرنا چاہئے۔ حضرتِ سیِّدُنا عبد اللّٰہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنھما جو یقیناً مکّۃُ مکرَّمہ زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً میں رہنے کے قابل تھے پھر بھی گناہوں کے خوف سے ہجرت کر کے طائف شریف تشریف لے گئے۔ اعلیٰ حضرت،

مجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد10 صَفْحَہ 693 پرنَقْل کرتے ہیں: فَقِیہ کی تعریف امام حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے یوں کی ہے: دنیا سے اِعْراض کرنے (یعنی بچنے) والا، آخرت کا شوق رکھنے والا، اور اپنے عُیُوب سے آگاہ شخص فَقِیہ کہلاتا ہے۔ ایسے لوگ بِلا شُبہ مُجاوَرَتِ مکّہ (یعنی مکّے میں مُستقِل رہائش) کے اَہْل ہیں اور اللہ کی قسم! حضرتِ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما ان اَہل لوگوں میں سے بھی بڑے ہیں، لیکن اکابِر (یعنی دینی اعتبار سے بڑے لوگ) ہمیشہ اپنے آپ کو چھوٹا اور عاجِز سمجھتے ہیں، غور تو کیجئے! کتنا فَرْق ہے اِن میں اور اُن میں! کہ جو غَلَطی نہیں کرتا وہ عذاب سے ڈرتا ہے اور جو گناہ سے محفوظ نہیں وہ سلامَتی کا دعویٰ کرتا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ مخرجہ ج۱۰ص۶۹۳)

مکے میں زیادہ رہنے سے کعبے کی ہیبت میں کمی آسکتی ہے

مکّۃُ المکرَّمہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں طویل قیام سے جہاں گناہوں کے سبب ہلاکت کا خوف ہے وہاں جو گناہوں سے مُحتاط رہنے والے ہیں اُن کیلئے بھی یہ اِمکان رہتا ہے کہ دل میں کعبۂ مُشَرَّفہ کی ہَیبت میں کمی آجائے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد10 صَفْحَہ688 پرنَقْل کرتے ہیں: امیرُ المومنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھئے وہ جب حج سے فارِغ

ہوتے تو لوگوں میں دَورہ کرتے اور فرماتے: ”اے اہلِ یمن! یمن چلے جاؤ، اے اہلِ عراق! عراق چلے جاؤ، اے اہلِ شام! اپنے وطن شام لوٹ جاؤ تاکہ تمہارے ذِہنوں میں تمہارے ربّ کے گھر (کعبۃُ اللّٰہ) کی ہیبت خوب قائم رہے۔“ (یہ نقل کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: یہ اُس دَور کی بات ہے جب صَحابہ یا تابِعین تھے جو نہایت مُؤَدَّب اور نہایت ہی احترام واکرام کرنے والے تھے، ہمارے اِس دَور کا کیا حال ہوگا! **اللہ** تعالیٰ ہی اصلاحِ اَحوال کی توفیق دے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ج۱۰ص۶۸۸)

بدن کہیں بھی ہو مگر دل مکّے مدینے میں رہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ جلد10 صَفحہ 690 پر فرماتے ہیں: (صاحِبِ مَدۡخَل نے حضرت سیِّدُنا امام ابو طالب مکّی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ القَوِی کی) **قُوۡتُ الۡقُلُوب** سے نَقۡل کیا ہے: بعض اَسلاف سے (منقول) ہے: ”بَہُت سے خُراسان (ایران) میں رِہائش پذیر لوگ اس بیتُ اللّٰہ کا طواف کرنے والے کے مقابلے میں کعبہ شریف سے زیادہ قریب ہیں۔“ بعض نے فرمایا: ”بندہ اپنے شہر میں ہو اور اُس کا دل **اللہ** تعالیٰ کے گھر (یعنی کعبۃُ اللّٰہ) سے متعلّق ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ بندہ بیتُ اللّٰہ میں ہو اور دل کسی اور شہر کے ساتھ وابَستہ ہو۔“ **میرے آقا** اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن نے حَرَمَینِ طَیِّبَین زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا

میں مُجاوَرَت (یعنی مُستقِل قِیام) کے بارے میں کئے گئے سُوال کے جواب میں تفصیلی دلائل دینے کے بعد ارشاد فرمایا: ''بِالجُملہ ہمارے دَور میں مُجاوَرَت (یعنی مستقِل رِہائش) کی قَطْعاً اجازت نہیں، عَقْلمَند اپنے لیے فقط اِحتیاط ہی کی راہ اپناتا ہے اور ہر اُس راستے سے اِجتِناب کرتا (یعنی بچتا) ہے جس سے ہَلاکت میں گرنے کا خدْشہ ہو، جس نے اپنے نَفْس کو سچّا سمجھا (کہ بس جی خیر ہے، کچھ نہیں ہوتا) اُس نے جھوٹے کی تصدیق کی (کہ نَفْس جو کہ ہے ہی جھوٹا اس کو سچّا سمجھ بیٹھا!) اور خود اس کا مُشاہَدہ بھی کرے (یعنی دیکھ بھی لے) گا۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ج۱۰ص ۶۹۸) (حرمین طیبین میں رہائش اختیار کرنے کے بارے میں تفصیلی معلومات کیلئے فتاویٰ رضویہ مخرجہ ج۱۰ص ۶۷۷ تا۶۹۸ کا مطالعہ فرمائیے)

حرم ہے اُسے ساحتِ ہر دو عالم
جو دل ہو چکا ہے شکارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

واہ کیا بات پیارے ''مکّے'' کی! انیس حُروف کی نسبت سے مَکّۃُ المکرَّمہ کی 19 خُصُوصیات

(مَکّۃُ المکرَّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً کی بے شمار خوبیوں سے یہاں صِرف اُنیس خصوصیات کا ذِکر کیا گیا ہے)

❁ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **مَکّۃُ المکرَّمہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً میں پیدا ہوئے ❁ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دینِ

اسلام کی تبلیغ کا آغاز یہیں فرمایا ❁ یہیں کعبۂ مُشَرَّفہ ہے، اِسی کا طواف کیا جاتا ہے اور نَماز میں دنیا بھر سے اِسی طرف منہ کیا جاتا ہے ❁ مسجدِ الحرام شریف یہیں پر ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نَماز کے برابر ہے ❁ آبِ زم زم کا کنواں ❁ حجرِ اَسْوَد ❁ ''مقامِ ابراہیم'' اور ❁ **صَفا مَروہ** یہیں ہیں ❁ مِیقات کے باہَر سے آنے والے بِغیر احرام کے مکّے میں داخِل نہیں ہوسکتے ❁ دنیا بھر سے مسلمان **حج** کی سعادت پانے کے لئے یہیں حاضِر ہوتے ہیں ❁ جو اِس شہرِ مقدس میں داخِل ہوجائے ماموُن (اَمن پانے والا) ہوگا ❁ (دن کا کچھ وقت) یہاں کی گرمی پر صَبْر کر لینے والے کو جہنَّم کی آگ سے دُور کیا جاتا ہے ❁ یہاں غارِ حرا ہے جہاں مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پہلی وحی نازِل ہوئی ❁ یہاں پر ہر موسِم کے پھل ملتے ہیں ❁ مِعراجُ النَّبی اور ❁ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے مُعجِزات اِس شہر میں ظاہِر ہوئے ❁ دنیا کا سب سے پہلا پہاڑ جبلِ ابی قُبیس یہیں واقِع ہے ❁ پیارے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں اپنی حیاتِ ظاہِری کے 53 برس گزارے ❁ حضرتِ سیِّدُنا امام مَہدی کا ظُہُور **مَکّۃُ المکرَّمہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا میں ہی ہوگا۔

میں مکّے میں جاکر کروں گا طواف اور

نصیب آبِ زم زم مجھے ہوگا پینا (وسائلِ بخشش ص ۳۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات

مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کی سب سے عظیم زیارت گاہ کعبۂ مُشرَّفہ ہے۔ ہر مسلمان اِس کے دیدار وطواف کیلئے بے قرار رہتا ہے۔ **کعبۃُ اللّٰہ** کے بارے میں بعض **دلچسپ معلومات** پیش کی جاتی ہیں۔ قراٰنِ کریم میں کئی مقامات پر **کعبہ شریف** کا ذِکرِ خیر کیا گیا ہے۔ چُنانچِہ پارہ اوّل **سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ** آیت 125 میں ربُّ العِباد عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا (پ ۱، البقرۃ: ۱۲۵)

ترجَمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مَرجَع اور امان بنایا۔

حَرَم میں دَرِندے شکار کا پیچھا نہیں کرتے

اِس آیتِ کریمہ کے تَحت صدرُ الْاَفاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدّین مُراد آبادی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡہَادِی **خَزائِنُ الْعِرفان** میں لکھتے ہیں: (اِس آیتِ مبارکہ کے لفظ) ''بَیت'' سے **کعبہ شریف** مُراد ہے اور اس میں تمام حرم شریف داخِل۔ ''اَمن'' بنانے سے یہ مُراد ہے کہ حرمِ کعبہ میں قتل و غارت حرام ہے یا یہ کہ وہاں شکار تک کو اَمن ہے یہاں تک کہ حرم شریف میں شیر بھیڑیے بھی شکار کا پیچھا نہیں کرتے چھوڑ کر لوٹ جاتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مومن اِس میں داخِل ہو کر عذاب سے مامون (محفوظ) ہو جاتا ہے۔ **حرم** کو اِس لئے ''حرم'' کہا جاتا ہے کہ اس میں قتل، شکار حرام و ممنوع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۴) اگر

کوئی مُجرِم بھی داخِل ہو جائے تو وہاں اِس سے تَعَرُّض (یعنی روک ٹوک) نہ کیا جائے گا۔ (تفسیر نسفی ص ۷۷)

کعبہ سارے جہان کے لئے راھنُما ھے

اللّٰہُ رحمٰن کا پارہ 4 سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن آیت نمبر 96 میں فرمانِ عالی شان ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مُقرَّر ہوا وہ ہے جو مکّے میں ہے، بَرَکت والا اور سارے جہان کا راہنُما۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّان اِس آیتِ کریمہ کے تَحْت تحریر فرماتے ہیں: اے مسلمانو! یا اے سارے انسانو! یقین سے جان لو کہ ساری رُوئے زمین پر سب سے پہلے اور سب سے افضل گھر جو لوگوں کے دِینی اور دُنیوی فائدوں کے لئے پیدا کیا گیا اور بنایا گیا وُہی ہے جو کہ مکّہ شریف میں واقِع ہے، نہ بیتُ الْمقدّس جو دَرَجے میں بھی کعبے کے بعد ہے اور فضیلت میں بھی۔ (تفسیر نعیمی ج ۴ ص ۲۹ مختصراً)

"اللہ کا پاک گھر" کے بارہ حُرُوف کی نسبت سے کعبہ شریف کے بارے میں 12 مَدَنی پھول

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: **کعبۂ مُعظَّمہ** کے فضائل بے شمار ہیں، ان میں سے کچھ

عَرض کئے جاتے ہیں:

﴿۱﴾ بیتُ الْمُقَدَّس کے مشہور بانی حضرتِ سُلیمان عَلَیْہِ السَّلام ہیں کہ آپ نے جِنّات سے تعمیر کرایا مگر کعبۃُ اللّٰہ کے مشہور بانی حضرتِ خلیلُ اللّٰہ عَلَیْہِ السَّلام ہیں ﴿۲﴾ **کعبۂ مُعظَّمہ** میں مقامِ ابراہیم، سنگِ اَسود وغیرہ ایسی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں جو بیتُ الْمُقَدَّس میں نہیں ﴿۳﴾ **کعبۂ مُعظَّمہ** پر پرندے نہیں اُڑتے بلکہ اس کے آس پاس پھٹ (یعنی ہٹ) جاتے ہیں ﴿۴﴾ **حرمِ کعبہ** میں بکری اور شَیر ایک جگہ پانی پی لیتے ہیں، وہاں شِکاری جانور بھی شکار نہیں کرتے ﴿۵﴾ **حرمِ کعبہ** میں تاقِیامت جنگ وقِتال حرام ہے ﴿۶﴾ **کعبۂ مُعظَّمہ** سارے حجازیوں خُصُوصاً مکّے والوں کی پرورِش کا ذَرِیعہ ہے کہ وہ جگہ **غَیر ذِی زَرْع** (یعنی بے آب وگیاہ) ہے، جہاں مَعاش کے ذرائع سب ناپَید ہیں مگر وہاں کے باشِندے دوسروں سے زیادہ مزے میں ہیں، غرض کہ وہ جگہ صِرْف عبادَتوں کے لئے ہے ﴿۷﴾ رب تعالیٰ نے **کعبے** کی حفاظت خود فرمائی کہ فِیل (یعنی ہاتھی) والوں کو اَبابِیل سے مَروادیا ﴿۸﴾ حج ہمیشہ **کعبے** ہی کا ہوا بیتُ المقدس کا حج کبھی نہ ہوا ﴿۹﴾ **اللّٰہ** کے آخری نبی حُضُور محمدِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم **کعبۂ مُعظَّمہ** کے پاس مکّہ شریف میں پیدا ہوئے ﴿۱۰﴾ رب تعالیٰ نے **کعبے** کے شہر ہی کو **بَلَدٌ اَمِیْنٌ** (یعنی اَمن والا شہر) فرمایا اور اِسی کی قَسم فرمائی کہ فرمایا: ''**وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ﴿۳﴾**'' ترجَمۂ کنزالایمان: اور اس اَمن والے شہر کی (قسم) ﴿۱۱﴾ **کعبۂ مُعظَّمہ** کے پاس ایک ''نیکی'' کا ثواب ایک لاکھ

اور بیتُ الْمقدس کے پاس پچاس ہزار ﴿۱۲﴾ فِرشتوں اور بہُت سے انبیاء علیہم السلام کا قبلہ کعبہ ہی رہا نہ کہ **بیتُ المقدس**۔ (تفسیر نعیمی، ج ٤ ص ٣١،٣٠)

بیمار پرندے ہوائے کعبہ سے علاج کرتے ہیں

صدرُالْاَ فاضِل حضرتِ علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیم الدّین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الھادِی **خَزائِنُ الْعِرفان** میں پارہ 4 **سُورَۃُ اٰلِ عِمْرٰن** کی 97 ویں آیتِ کریمہ **فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ** (ترجَمۂ کنزالایمان: اس میں کُھلی نشانیاں ہیں) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: جو اِس کی حُرمت وفضیلت پر دَلالت کرتی ہیں، اُن نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرِند کعبہ **شریف** کے اُوپر نہیں بیٹھتے اوراس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہوجاتے ہیں وہ اپنا علاج یِہی کرتے ہیں کہ **ہوائے کعبہ** میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شِفا ہوتی ہے اور وُحُوش (یعنی جنگلی جانور) ایک دوسرے کو حَرَم میں اِیذا نہیں دیتے حتّٰی کہ **کتّے** اِس سرزمین میں **ہرن** پر نہیں دَوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل **کعبۂ مُعظَّمہ** کی طرف کِھچتے ہیں اوراس کی طرف نظر کرنے سے **آنسو** جاری ہوتے ہیں اور ہر شبِ **جمعہ** کو ارواحِ **اَولیاء** اس کے گِرد **حاضِر ہوتی ہیں** اور جو کوئی اِس کی بے حُرمتی کا قَصْد کرتا ہے برباد ہوجاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

کعبے کی زیارت عبادت ھے

حدیثِ پاک میں ہے: **کعبۂ مُعظَّمہ** دیکھنا عبادت، قرانِ عظیم کو دیکھنا عبادت ہے، اور عالم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے۔ (فردوس الاخبار، حدیث ۲۷۹۱ ج ۱ ص ۳۷٦) **ایک اور روایت میں ہے:** زَمزَم کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(اخبار مکة للفاکھی ج ۲ ص ۱٤ حدیث ۱۱۰۵)

کعبہ قِبلہ ھے

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: **نبیِّ کریم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب **کعبہ شریف** میں داخِل ہوئے تو اُس کے گوشوں (یعنی کونوں) میں دُعا مانگی اور نَماز نہ پڑھی حتّٰی کہ وہاں سے تشریف لے آئے جب نکلے تو دو رَکعتیں **کعبے** کے سامنے پڑھیں اور فرمایا: یہ ہے **قِبلہ**۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۵٦ حدیث ۳۹۸)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان "یہ ہے **قِبلہ**" کی وضاحت میں لکھتے ہیں: یعنی تا قِیامت **کعبہ** تمام مسلمانوں کا **قِبلہ** ہو چُکا کبھی منسوخ (CANCEL) نہ ہوگا، اس میں لطیف (یعنی باریک) اِشارہ اس طرف بھی ہو رہا ہے کہ **کعبے** کا ہر حصّہ **قِبلہ** ہے سارا کعبہ نَمازی کے سامنے ہونا ضَروری نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، ج ۱، ص ۴۲۹)

کعبے کے اندر نَماز میں کہاں رُخ کرے؟

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے **مکتبۃُ المدینہ** کی مطبوعہ 1250 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''**بہارِ شریعت** جلد اوّل'' صَفْحہ 487 پر مسئلہ نمبر 50 ہے: کعبۂ **معظّمہ** کے اندر نَماز پڑھی، تو جس رُخ چاہے پڑھے، **کعبے** کی چھت پر بھی نَماز ہوجائے گی، مگراُس کی چھت پر چڑھنا ممنوع ہے۔

(غُنیه ص٦١٦ وغيرها)

صِرف تین مسجِدوں کے لئے سفر کی حدیث مع تشریح

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: تین مسجِدوں کے سِوا اور کسی طرف کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) (۱) مسجِدِ حرام، (۲) مسجِدِ نَبَوی اور (۳) مسجِدِ اَقصٰی۔ (بخاری ج۱ ص۴۰۱ حدیث۱۱۸۹)

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنّان تحریر فرماتے ہیں: یعنی سِواء ان مسجِدوں کے کسی اور مسجِد کی طرف اِس لیے سفر کرکے جانا کہ وہاں نَماز کا ثواب زیادہ ہے **ممنوع** ہے جیسے بعض لوگ جُمُعہ پڑھنے بدایوں سے دِہلی جاتے تھے تاکہ وہاں کی جامع مسجِد میں ثواب زیادہ ملے یہ غَلَط ہے۔ (تین کے علاوہ) **ہر جگہ کی مسجِدیں ثواب میں برابر ہیں**۔ اِس

توجِیہ (دلیل) پر حدیث بالکل واضح ہے۔ بعض لوگوں نے اِس کے معنی یہ سمجھے کہ سِواء ان تین مسجِدوں کے کسی اور مسجِد کی طرف سفر ہی حرام ہے۔ لہٰذا عُرس، زیارتِ قُبور وغیرہ کے لیے سفر حرام۔ اگر یہ مطلب ہو تو پھر تجارت، علاج، دوستوں کی ملاقات، عِلمِ دین سیکھنے وغیرہ تمام کاموں کے لیے سفر حرام ہوں گے اور یہ حدیث، قرآن کے خِلاف ہی ہو گی اور دیگر احادیث کے بھی، ربّ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۱﴾ (پ۷، الانعام:۱۱)

ترجَمۂ کنزالایمان: تم فرمادو، زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

''مِرقاۃ'' نے اسی جگہ اور ''شامی'' نے (باب) ''زیارتِ قُبور'' میں فرمایا کہ ''چُونکہ **ان تین مساجِد کے سوا تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں** اِس لیے اور مسجدوں کی طرف (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نِیّت سے) سفر ممنوع ہے اور اولیاءُ اللّٰہ کی قبریں فُیُوض و برکات میں مختلف ہیں، لہٰذا زیارتِ قُبور کے لیے سفر جائز۔

(مراۃ المناجیح ج۱ ص۴۳۱، مرقاۃ ج۲ ص۳۹۷ تحت الحدیث ۶۹۳، ردالمحتار، ج۳ ص۱۷۸)

ہر قدم پر نیکی اور خطا کی مُعافی

حضرتِ سیِّدُ نا ابو ہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم محمد رَّسولُ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کوفرماتے ہوئے سُنا: ''جو خانۂ کعبہ کے قَصْد (یعنی ارادے) سے آیا اور اُونٹ پر سُوار ہوا تو اُونٹ جو قدم اُٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالٰی اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور خطا مٹاتا ہے اور دَرَجہ بُلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبۂ معظّمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا ومَروہ کے درمیان سَعی کی پھر سر مُنڈایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔''

(شُعَبُ الْاِیمان ج۳ ص۴۷۸ حدیث۴۱۱۵)

سیِّدُنا آدم علیہ السلام اور کعبہ

حضرتِ سیِّدُ نا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام جب جنّت سے اِس دُنیا میں تشریف لائے تو ربُّ العِباد عزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں وَحْشت وتنہائی کی فریاد کی۔ پس اللہ عزَّوَجَلَّ نے آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو کعبے کی تعمیر اور اس کے طواف کا حکم دیا، حضرتِ سیِّدُ نا نُوح نَجِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے زمانے تک یہی کعبہ برقرار رہا، طوفانِ نُوح میں اس کعبے کو ساتویں آسمان کی طرف اُوپر کعبے کے حُدُود کی سیدھ میں اُٹھا لیا گیا، اب وہاں پر فِرِشتے اُس گھر میں اللہ عزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر ج۳ ص۲۹۶)

وِلادت کی خوشی میں کعبے پر جھنڈا

سَیِّدَتُنا آمِنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نَصْب کئے گئے۔ ایک مشرِق میں، دوسرا مغرِب میں، تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبیِّ رَحمت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت ہوئی۔

(خَصائِصِ کُبریٰ ج ۱ ص ۸۲ مختصراً)

روحُ الامیں نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا

تا عَرش اُڑا پھَرَیرا صبحِ شبِ ولادت (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں

شَہَنْشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک کعبے کی ایک زَبان اور دو ہونٹ ہیں اور اس نے شکایت کرتے ہوئے عَرض کی: یارب عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زِیارت کرنے والے کم ہو گئے ہیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: میں خُشوع وخُضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تیرا اس طرح مُشتاق (یعنی شوق رکھنے والا) ہو گا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں کی مُشتاق (یعنی شوق رکھنے والی) ہوتی ہے۔ (معجم اوسط ج ٤ ص ٣٠٥ حدیث ٦٠٦٦)

لشکرِ سُلیمان اور کعبہ

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفْحات پر مشتمل کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' صفحہ 130 پر ہے: حضرت سُلیمان علَیْہِ السَّلام کا تخت ہوا پر اُڑتا جارہا تھا جب **کعبۂ معظّمہ** سے گزرا تو کعبہ رویا اور بارگاہِ اَحدِیَّت میں (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حُضُور) عرض کی کہ ایک نبی تیرے انبیاء سے اور ایک لشکر تیرے لشکروں سے گزرا نہ مجھ میں اُترا، نہ نَماز پڑھی۔ اِس پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا: نہ رو! میں تیرا حج اپنے بندوں پر فرض کروں گا جو تیری طرف ایسے ٹُوٹیں گے جیسے پَرِند اپنے گھونسلے کی طرف اور ایسے روتے ہوئے دوڑیں گے جس طرح اُونٹنی اپنے بچّے کے شوق میں اور تجھ (یعنی تیرے شہر) میں نبیِّ آخرُالزَّماں (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو پیدا کروں گا جو مجھے سب انبیاء (علَیہِمُ السّلام) سے زیادہ پیارا ہے۔ (تفسیر بغوی ج ۳ ص ۳۵۱ ملخصاً)

کعبہ سونے کی زنجیروں میں باندھ کر مَحْشر میں لایا جائے گا

حضرتِ سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''تَورات شریف'' میں ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بَروزِ قِیامت اپنے سات لاکھ مُقرَّب فِرِشتوں کو بھیجے گا جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں سونے کی ایک زَنجیر ہوگی اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''جاؤ! اور کعبہ ان زنجیروں میں باندھ کر مَحشر کی طرف لے آؤ'' فِرِشتے جائیں گے اُسے زنجیروں سے باندھ کر کھینچیں گے اور ایک فِرِشتہ پکارے

گا: ''اے **کعبۃ اللہ** ! چل۔'' تو کعبۂ مبارکہ کہے گا: ''میں نہیں چلوں گا جب تک میرا سُوال پورا نہ ہو جائے۔'' فضائے آسمانی سے ایک فِرِشتہ پکارے گا: ''تُو سُوال کر!''، تو کعبہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے گا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تُو میرے پڑوس میں مدفون مؤمنین کے حق میں میری شَفاعت قَبول فرما۔'' تو کعبہ شریف ایک آواز سنے گا: ''میں نے تیری درخواست قَبول فرما لی۔'' حضرتِ سیِّدُنا **وَہْب** بن **مُنَبِّہ** رَحمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''پھر **مکّۂ مکرَّمہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں دَفْن ہونے والوں کو اُٹھایا جائے گا جن کے **چِہرے سفید** ہوں گے۔ وہ سب اِحرام کی حالت میں **کعبے** کے گرد جمع ہو کر تَلْبِیَہ (یعنی لبیک) کہہ رہے ہوں گے۔ پھر فرشتے کہیں گے: **اے کعبہ!** اب چل۔ تو وہ کہے گا: ''میں نہیں چلوں گا، جب تک کہ میری درخواست قَبول ہو جائے۔'' تو فضائے آسمانی سے ایک فِرِشتہ پکارے گا: تُو مانگ، تجھے دیا جائے گا۔ تو کعبہ شریف کہے گا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تیرے گنہگار بندے جو اکٹّھے ہو کر دُور دُور سے غُبار آلود میرے پاس آئے۔ انہوں نے اپنے اَہل وعِیال اور اَحْباب کو چھوڑا، اُنہوں نے فرمانبرداری اور زِیارت کے شوق میں نکل کر تیرے حکم کے مطابِق **مناسکِ حج** ادا کئے، تو میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں کہ ان کے حق میں میری شَفاعت قَبول فرما، ان کو قِیامت کی گھبراہٹ سے اَمن عنایت فرما اور انہیں میرے گرد جمع کر دے۔'' تو ایک فِرِشتہ نِدا دے گا: **اے کعبہ** ان میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہوں نے تیرے طواف کے بعد گناہوں کا ارتِکاب کیا ہوگا اور ان پر اِصرار

کر کے اپنے اوپر جہنَّم واجِب کرلیا ہوگا۔ تو کعبہ عَرض کرے گا: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اِن گنہگاروں کے حق میں بھی میری شَفاعت قبول فرما جن پر جہنّم واجِب ہوچُکا ہے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''میں نے اُن کے حق میں تیری شفاعت قَبول فرمائی۔'' تو ُہی فِرِشتہ نِدا کرے گا: جس نے **کعبے** کی زیارت کی تھی وہ دیگر لوگوں سے الگ ہوجائے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ان سب کو **کعبے** کے گرد جَمْع کردے گا۔ ان کے چہرے سَفید ہوں گے اور وہ جہنَّم سے بے خوف ہو کر طواف کرتے ہوئے تَلْبِیَہ کہیں گے۔ پھر فِرِشتہ پکارے گا: اے کعبۃ اللہ ! چَل۔ تو کعبہ شریف (اس طرح) تَلْبِیَہ کہے گا: ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ، بِیَدَیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ،'' پھر فرشتے اُس کو کھینچ کر میدانِ مَحشر تک لے جائیں گے۔ (الروض الفائق ص٦٦)

بروزِ قِیامت کعبۂ مشرَّفہ دُلہن کی طرح اُٹھایا جائے گا

منقول ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے بیتُ اللہ سے وعدہ فرمایا کہ ہر سال چھ لاکھ افراد اِس کا حج کریں گے، اگر کم ہوئے تو **اللہ** تعالیٰ فِرِشتوں کے ذَرِیعے ان کی کمی پوری فرمادے گا۔ اور بروزِ قِیامت کعبۂ مُشرَّفہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا **پہلی رات کی دُلہن** کی طرح اُٹھایا جائے گا تو جن لوگوں نے اِس کا **حج** کیا وہ اِس کے پردوں کے ساتھ لٹکے ہوں گے اور اِس کے گرد طواف کررہے ہوں گے یہاں تک کہ یہ (یعنی کعبہ شریف) **جنّت** میں داخِل ہوگا تو وہ بھی اُس کے ساتھ

داخل ہو جائیں گے۔ (احیاء العلوم ج۱ ص۳۲۴)

تصدُّق ہو رہے ہیں لاکھوں بندے گرد پھر پھر کر
طوافِ خانہ کعبہ عَجَب دلچسپ منظر ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

طواف کے فضائل

پارہ 17 سُوْرَۃُ الْحَجّ آیت 29 میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اوراس آزادگھر کا طواف کریں۔ (پ۱۷، حج:۲۹)

طواف کی ابتِداء کیسے ہوئی؟

مُفسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنّان ''تفسیرِ نعیمی'' میں نقل فرماتے ہیں: (صاحِبِ تفسیر) رُوحُ الْبَیان اور (صاحبِ تفسیر) عَزیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قُدرَتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبے کی جگہ اس پر **سفید جھاگ** پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فِرِشتوں کو ربّ (عَزَّوَجَلَّ) نے آدم عَلَیْہِ السَّلام کی پیدائش کی خبر دی تو اُنہوں نے اپنا خِلافت کا اِستحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اِس جُرأَت کی معذرِت میں توبہ کی نیّت سے سات برس عرشِ اعظم کا **طواف** کیا، حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اِسی

جھاگ کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے طواف سے مجھے راضی کیا کریں۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ٦٤١، تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۲۳۰)

طواف میں ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں اور ......

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے سنا کہ جس نے گِن کر طواف کے سات پھیرے کئے اور پھر دو رَکعتیں ادا کیں تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ اور طواف کرتے ہوئے آدمی کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس دَرَجات بُلند کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۰۲ حدیث ٤٤٦٢)

غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب

رسولُ اللّٰہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بیتُ اللّٰہ کے طواف کے سات پھیرے کرے اور اُس میں کوئی لَغْو (یعنی بیہودہ) بات نہ کرے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۰ ص ۳٦۰ حدیث ۸٤٥)

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ''جو شخص مسلمان غلام کو آزاد کرے گا اِس (غلام) کے ہر عُضْو کے بدلے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس (آزاد کرنے والے) کے ہر عُضْو کو جہنَّم سے آزاد فرمائے گا۔'' حضرتِ سیِّدُنا سَعید بن مَرجانہ رضی

اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب سیِّدُ نا زَینُ الْعابِدِین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمتِ عالی میں یہ حدیثِ پاک سُنائی تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا ایک ایسا غُلام آزاد کردیا جس کی حضرتِ سیِّدُ ناعبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما دس ہزار دِرْہَم قیمت لگا چکے تھے۔ (بُخاری ج ۲ ص ۱۵۰ حدیث ۲۵۱۷)

روزانہ 120 رَحْمتوں کانُزُول

حضرتِ سیِّدُ نا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ نبیِّ رَحْمت، شفیعِ اُمّت، صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بَیتُ الْحرام کا حج کرنے والوں پر ہر روز اللہ عَزَّوَجَلَّ 120 رَحْمتیں نازِل فرماتا ہے 60 طواف کرنے والوں کے لئے اور 40 نماز پڑھنے والوں کے لئے اور 20 نظر کرنے والوں کے لئے۔" (الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۱۲۳ حدیث ٦) یاد رکھئے! اس حدیثِ پاک میں بیان کردہ فضیلت صِرْف حاجیوں کے لئے ہے۔

پچاس مرتبہ طواف کرنے کی عظیم فضیلت

حضرتِ سیِّدُ نا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ مدینے کے سلطان، رَحْمتِ عالمیان، سَرْوَرِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عَظَمت نشان ہے: جس نے 50 مرتبہ طواف کیا گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲٤٤ حدیث ۸٦۷)

طواف نماز کی طرح ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ سرورِکائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بیتُ اللّٰہ کے گرد طواف نَماز کی طرح ہے سوائے اس کے کہ تم اِس میں کلام کر سکتے ہو، تو جو طواف میں کلام کرے تو اچّھا ہی کلام کرے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸٦ حدیث ۹٦۲)

مُفَسّرِشہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان حدیثِ پاک کے اس حصّے ''بیتُ اللّٰہ کے گرد طواف نَماز کی طرح ہے'' کے تَحت فرماتے ہیں: ''طواف بھی نَماز کی طرح بہترین عبادت ہے۔ عُلَماء فرماتے ہیں کہ مکّے والوں کے لیے (نفلی) نَماز (نفلی) **طواف** سے اَفضل ہے اور باہَر والوں کے لیے (نفلی) **طواف** (نفلی) نَماز سے افضل کہ انہیں اِس خاص زمانے ہی میں طواف مُیَسّر ہوتا ہے۔'' (مراۃ ج ٤، ص ۱۳۲)

طوافِ کعبہ کے لئے وضو واجب ہے

وُضو نہ ہو تو نَماز و سجدۂ تِلاوت اور قراٰن شریف چُھونے کے لئے وُضو کرنا فرض ہے اور خانۂ کعبہ کے طواف کے لئے وُضو واجب ہے۔ (بہارِ شریعت ج ۱ ص ۳۰۱۔۳۰۲)

شدید گرمی میں طواف کی فضیلت

حضرتِ علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نَقل کرتے ہیں، فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم ہے: جس نے خاموش، ذِکرِ الٰہی کے ساتھ، شدّت کی گرمی میں، طواف اس طرح کیا کہ نہ کلام کیا، نہ کسی کو اِیذا دی اور ہر شوط (یعنی پھیرے) پر استِلام کیا تو ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ستر ہزار گناہ مَحْو ہوں گے اور ستر ہزار درجے بُلند ہوں گے۔ (کتاب الحج ص ۲۸۰)

برسات میں طواف کی فضیلت

حدیثِ پاک میں ہے: جس نے **برسات** میں **طواف** کے سات چکر لگائے اُس کے سابِقہ (یعنی پچھلے) گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(قوتُ القلوب ج ۲ ص ۱۹۸)

جب ہم بارش میں طواف کرچکے تو.....

حضرتِ سیِّدُنا ابو عِقال رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بارِش کے دَوران حضرتِ سیِّدُنا **اَنَس** بن مالِک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ بیتُ اللہ شریف کا **طواف** کیا۔ جب ہم **طواف** مکمَّل کرنے کے بعد ''مَقامِ ابراہیم'' پر حاضِر ہوئے اور دو رَکعتیں ادا کیں تو حضرتِ سیِّدُنا اَنَس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہم سے فرمایا کہ ''نئے سِرے سے عمل شُروع کرو

کیونکہ تمہاری مغفِرت ہوچکی ہے۔'' پھر فرمایا کہ جب ہم نے **حُضُورِ پاک،** صاحِبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ **بارِش** کے دَوران **طواف** کیا تھا تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہم سے اسی طرح فرمایا تھا۔ (ابن ماجه ج۳ ص ۵۲۳ حديث ۳۱۱۸)

اعلیٰ حضرت نے بارش میں طوافِ کعبہ کیا

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 561 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''**ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت**'' صَفْحَہ 209 پر ہے: جب اَواخرِ مُحرَّم (یعنی محرم الحرام کے آخری دِنوں) میں **بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی** صحّت ہوئی۔ وہاں ایک سُلطانی حَمّام ہے میں اُس میں نہایا۔ باہَر نکلا ہوں کہ اَبْر (یعنی بادَل) دیکھا، حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شُروع ہوا۔ مجھے حدیث یاد آئی کہ ''جو **مینہ** (یعنی برسات) برستے میں **طواف** کرے وہ رَحْمتِ الٰہی میں تَیرتا ہے۔'' فوراً سنگِ اسود شریف کا بوسہ لے کر **بارِش** ہی میں سات پھیرے **طواف** کیا، بخار پھر عَود کر (یعنی واپس) آیا۔ مولانا سیّد اسمٰعیل نے فرمایا: ''ایک ضعیف حدیث کے لئے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی!'' میں نے کہا: ''حدیث ضعیف ہے مگر امّید **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** قَوی (یعنی طاقتور) ہے۔'' یہ **طواف** **بِحَمْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی** بہُت مزے کا تھا۔ **بارِش** کے سبب طائفین (یعنی طواف

کرنے والوں) کی وہ کثرت نہ تھی۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصّہ دوم ص ۲۰۹)

آج کل بارِش میں طواف کی دشواریاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے دَور میں حاجیوں کی تعداد بہُت کم ہوتی تھی مگر آج کل کافی بڑھ چکی ہے۔ لہٰذا **بارِش** کے اندر **طواف** میں ٹھیک ٹھاک ہُجُوم ہوتا ہے، اِس میں مَردوں اورعورَتوں کا اختِلاط، بے احتیاطیوں کی وجہ سے بے پردگیوں، بے سِتریوں کے مُعاملات، میزابِ رحمت سے حَطیم شریف میں نچھاور ہونے والے پانی میں غسل کرنے والوں اور والیوں کی لَپک جَھپک وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے، لہٰذا ایسے موقع پر حاجیوں کو خوب غور کر لینا چاہئے کہ کہیں مُسْتَحَب پر عمل کرتے کرتے گناہوں میں نہ جا پڑیں ۔ اگر عورَتوں سے بدن ٹکرائے بِغیر **بارِش میں طواف** ممکن نہ ہو تب تو جان بوجھ کر ایسا کرنے والے ثواب کے حقدار ہونے کے بجائے گنہگار ہونگے۔ ہاں جن دِنوں بِھیڑ نہ ہو، موقع ملنے پر بارِش میں طواف کی سعادت ضَرور حاصِل کرنی چاہیے۔

مدینے میں چلوں مکّے کی گلیوں میں پھِروں یا رب!

میں بارِش میں طوافِ خانۂ کعبہ کروں یا رب!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

صفا مروہ

یہ دونوں پہاڑ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نشانیوں میں سے ہیں، چُنانچِہ اللہ تعالیٰ پارہ 2 سُوْرَۃُ الْبَقَرَہ آیت نمبر 158 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِۚ-فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ-وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًاۙ-فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ(۱۵۸)

ترجمۂ کنز الایمان: بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۸)

مرد و عورت پتھر بن گئے

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں: پچھلے زمانے میں ایک شخص تھا اِساف اور ایک عورت تھی نائلہ، انہوں نے خانۂ کعبہ میں ایک دوسرے کو بدنیّتی سے ہاتھ لگایا۔ عذابِ الٰہی سے دونوں پتّھر ہو (یعنی بُت بن) گئے اور عبرت کے لئے ''اِساف'' کو تو صفا پہاڑ پر رکھ دیا گیا اور ''نائلہ'' کو مروہ پر تاکہ لوگ انہیں دیکھ کر یہاں گناہ کے خیال سے بچیں، کچھ زمانے کے بعد جب جہالت کا زور ہوا تو لوگوں نے ان کی پرستش

شروع کردی کہ جب صفا اور مَروہ کے درمیان دوڑتے تو تعظیم کے ارادے سے انہیں چُھولیتے ، مسلمانوں (صحابہ کرام) کو **صفا مَروہ** کے درمیان دوڑنا ناپسند ہوا کیونکہ اس میں بُت پرستوں اور بُت پرستی سے مُشابہت تھی۔ تب یہ آیتِ کریمہ اُتری جس میں اُن کی تسلّی فرمائی گئی کہ تمہارا یہ کام (یعنی سعی کرنا) رِضائے الٰہی کے لئے ہے، تم اِس میں حَرَج نہ سمجھو۔ (تفسیرِ نعیمی ج۲ص ۹۷)

بی بی ہاجرہ کی سعی کی ایمان افروز حکایت

حکمِ الٰہی سے حضرتِ سیِّدُ نا ابراھیم **خلیلُ اللّٰہ** علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کھجوروں کی ایک ٹوکری، کچھ روٹی کے ٹکڑے اور پانی کا مشکیزہ دے کر سیِّدَتُنا **ہاجِرہ** رضی اللہ تعالٰی عنہا اور اپنے دودھ پیتے لختِ جگر حضرتِ سیِّدُ نا **اسمٰعیل** علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے۔ **مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ مفتی احمد یار خان علَیہِ رَحمۃُ الحنّان فرماتے ہیں: جب تک خُرما (یعنی کھجوریں) اور پانی رہا حضرتِ **ہاجرہ** (رضی اللہ تعالٰی عنہا) اطمینان سے گزر کرتی اور فرزند کو دودھ پلاتی رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیاس نے ستایا، لختِ جگر نے بے اختیار رونا شروع کردیا اپنی تو اتنی فکر نہ ہوئی مگر نورِ نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی ، اُٹھیں اور **صفا** پر چڑھیں کہ شاید کہیں پانی کا نشان ملے مگر نہ ملا مایوس ہو کر

نیچے اتریں، **مروہ** پہاڑ کی طرف روانہ ہوئیں مگر نظر فرزند پر تھی، راہ کے کچھ حصّے میں فرزند سے آڑ ہوگئی تو آپ اسے جلد طے کرنے کے لیے دَوڑ کر چلیں، اِس آڑ سے نکل جانے پر پھر آہستہ چلیں، یہاں تک کہ ''مَروہ'' پر پہنچ گئیں وہاں چڑھ کر بھی پانی کہیں نہ دیکھا پھر ''صفا'' کی طرف روانہ ہوئیں۔ اِسی طرح **سات چکر** کیے ہر دفعہ درمیان میں دوڑتی تھیں (صفا و مروہ کی سعی اسی کی یادگار ہے) اَخیر بار ''مروہ'' پر چڑھیں تو ایک ہیبت ناک آواز کان میں پڑی! ڈر کر فرزند کے پاس آئیں دیکھا کہ وہ روتے میں اپنی اَیڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے شِیریں (یعنی میٹھے) پانی کا چشمہ جاری ہے! بَہُت خوش ہوئیں اوراس کے گرد مٹّی جمع کر کے فرمانے لگیں: یَامَاءُ زَمْ زَمْ (یعنی) ''اے پانی! ٹھہر ٹھہر'' اس لیے اس کا نام **آبِ زم زم** ہوا۔ (تفسیرِ نعیمی ج۱ص ۶۹۴)

اس میں زم زم ہو کہ تھم تھم اس میں جم جم ہو کہ بیش
کثرتِ کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں (حدائقِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مقامِ ابراھیم

مقامِ ابراھیم کا قرانِ کریم میں ذکر کیا گیا ہے چنانچہ پارہ اوّل **سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ** آیت 125 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اورابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کونماز کا مقام بناؤ۔

''مقامِ ابراہیم''، **جنّتی پتھر** ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اس پر تین مرتبہ کھڑے ہوئے: (۱) اِس مبارَک پتھر پر کھڑے ہوئے اور آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بہو (زوجۂ سیِّدُنا اسمٰعیل علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) نے آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا سرِ انور دُھلایا (۲) تعمیرِ کعبہ کے وَقْت جب دیواریں اونچی ہوئیں سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے سیِّدُنا اسمٰعیل علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے فرمایا: کوئی پتّھر لاؤ تا کہ اُس پر کھڑے ہوکر دیوار بنائیں۔ سیِّدُنا اسمٰعیل علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پتّھر کی تلاش میں ''جَبَلِ ابی قُبَیس'' پر تشریف لے گئے۔ راہ میں حضرت سیِّدُنا **جبریل** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ملے اور کہا کہ آئیے میں آپ کو ایک پتّھر بتاؤں جو **آدم** عَلَیْہِ السَّلام کے ساتھ دنیا میں آیا اور اسے **اِدریس** عَلَیْہِ السَّلام نے ''طوفانِ نوح'' کے خوف سے اس پہاڑ میں دَفن کر دیا ہے، اس جگہ چھوٹے بڑے دو پتّھر مدفون ہیں چھوٹے کو تو کعبے کی دیوار میں دروازے کے قریب لگا دو کہ ہر طواف کرنے والا اس کو چُوما کرے یعنی سنگِ اَسود اور بڑے پر ابراھیم عَلَیْہِ السَّلام کھڑے ہو کر عمارت بنائیں۔ چُنانچِہ آپ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام
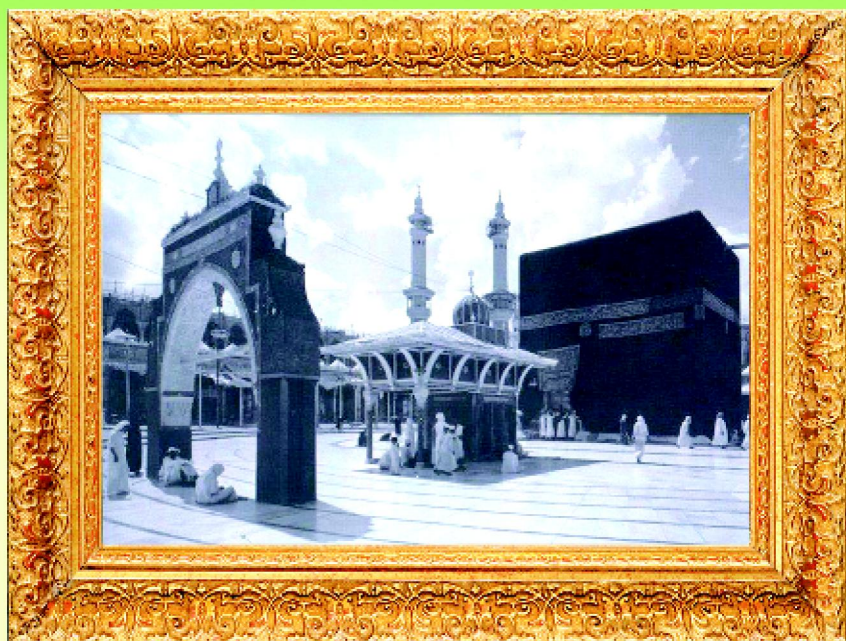
کعبہ شریف

صفا مَروَہ

مقامِ ابراھیم

حجرِ اَسود

دونوں پتّھر لے آئے اور یہ پیغامِ الٰہی بھی پہنچایا ابراھیم عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حکمِ الٰہی کے مطابق سنگِ اَسوَد کو تو ایک گوشے میں لگا دیا اور بڑے پر کھڑے ہو کر تعمیر کا کام جاری کیا جس قدر عمارت بُلند ہوتی جاتی تھی یہ پتّھر بھی اُونچا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام تعمیر سے فارِغ ہوئے۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۸۰)

ہوتے کہاں خلیل بنا کعبہ و مِنیٰ

لَولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے (حدائق بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حجرِ اَسوَد

یہ جنّتی پتّھر ہے، حدیثِ پاک میں ہے: **رُکن** (یعنی حجرِ اَسوَد) اور **مقامِ** (ابراھیم) دو ''جنّتی یاقوت'' ہیں۔ پہلے بہُت نورانی تھے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے اِن کا نور مَحْو کر (یعنی چُھپا) دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مشرِق و مغرِب کو چمکاتے۔ (تفسیرِ نعیمی ج ۱ ص ۶۳۰) ایک اور رِوایت میں ہے: جب **سنگِ اَسْوَد** دیوارِ کعبہ میں قائم کیا گیا تو اس کی روشنی چاروں طرف دُور تک جاتی تھی جہاں تک اس کی روشنی پہنچی وہاں تک حرم کی **حُدُود** مقرر ہوئیں جس میں شکار کرنا منع ہے اور **سنگِ اَسْوَد** کا رنگ بالکل سفید تھا گنہگاروں کے ہاتھوں سے سیاہ ہوگیا۔ (ایضاص ۶۸۰، ۶۸۱) **حُضُور**

سیِّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے چوما ہے۔ **فاروقِ اعظم** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے حَجَرِ اَسْوَد! میں جانتا ہوں تو پتّھر ہے، نَفْع ونقصان کا مالک نہیں، اگر میں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تجھے چُومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چُومتا۔ (بلد الامین ص ۶۱) **فرمانِ مصطَفٰے** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: روزِ قیامت یہ پتّھر اُٹھایا جائے گا، اس کی **دو آنکھیں** ہوں گی جس سے دیکھے گا، **زَبان** ہوگی جس سے بولے گا اور اپنے اِستِلام کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۸۶ حدیث ۹۶۳)

حَجَرِ اَسوَد کی 6 خُصُوصِیّات

❁ اس کا مَس کرنا (یعنی چُھونا) گناہوں کو مِٹاتا ہے ❁ اِعلانِ نُبُوَّت سے پہلے بھی یہ پتّھر مبارک شاہِ خیرُالاَنام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سلام کہتا تھا ❁ اس پتّھر شریف کو پھر ایک مرتبہ اپنی اَصْل شَکل پر کر دیا جائے گا ❁ قِیامت کے دن اس کا حَجْم (یعنی جسامت) جَبَلِ ابی قُبَیس جتنا ہوگا۔ (بلد الامین ص ۶۲ و الجامع اللطیف لابن ظهیرة ص ۳۷، ۳۸)

کالک جَبیں کی سجدۂ دَر سے چھڑاؤ گے

مجھ کو بھی لے چلو یہ تمنّا حجر کی ہے (حدائقِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

مکۂ مکرّمہ زادھا اللّٰہ شرفاً وّتعظیماً کی مساجد

(۱) مسجد الحرام

مکّۂ مکرّمہ زادھا اللّٰہ شرفاً وّتعظیماً کی مشہور ترین مسجد ، ''مسجدُ الحرام'' ہے، اِسی میں کعبۂ مُشرَّفہ جلوہ فرما ہے۔ کئی احادیثِ مبارکہ میں اس بات کی صَراحت کی گئی ہے کہ **مسجدُ الحرام** میں ایک نَماز دوسری مسجِد میں **ایک لاکھ نَمازیں** ادا کرنے کے برابر ہے۔ قرانِ کریم میں کئی مقامات پر مسجدُ الحرام کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے مَثَلاً 15ویں پارے کی ابتدائی آیت میں ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک۔

مسجد الحرام میں 70 انبیائے کرام کے مزارات

اعلٰی حضرت امامِ اہلسنّت مُجدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ امام احمد رضاخان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن ''فتاوٰی رضویہ'' جلد 7 صفحہ 303 تا 304 پر نَقل کرتے ہیں: کسی نبی یا ولی کے قُرب میں (یعنی قریب)

مسجد بنانا اور اُن کی قبرِ کریم کے پاس نماز پڑھنا نہ اُن دو نیتوں سے (یعنی نہ نماز سے قبر کی تعظیم مقصود ہو نہ ہی اُس قبر کی طرف مُنہ کرنے کی نیّت ہو) بلکہ اس لئے کہ ان کی مدد مجھے پہنچے اُن کے قُرب کی بَرَکت سے میری عبادت کامل ہو، اس میں کچھ مُضایَقہ نہیں کہ وارِد ہوا ہے کہ **اسمٰعیل** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا مزارِ پاک ''حطیم'' میں مِیزابُ الرَّحمۃ کے نیچے ہے اور حطیم میں اور سنگِ اَسْوَدو زَمْزَم کے درمیان **ستّر پیغمبروں کی قبریں** ہیں عَلَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور وہاں نماز پڑھنے سے کسی نے مَنْع نہ فرمایا۔ (لمعات التنقیح شرح مشکاۃ المصابیح ج۳ ص ۵۲)

''یا نبی! چشمِ کرم'' کے گیارہ حُرُوف کی نسبت سے مسجدُ الحرام میں ''نمازِ مصطفٰے'' کے 11 مقامات

﴿۱﴾ بیتُ اللّٰہ شریف کے اَندر ﴿۲﴾ مَقامِ ابراہیم کے پیچھے ﴿۳﴾ مَطاف کے کَنارے پر حجرِ اَسْوَد کی سیدھ میں ﴿۴﴾ حَطیم اور بابُ الکعبہ کے دَرمیان رُکنِ عراقی کے قریب ﴿۵﴾ مقامِ حُفْرہ پر جو بابُ الکعبہ اور حطیم کے دَرمیان دیوارِ کعبہ کی جڑ میں ہے۔ اِس مَقام کو ''مَقامِ اِمامتِ جبرائیل'' بھی کہتے ہیں۔ شَہَنْشاہِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسی مقام پر سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام کو پانچ نمازوں میں اِمامت کا شَرَف بخشا۔ اِسی مُبارَک مَقام پر سیِّدُنا ابراہیم خَلِیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ''تعمیرِ کعبہ

مسجد الحرام

مسجدِ جنّ

مسجدِ جِعِرَّانہ

مسجدِ تَنعِیم
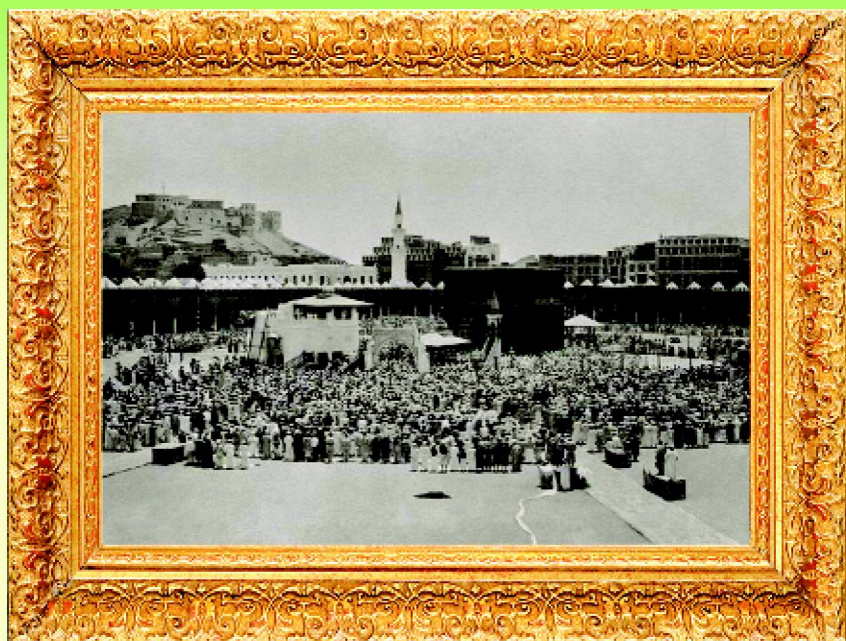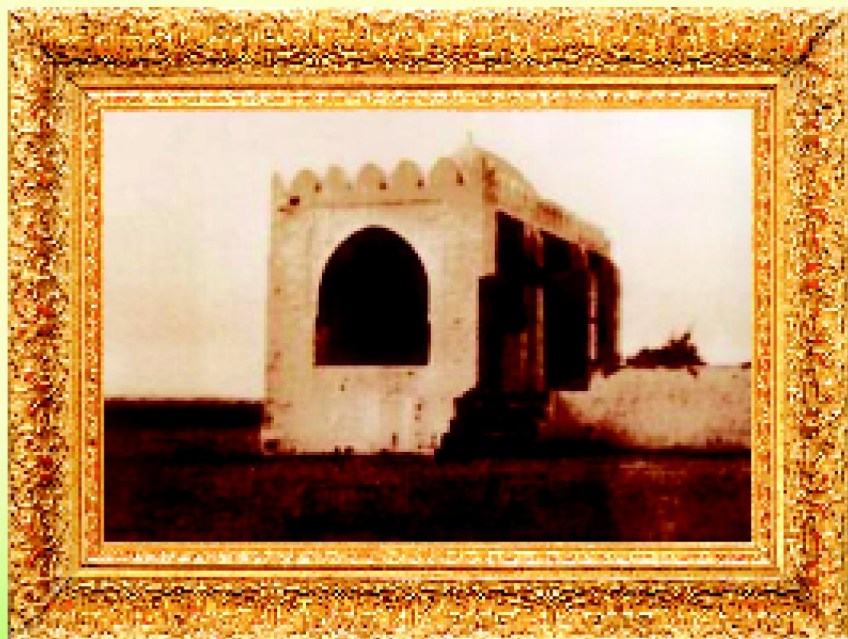
''کے وَقت مِٹّی کا گارا بنایا تھا ﴿۶﴾ **بابُ الکعبہ** کی طرف رُخ کر کے۔ (دروازۂ کعبہ کی سیدھ میں نَماز ادا کرنا تمام اَطراف کی سیدھ سے افضل ہے[۱])

﴿۷﴾ **میزابِ رَحْمت** کی طرف رُخ کر کے۔ (کہا جاتا ہے کہ مزار ضیا بار میں سرکارِ عالی وَقار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرۂ پُر انوار اِسی جانب ہے) ﴿۸﴾ تمام حَطِیم میں خُصُوصاً **میزابِ رَحْمت** کے نیچے ﴿۹﴾ رُکنِ اَسْوَد اور **رُکنِ یَمانی** کے درمیان ﴿۱۰﴾ **رُکنِ شامی** کے قریب اِس طرح کہ ''بابِ عُمرہ'' آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پُشتِ اَقدس کے پیچھے ہوتا۔ خواہ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ''حَطِیم'' کے اندر ہو کر نماز ادا فرماتے یا باہَر ﴿۱۱﴾ حضرتِ سیِّدُنا آدم **صَفیُّ اللّٰہ** علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے نَماز پڑھنے کے مقام پر جو کہ رُکنِ یَمانی کے دائیں یا بائیں طرف ہے اور ظاہِر تَر یہ ہے کہ مُصَلّیِ آدم ''مُسْتَجار'' پر ہے۔ (کتاب الحج ص ۲۷۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۲) مسجدِ جن مدینہ

یہ مسجد جنَّتُ المَعلٰی کے قریب واقِع ہے۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے

---

[۱] کہا جاتا ہے: پاک و ہند دروازۂ کعبہ ہی کی سَمت واقع ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ ط وَاللّٰہُ تعالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نمازِ فجر میں قراٰنِ پاک کی تِلاوت سن کر یہاں جنّات مسلمان ہوئے تھے۔

بوڑھا جنّ!

حضرتِ سیِّدُنا سَہل بن عبدُاللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ نے ایک بوڑھے جِنّ کو دیکھا جو ایک بیش قیمت خوبصورت جُبّہ پہنے بیتُ اللّٰہ شریف کی طرف منہ کر کے نَماز پڑھ رہا ہے، اس کے سلام پھیرنے پر انہوں نے اُسے سلام کیا، سلام کا جواب دیا اور کہا: آپ اِس جُبّے پر تَعَجُّب کر رہے ہیں! یہ جُبّہ 700 برس سے میرے پاس ہے، میں نے اِسی جُبّے میں حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا دیدار کیا ہے، اِسی میں پیارے پیارے آقا، مکّی مَدَنی مصطَفٰے، محمّدٌ رَّسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی سعادت پائی ہے۔ اور مزید سنئے، میں اُنہیں جِنّات میں سے ہوں جِن کے بارے میں سُوْرَۃُ الْجِنّ نازِل ہوئی ہے۔ (صفۃ الصفوۃ ج ٤ ص ٣٥٧، بلد الامین ص ١٢٨)

جنّ و انسان و مَلَک کو ہے بھروسا تیرا
سروَرا! مَرجعِ کُل ہے درِ والا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۳) مسجدُ الرّایَہ

یہ مسجدِ جنّ کے قریب ہی سیدھے ہاتھ کی طرف ہے۔ "رایَۃ" عَرَبی میں جھنڈے کو

کہتے ہیں۔ یہ وہ تاریخی مَقام ہے جہاں **فتحِ مَکّہ** کے موقع پر ہمارے پیارے پیارے آقا، سردارِ مکۂ مکرَّمہ، سرکارِ مدینۂ منوَّرہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا جھنڈا شریف نَصْب فرمایا تھا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۴) مسجدِ خَیف

مسجدِ خَیف: یہ مِنٰی شریف میں واقِع ہے۔ حَجَّۃُ الْوَداع کے موقع پر مکّے مدینے کے تاجدار، محبوبِ ربِّ غفّار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں نَماز ادا فرمائی ہے۔ مدینے کے سلطان، رَحمتِ عالَمِیّان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رَحمت نشان ہے: **صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِ الْخَیْفِ سَبْعُوْنَ نَبِیًّا** یعنی مسجِدِ خَیف میں 70 **اَنْبِیاء** (علیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) نے نَماز ادا فرمائی۔ (مُعجَم اَوسط ج ٤ ص ١١٧ حدیث ٥٤٠٧) ایک اور روایت میں فرمایا: **فِیْ مَسْجِدِ الْخَیْفِ قَبْرُ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا** یعنی مسجِدِ خیف میں **70 اَنْبِیاء** (علَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) کی قبریں ہیں۔ (مُعجَم کبیر ج ١٢ ص ٣١٦ حدیث ١٣٥٢٥) اب اس مسجد شریف کی کافی توسیع ہو چکی ہے، مزارات کی زیارت نہیں ہوسکتی۔ زائرینِ کرام کو چاہیے کہ بصد عقیدت واحترام اِس مسجِد شریف کی زیارت کریں، انبیائے کرام علَیہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمتوں میں اِس طرح سلام عرض کریں: **اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَنْبِیَاءَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ** ط پھر ایصالِ ثواب کرکے دُعا مانگیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۵) مسجدِ جعرّانہ

مکۂ مکرّمہ زادھا اللہُ شرفاً و تعظیماً سے جانبِ طائف تقریباً 26 کلومیٹر پر واقع ہے۔ آپ بھی یہاں سے عُمرے کا اِحرام باندھئے کہ فتحِ مکہ کے بعد طائف شریف فتح کر کے واپَسی پر ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں سے عُمرے کا اِحرام زیبِ تن فرمایا تھا۔ یوسف بن مالک علیہ رحمۃُ اللہ الخالق فرماتے ہیں: مقامِ جعرّانہ سے 300 اَنْبیائے کرام علیہمُ الصّلٰوۃُ والسّلام نے عُمرے کا احرام باندھا ہے، سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جِعرّانہ پر اپنا عصا مبارک گاڑا جس سے پانی کا چشمہ اُبلا جو نہایت ٹھنڈا اور میٹھا تھا (بلدالامین ص ۲۲۱، اخبار مکہ، ج ۵ ص ۶۲، ۶۹) مشہور ہے اُس جگہ پر کُنواں ہے۔ سیِّدُنا ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طائف سے واپَسی پر یہاں قِیام کیا اور یہیں مالِ غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 28 شوالُ المکرّم کو یہاں سے عُمرے کا احرام باندھا تھا۔ (بلدالامین ص ۲۲۰، ۲۲۱) اِس جگہ کی نسبت قُریش کی ایک عورت کی طرف ہے جس کا لقب جِعرّانہ تھا۔ (ایضاً ص ۱۳۷) عوام اِس مقام کو "بڑا عُمرہ" بولتے ہیں۔ یہ نہایت ہی پُر سوز مقام ہے، حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبدالحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القوی "اخبارُ الاخیار"

میں نَقل کرتے ہیں کہ میرے پیرو مرشد حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبدُ الوہّاب مُتَّقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے مجھے تاکید فرمائی ہے کہ موقع ملنے پر جِعِرّانہ (جِ۔عِرّ۔رانہ) سے ضَرور عُمرے کا احرام باندھنا کہ یہ ایسا مُتَبَرَّک مقام ہے کہ میں نے یہاں ایک رات کے مختصر سے حصّے کے اندر سو سے زائد بار مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خواب میں دیدار کیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ علٰی اِحْسانِہٖ۔ حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبدُ الوہاب مُتَّقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کا معمول تھا کہ عمرے کا احرام باندھنے کیلئے روزہ رکھ کر پیدل جِعِرّانہ جایا کرتے تھے۔

(مُلَخَّص از اخبار الاخیار ص۲۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۶) مسجدِ تنعیم

مسجدُ الحرام سے تقریباً سات کلومیٹر پر حدودِ حرم سے باہَر مقامِ تَنْعِیم پر یہ عالی شان مسجد واقِع ہے، اِسے ''مسجدِ عائشہ'' بھی کہتے ہیں۔ خوش نصیب زائرینِ کرام یہاں سے عُمرے کا اِحْرام باندھتے ہیں، عوام اِس مقام کو ''چھوٹا عُمرہ'' بولتے ہیں۔ اِس مسجد کا تاریخی پس منظر مُلاحَظہ ہو چُنانچہ ۹ھ میں جب حضور سیِّدِ عالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم حج کے لئے تشریف لائے اُمُّ الْمؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ساتھ تھیں، باری کے

دنوں کے باعث طواف ادا نہ کرسکیں، حضور سرورِ معصوم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو انہیں مَغْمُوم پایا۔فرمایا: عائِشہ پریشان نہ ہو یہ عارِضہ بَناتِ آدم (یعنی خواتین) پر لکھا گیا ہے۔حُضُورِ پُرنور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے بھائی حضرتِ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو فرمایا: عائشہ کو لیجائیں اور مقامِ تَنعِیم سے اِحْرام باندھ کر عمرہ کرلیں۔

(بخاری ج۱ ص۱۲۷ حدیث۳۱۷، بلدالامین ص۱۳۸)

ابولہب اور اس کی بیوی کی قبریں

ابنِ جُبَیر نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے: تنعیم سے کچھ دُور بائیں طرف **ابولہب** اور اس کی بیوی **اُمِّ جمیل** کی قبریں ہیں جن پر پتّھروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اب تک لوگ آتے جاتے اِن مَنحوس قبروں پر پتھراؤ کرتے ہیں۔(وَالعِیاذُ بِاللّٰہِ تعالٰی۔) (بلدالامین ص۱۳۸، تاریخ مکہ ص٤٤٥) آج کل کا معلوم نہیں کہ ان کی قبریں نظر آتی ہیں یا زمین میں دھنس گئی ہیں یا کسی عمارت تلے دَب گئی ہیں۔بہرحال یہ کوئی زِیارت گاہ نہیں صرف عِبرت کے لئے تذکِرہ کردیا ہے۔

نہ اُٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم!
کہ جس کو تُو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

مسجد تنعیم کی تعمیرات

تنعیم کے اِس تاریخی مقام پر سب سے پہلے محمد بن علی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے مسجِد تعمیر کی ، پھر ابُو الْعباس امیرِ مکّہ نے قُبّہ (یعنی گنبد) بنوایا، بعدازاں ایک بوڑھی خاتون نے خوبصورت مسجِد بنوائی۔

(بلدالامین ص ۱۳۸،۱۳۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۷) مسجد نمرہ

یہ عالی شان مسجِد میدانِ عرفات کے مغرِبی (west) کنارے پر اپنے جلوے لُٹا رہی ہے، اِس کے مزید دو نام یہ ہیں: (۱) مسجِدِ عَرفہ (۲) مسجِدِ ابراھیم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۸) مسجد ذی طُوی

مسجدُ الحرام سے جانِبِ تنعیم جاتے ہوئے راستے میں یہ مسجِد واقِع تھی۔ شہنشاہِ دوعالَم، شافعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عمرہ یا حج کے مبارک سفر میں اِسی مسجِدِ مقدّس کو نوازا، یہاں رات قیام بھی فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اتباع یعنی

پیروی میں سیّدُنا عبدُاللّٰہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنے اسفارِ مقدّسہ (یعنی مبارک سفروں) میں ایسا ہی کیا۔ (بلد الامین ص ۱٤۳ ابخاری ج ا ص ۲۳٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

(۹) مسجدِ کبش مدینہ

مسجدِ کَبش کوہِ ثَبِیر کے پہلو میں ہے۔ اِسی مقدّس مقام پر سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے ارشاد ہوا:

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

(پ۲۳، الصّٰفّٰت: ۱۰۵)

(بلد الامین ص ۱٤٤) کہا جاتا ہے اِسی مقام پر حضرتِ سیِّدُنا اسمٰعیل ذَبیحُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو ذَبح کیلئے لٹایا گیا تھا، یہیں جنّت سے نازل شُدہ مینڈھا ذَبح ہوا تھا، یہ قَبولیّتِ دعا کا مقام ہے، اب مسجِد کی زِیارت نہیں ہوسکتی۔ یہ مقام مکّۂ مکرَّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے آتے وقت ''بڑے شیطان'' کی سیدھی جانب 70یا80 قدم کے فاصلے پر ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

غارِ مُرسلات

غارِ مُرسلات منیٰ شریف کی مسجدِ خَیف سے شمال (NORTH) کی طرف پہاڑ پر واقع ہے، یہ پہاڑ عَرَفات شریف سے منیٰ آتے ہوئے سیدھے ہاتھ کی طرف پڑے گا۔ **سرورِ کائنات** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اِس مبارَک غار میں ''سورۃُ الْمُرسلات'' نازِل ہوئی۔ کہا جاتا ہے سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **اس مبارک غار میں تشریف فرما ہوئے تو اوپر کے پتّھر** سے سرِ انور مَس (TOUCH) ہوا، پتّھر نرم ہو گیا اور اس میں **سرِ پاک کا نشان** بن گیا۔ عاشِقانِ رسول حُصولِ بَرَکت کیلئے اِس نشانِ مبارَک سے اپنا سر لگاتے ہیں۔

(بلد الامین ص ۲۱۵، کتاب الحج ص ۲۹۷ بتغیر)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

وِلادت گاہِ سرورِ عالَم صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حضرتِ علّامہ قطب الدّین عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْمُبِین فرماتے ہیں: حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی **وِلادت گاہ** پر دُعا قبول ہوتی ہے۔ (بلد الامین ص ۲۰۱) یہاں پہنچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ **کوہِ مروہ** کے کسی بھی قریبی دروازے سے باہَر آجائیے۔ سامنے نمازیوں کیلئے بَہُت بڑا اِحاطہ بنا ہوا ہے، اِحاطے کے اُس پار یہ مکانِ عالیشان اپنے جلوے لُٹا رہا ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دُور ہی سے نظر

آ جائے گا۔ خلیفہ ہارون رشید علیہ رَحمَۃُ اللّٰہِ المجید کی والِدۂ محترمہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ علیہا نے یہاں مسجِد تعمیر کروائی تھی۔ آجکل اس مکانِ عظمت نشان کی جگہ لائبریری قائم ہے اوراس پر یہ بورڈ لگا ہوا ہے: ''مَکۡتَبَۃُ مَکَّۃَ الۡمُکَرَّمَۃ''

جبلِ ابو قُبیس

یہ دُنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے، مسجِد الحرام کے باہَر صَفا و مَروہ کے قریب واقِع ہے۔ اِس پہاڑ پر دُعا قَبول ہوتی ہے، اہلِ مکّہ قَحط سالی کے موقع پر اس پر آ کر دُعا مانگتے تھے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ **حَجرِ اَسوَد** جنّت سے یہیں نازِل ہُوا تھا (الترغیب والترہیب ج۲ص۱۲۵حدیث۲۰) اِس پہاڑ کو ''اَلۡاَمین'' بھی کہا گیا ہے کہ ''طوفانِ نوح'' میں حَجرِ اَسوَد اِس پہاڑ پر بحفاظت تمام تشریف فرما رہا، ایک روایت کے مطابق کعبۂ مشرَّفہ کی تعمیر کے موقع پر اِس پہاڑ نے حضرتِ سیِّدُنا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو پکار کر عرض کی: ''حَجرِ اَسوَد اِدھر ہے۔'' (بلد الامین ص ۲۰۴ بتغیر قلیل) منقول ہے، ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِسی پہاڑ پر جلوہ اَفروز ہو کر **چاند** کے دو ٹکڑے فرمائے تھے۔ چُونکہ مَکَّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا پہاڑوں کے دَرمیان گھرا ہُوا ہے چُنانچہ اس پر سے چاند دیکھا جاتا تھا پہلی (دوسری اور تیسری) رات کے چاند کو ہِلال کہتے ہیں لہٰذا اس جگہ پر بطورِ یادگار **مسجِدِ ہِلال** تعمیر کی گئی۔ بعض لوگ اِسے مسجِدِ بِلال رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

مسجدِ نمرہ

غارِ جَبَلِ ثَور

غارِ حرا

جنّتُ المَعلٰی

کہتے ہیں۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔ پہاڑ پر اب شاہی محل تعمیر کر دیا گیا ہے، اور اب اُس مسجد شریف کی زیارت نہیں ہو سکتی۔ ۱۴۰۹ھ کے موسمِ حج میں اِس محل کے قریب بم کے دھماکے ہوئے تھے اور کئی حُجّاجِ کرام نے جامِ شہادت نوش کیا تھا، اِس لئے اب محل کے گرد سخت پہرا رہتا ہے۔ محل کی حفاظت کے پیشِ نظر اسی پہاڑ کی سُرنگوں میں بنائے ہوئے وُضوخانے بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ایک رِوایت کے مطابِق حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اِسی جَبَلِ ابو قُبَیس پر واقِع ''غارُ الکنز'' میں مَدفُون ہیں جبکہ ایک مُستَنَد رِوایت کے مطابِق مسجدِ خَیف میں دَفْن ہیں جو کہ مِنٰی شریف میں ہے۔ وَاللّٰہُ تعالیٰ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم۔

جَبَلِ نور و جَبَلِ ثَور اور ان کے غاروں کو سلام
نور برساتے پہاڑوں کی قِطاروں کو سلام (وسائلِ بخشش ص۵۸۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمّد

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مکان

مکّے مدینے کے سُلطان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم جب تک مکّہ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں رہے اِسی مکانِ عالی شان میں سُکُونت پذیر رہے۔ شہزادۂ عظیم سیِّدُنا ابراھیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ تمام اولاد بَشُمول شہزادیٔ

کونَین بی بی فاطمہ زَہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کی یہیں وِلادت ہوئی۔ سیِّدُنا جبرئیلِ امین عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بارہا اِس مکانِ عالیشان کے اندر بارگاہِ رسالت میں حاضِری دی، حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر کثرت سے نُزولِ وَحی اسی میں ہوا۔ مسجِدِ حرام کے بعد مَکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا میں اِس سے بڑھ کر افضل کوئی مقام نہیں۔ صد کروڑ بلکہ اربوں کھربوں افسوس! کہ اب اِس مکانِ والا شان کے نشان تک مٹا دیئے گئے ہیں اور لوگوں کے چلنے کے لئے یہاں ہموار فَرش بنا دیا گیا ہے۔ مروہ کی پہاڑی کے قریب واقع بابُ الْمَرْوَہ سے نکل کر بائیں طرف (LEFT SIDE) حسرت بھری نگاہوں سے صِرف اِس مکانِ عرش نشان کی فضاؤں کی زِیارت کرلیجئے۔

اے خدیجہ! آپ کے گھر کی فضاؤں کو سلام
ٹھنڈی ٹھنڈی دلکشا مہکی ہواؤں کو سلام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

غارِ جبلِ ثَور

یہ غار مُبارَک مَکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا کی دائیں جانب ''مَحَلّۂ مَسفلہ'' کی طرف کم و بیش چار کلومیٹر پر واقع ''جبلِ ثور'' میں ہے۔ یہ وہ مقدّس غار ہے جس کا ذِکر قراٰنِ کریم میں ہے، مکّے مدینے کے تاجوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے
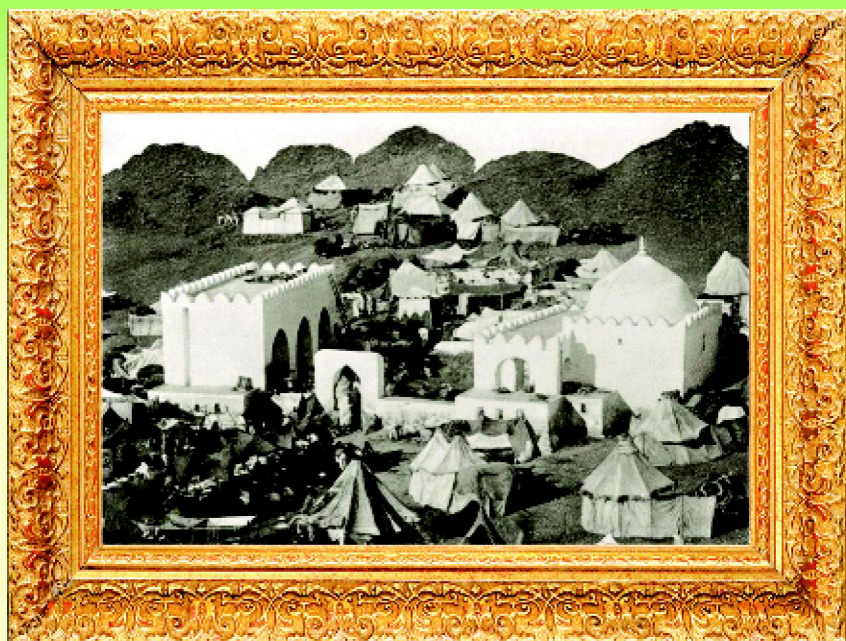
غارِ مُرسلات

ولادت گاہِ سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِها الصَّلٰوۃ وَالسَّلام

یارِ غار و یارِ مزار عاشقِ اکبر حضرتِ **سیِّدُنا صدِّیقِ اکبر** رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ بوَقتِ ہِجرت یہاں **تین رات** قِیام پذیر رہے۔ جب دُشمن تلاشتے ہوئے **غارِ ثور** کے منہ پر آ پہنچے تو حضرتِ سیِّدُنا صدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ **غمزدہ** ہوگئے اور عرض کی: یا رسولَ اللہ! دُشمن اتنے قریب آچکے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں کی طرف نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے، سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تسلّی دیتے ہوئے فرمایا: **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ** ترجَمۂ کنزالایمان: غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے (پ ۱۰، التوبہ: ۴۰) اِسی **جَبَلِ ثور** پر قابیل نے سیِّدُنا **ہابیل** رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کیا۔

خوب چومے ہیں قدم ثور و حرا نے شاہ کے
مہکے مہکے پیارے پیارے دونوں غاروں کو سلام (وسائلِ بخشش ص ۵۸۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

غارِ حرا

تاجدارِ رِسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ظُہورِ رِسالت سے پہلے یہاں ذِکر و فِکر میں مشغول رہے ہیں۔ یہ قبلہ رُخ واقع ہے۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پہلی وَحی اِسی غار میں اُتری، جو کہ **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ﴿۱﴾** سے **مَالَمْ یَعْلَمْ** تک پانچ آیتیں ہیں۔ یہ غارِ مُبارَک مسجدُ الحرام سے جانبِ مشرِق تقریباً تین میل پر واقع ''جبلِ حِرا'' پر ہے، اس مبارک پہاڑ کو **جَبَلِ نور** بھی کہتے ہیں۔

''غارِحرا'' غارِثور سے افضل ہے کیوں کہ غارِثور نے تین دن تک سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدم چومے جبکہ **غارِ حرا** سلطانِ دوسرا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبتِ بابرکت سے زیادہ عرصہ مشرَّف ہوا۔

قِسمتِ ثَور و حِرا کی حِرص ہے
چاہتے ہیں دِل میں گہرا غار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دارِ ارقم

دارِ اَرقم کوہِ صَفا کے قریب واقع تھا۔ جب کُفّارِ جفا کار کی طرف سے خطرات بڑھے تو سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِسی میں پوشیدہ طور پر تشریف فرما رہے۔ اِسی مکانِ عالیشان میں کئی صاحِبان مُشرَّف بہ اسلام ہوئے۔ سیِّدُ الشُّھَدا حضرتِ سیِّدُنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اِسی مکانِ بَرَکت نشان میں داخلِ اِسلام ہوئے۔ اِسی میں پارہ 10 سُوْرَۃُ الْاَنْفَال آیت نمبر 64 یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۠ نازِل ہوئی۔ خلیفہ ہارون رشید علیہ رَحمَۃُ اللہِ المجید کی والِدۂ ماجِدہ رَحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہا نے اِس جگہ پر **مسجِد** بنوائی۔ بعد کے کئی خُلَفاء اپنے اپنے دَور میں اِس کی تزئین (یعنی زینت دینے) میں حصّہ لیتے رہے۔ اب یہ توسیع میں شامل کرلیا گیا ہے اور اس کی کوئی علامت نہیں ملتی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مَحَلَّۂ مَسفَلَہ

یہ مَحَلَّہ بڑا تاریخی ہے، حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام یہیں رہا کرتے تھے، حضراتِ صدیق وفاروق وحمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اِسی مَحَلَّۂ مبارکہ میں قِیام پذیر تھے۔ یہ مَحَلَّہ خانۂ کعبہ کے حصّۂ دیوار ''مُستجار'' کی جانب واقِع ہے۔

رحمتیں ہوں اس مَحلّے پر اے ربِّ دوجہاں!

تھا مکاں اِس میں نبی کا تھے صَحابہ کے مکاں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جنّتُ المَعلٰی

جنّتُ البَقِیع کے بعد جنّتُ المَعْلٰی دُنیا کا سب سے افضل قبرِستان ہے۔ یہاں اُمُّ المؤمنین خدیجۃُ الکُبریٰ، حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن عمر اور کئی صَحابہ و تابِعین رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن اور اَولیاء و صالحین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ المُبِین کے مزاراتِ مقدّسہ ہیں۔ اب اِن کے قُبّے (یعنی گنبد) وغیرہ شہید کر دیئے گئے ہیں، مزارات مِسمار کرکے اُن پر راستے نکالے گئے ہیں۔ لِہٰذا باہَر رہ کر دُور ہی سے اِس طرح سلام عرض کیجئے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ

سلام ہو آپ پر اے قبروں میں رہنے والے

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ

مومنو اور مسلمانو! اور ہم بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہ

بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ط نَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ط

آپ سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے آپ کی اور اپنی عافیت کے طالب ہیں۔

اپنی، اپنے والدین اور تمام اُمّت کی مغفِرت کے لئے دُعا مانگئے اور بالخُصوص اَہلِ جنّتُ المَعْلٰی کے لئے اِیصالِ ثواب بھی کیجئے۔ اِس قبرِستان میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

جنّتُ المَعْلٰی کے مدفُونین پر لاکھوں سلام
بے عدد ہوں رحمتیں اللہ کی ان پر مُدام

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مزارِ میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا

سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے حضرتِ سیِّدَتُنا میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بحالتِ احرام نکاح فرمایا۔ **مدینہ** روڈ پر ''نَوارِیہ'' کے قریب مقامِ سَرِف پر واقع ہے۔ یہ مزار شریف اگرچہ **مکّۂ مکرَّمہ** زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے باہَر ہے تاہم یہاں حُجّاج کوشش کریں تو حاضری دے سکتے ہیں، حُصُولِ سعادت اور بااُمیدِ نُزولِ

رحمت سیِّدَتنا میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے مزار شریف کا ذِکر خیر کیا جاتا ہے۔ تادمِ تحریر (۱۶ شعبان المعظم ۱٤۳۳ھ) یہاں کی حاضِری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ آپ بس 2A یا 13 میں سُوار ہوجایئے، یہ بس مدینہ روڈ پر تنعیم یعنی مسجدِ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی ہے، مسجدُ الحرام سے تقریباً 17 کلومیٹر پر اِس کا آخِری اسٹاپ ''نَوارِیہ'' ہے، یہاں اُتر جایئے اور پلٹ کر روڈ کے اُسی کنارے پر مَکَّۃُ مکرّمہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما کی طرف چلنا شُروع کیجئے، دس یا پندرہ منٹ چلنے کے بعد ایک پولیس چیک پوسٹ (نکتۂ تفتیش) ہے پھر مَوقِفِ حُجّاج بنا ہوا ہے اس سے تھوڑا آگے روڈ کی اُسی جانب ایک چار دیواری نظر آئے گی، یہیں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا مَیمُونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مزار فائضُ الانوار ہے۔ یہ مزار مبارک سڑک کے بیچ میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سڑک کی تعمیر کیلئے اِس مزار شریف کو شہید کرنے کی کوشش کی گئی تو ٹریکٹر (TRACTOR) اُلٹ جاتا تھا، ناچار یہاں چار دیواری بنا دی گئی۔ ہماری پیاری پیاری امّی جان سیِّدَتُنا مَیمُونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی کرامت مرحبا!

اہلِ اِسلام کی مادَرانِ شفیق   بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

بعدِ وفات سیِّدَتُنا میمونہ نے انگور کھلائے

اُمُّ المُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا مَیمُونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بعدِ وفات رونُما ہونے والی کرامت پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے۔ چُنانچہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا

کے مزار پُر انوار کا ظاہری دروازہ جن دنوں زائرین کیلئے کُھلا رہتا تھا اُن دنوں کی **حِکایت** ایک زائر کی زَبانی سنئے: آدھی رات کے وَقت ہم **مکّۂ مکرَّمہ** زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً سے **مدینۂ منوَّرہ** زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً جانے والے راستے پر واقع مقامِ سَرِف پہنچے جہاں **اُمُّ الْمُؤمِنین** حضرتِ سیِّدَتُنا **میمونہ** رضی اللہ تعالٰی عنہا کا مزار ہے، عجیب اتِّفاق ہے کہ اُس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا، بھوک کی شدّت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی، روٹی حاصِل کرنے کی بَہُت کوشش کی مگر کہیں سے نہ ملی، مجبوراً زیارت کے لئے حجرۂ مقدّسہ میں گیا، میں نے مزارِ فائض الانوار کے سامنے سلام عَرض کیا، **سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ** اور **سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص** پڑھ کر ان کی رُوحِ پُرفُتُوح کو ایصالِ ثواب کیا، فقیرانہ صدا لگائی: "اے پیاری امّی جان! میں آپ کا مہمان ہوں، کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمایئے اور اپنے الطافِ کریمانہ سے مجھے محروم نہ لوٹایئے۔" میں بیٹھا ہوا تھا کہ رزّاقِ مُطلَق جَلَّ جلالُہٗ کی طرف سے یکا یک **تازہ انگور کے دو گُچھے** میرے ہاتھ میں آ گئے! عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور مُیَسَّر نہ تھے، میں حیران رہ گیا، ایک گُچھا تو میں نے وَہیں کھالیا، مزار شریف سے باہَر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ (مخزنِ احمدی ص ٩٩)

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

مدینے کی زیارتیں

دُرُود شریف کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، صاحِبِ معطّر پسینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عافیّت نشان ہے: جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار دُرُودِ پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنّت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے۔
(اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب ج۲ ص۳۲۸ حدیث۲۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

مدینۃُ المنوَّرہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ذکرِ مدینہ عاشِقانِ رسول کے لئے باعِثِ راحتِ قلب وسینہ ہے۔ عُشّاقِ مدینہ اِس کی فُرقت میں تڑپتے اور زیارت کے بے حد مشتاق رہتے ہیں۔ دنیا کی جتنی زبانوں میں جس قدر قصیدے مدینۃُ المنوَّرہ زادَھا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا کے ہجر و فِراق اور اس کے دیدار کی تمنّا میں پڑھے گئے یا

پڑھے جاتے ہیں اُتنے دنیا کے کسی اور شہر یا خِطّے کے لئے نہیں پڑھے گئے اور نہیں پڑھے جاتے، جسے ایک بار بھی مدینے کا دیدار ہو جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بَخت بیدار سمجھتا اور مدینے میں گزرے ہوئے حَسین لمحات کو ہمیشہ کیلئے یادگار قرار دیتا ہے۔ کسی عاشقِ رسول نے کیا خوب کہا ہے! ؎

وُہی ساعَتیں تھیں سُرور کی، وُہی دن تھے حاصلِ زندَگی
بَحُضورِ شافِعِ اُمّتاں مِری جِن دنوں طَلَبی رہی

مدینۃُ المنوَّرہ زادھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا کی زیارات'' کی تفصیلات سے قبل دِیارِ حبیب کے کچھ فضائل مُلاحظہ فرمالیجئے تا کہ دل میں مدینے کی مَحَبَّت و لگن مزید مَوج زَن ہو:

قرآنِ پاک میں ذکرِ مدینہ

قرانِ کریم میں مُتَعدِّد مقامات پر ذِکرِ مدینہ کیا گیا ہے مَثَلاً پارہ 28 سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْن آیت نمبر 8 میں ہے:

یَقُوْلُوْنَ لَىٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ ﴿۸﴾	ترجَمۂ کنزالایمان: کہتے ہیں: ''ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزّت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اُسے جو نہایت ذلّت والا ہے'' اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر مُنافِقوں کو خبر نہیں۔

(پ ۲۸، المنافقون:۸)

مدینۃُ المنوَّرہ کے بارہ حُرُوف کی نسبت سے مدینے کے 12 نام

مدینۃُ المنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیۡماً کے عُلمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلام نے کم و بیش 100 نام لکھے ہیں اور دنیا کے کسی بھی شہر کے اِتنے نام نہیں۔ حُصُولِ بَرَکت کیلئے یہاں صِرف 12 مبارک نام پیش کئے جاتے ہیں: ﴿۱﴾ مدینہ ﴿۲﴾ مدینۃُ الرَّسُول ﴿۳﴾ طَیِّبہ ﴿۴﴾ دَارُالْاَبرار ﴿۵﴾ طابہ ﴿۶﴾ مبارَکہ ﴿۷﴾ ناجِیہ ﴿۸﴾ عاصِمہ ﴿۹﴾ شافِیہ ﴿۱۰﴾ حَسَنہ ﴿۱۱﴾ جَزیرۃُ الْعرب ﴿۱۲﴾ سَیِّدۃُ الْبُلْدان

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خُلد
سوزِشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں (حدائقِ بخشش شریف)

مدینۃُ المنوَّرہ میں مرنے کی فضیلت

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ”تم میں سے جو مدینے میں مرنے کی اِستطاعت رکھے وہ مدینے ہی میں مرے کیونکہ جو مدینے میں مرے گا میں اُس کی شَفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہی دوں گا۔“

(شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۷ حدیث ۱۴۸۲)

زمیں تھوڑی سی دیدے بہرِ مدفن اپنے کُوچے میں

لگا دے میرے پیارے میری مٹّی بھی ٹھکانے سے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دجّال مدینۃُ المنوَّرہ میں داخل نہیں ہوسکتا

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ خوشگوار ہے: **عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِینَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَّا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ** مدینے میں داخل ہونے کے تمام راستوں پر فِرِشتے ہیں، اس میں طاعون اور **دجّال** داخل نہ ہوں گے۔

(بُخاری ج۱ ص۶۱۹ حدیث ۱۸۸۰)

مدینۃُ المنوَّرہ ہر آفت سے محفوظ

نبیِّ مُکَرَّم، **نُورِ مُجَسَّم** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: ''اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! مدینے میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اُس پر دو فرِشتے ہیں جو اِس کی حفاظت کر رہے ہیں۔'' (مسلم ص۷۱۴ حدیث ۱۳۷۴)

امام نَوَوی (نَ۔وَ۔وی) فرماتے ہیں: اس روایت میں **مدینۃُ المنوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْمًا کی **فضیلت** کا بیان ہے اور **تاجدارِ رسالت** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں اسکی حفاظت کی جاتی تھی، کثرت سے فِرِشتے حفاظت کرتے

اور انھوں نے تمام گھاٹیوں کو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عزّت افزائی کے لئے گھیرا ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی ج ۵ جزء ۹ ص ۱۴۸)

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صلَّى اللهُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدینے کے تازہ پھل

حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ لوگ جب موسم کا پہلا **پھل** دیکھتے، اُسے حُضُورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سَیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ سراپا رحمت میں حاضِر لاتے، سرکارِ نامدار (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اسے لے کر اس طرح دُعا کرتے: الٰہی! تو ہمارے لیے ہمارے پھلوں میں بَرَکت دے اور ہمارے لیے ہمارے مدینے میں بَرَکت کر اور ہمارے صاع ومُد (یہ پیمانوں کے نام ہیں ان) میں بَرَکت کر، **یااللہ**! (عَزَّوَجَلَّ) بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکّے کے لیے تجھ سے دُعا کی اور میں مدینے کے لیے تجھ سے دُعا کرتا ہوں، اُسی کی مِثل جس کی دعا مکّے کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینے کی برکتیں مکّے سے دُگنی ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچّہ سامنے ہوتا اُسے بلا کر وہ پھل عطا فرما دیتے۔ (مسلم ص ۷۱۳ حدیث ۱۳۷۳)

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم!

ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدینہ لوگوں کو پاک و صاف کرے گا

رسولِ نذیر، سراجِ مُنیر، محبوبِ ربِّ قدیر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ دلپذیر ہے: ''مجھے ایک ایسی بستی کی طرف (ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اسے ''یَثْرِب'' کہتے ہیں اور وہ **مدینہ** ہے، (یہ بستی) لوگوں کو اس طرح پاک و صاف کرے گی جیسے بھٹّی لوہے کے مَیل کو۔''

(صحیح البخاری حدیث ۱۸۷۱، ج ۱، ص ۶۱۷)

مدینے کو یثرب کہنا گناہ ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس روایت میں **مدینۃُ المنوّرہ** زادھا اللہُ شرفاً وّ تعظیماً کو ''یَثْرِب'' کہنے کی مُمانعت کی گئی ہے۔

فتاوٰی رضویہ جلد 21 صفحہ 116 پر ہے: مدینہ طیّبہ کو یَثْرِب کہنا ناجائز وممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسولُ **اللہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **فرماتے ہیں:** جو مدینہ کو **یَثْرِب** کہے اُس پر توبہ واجب ہے، مدینہ **طابہ** ہے مدینہ **طابہ** ہے۔

علّامہ مَناوی ''تَیسِیر شَرحِ جامعِ صغیر'' میں فرماتے ہیں: اِس حدیث

سے معلوم ہوا کہ مدینۂ طَیِّبہ کا **یَثْرِب** نام رکھنا **حرام** ہے کہ **یَثْرِب** کہنے سے توبہ کا حکم فرمایا اور توبہ گناہ ہی سے ہوتی ہے۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۱ص۱۱۶)

یَثْرِب کہنا کیوں منع ہے؟

فتاوٰی رضویہ جلد 21 صَفْحہ 119 پر ہے: حضرتِ علّامہ **شیخ عبدُالحق مُحَدِّث دِہلوی** عَلَیْہِ رَحمۃُ اللہِ القَوی **اَشِعَّۃُ اللَّمعات شَرْحُ الْمِشکٰوۃ** میں فرماتے ہیں: آنحضرت صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہاں لوگوں کے رہنے سہنے اور جَمْع ہونے اور اس شہر سے **مَحَبَّت** کی وجہ سے اس کا نام "**مدینہ**" رکھا اور آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے **یَثْرِب** کہنے سے مَنْع فرمایا اِس لئے کہ یہ زمانۂ جاہلیّت کا نام ہے یا اِس لئے کہ یہ "ثَرْبٌ" سے بنا ہے جس کے معنٰی ہلاکت اور فساد ہے اور تَثْرِیْبٌ بمعنٰی سَرزَنِش اور ملامت ہے **یا** اس وجہ سے کہ یَثْرِب کسی بُت یا کسی جابِر وسَرکَش بندے کا نام تھا۔ **امام بخاری** (عَلَیْہِ رَحمۃُ اللہِ البارِی) اپنی تاریخ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ جو کوئی "**ایک مرتبہ یَثْرِب**" کہہ دے تو اسے (کَفّارے میں) "**دس مرتبہ مدینہ**" کہنا چاہیے۔ قرانِ مجید میں جو "**یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ**" (یعنی اے یَثْرِب والو!) آیا ہے۔ وہ دَراصل منافِقین کا قول (یعنی کہی ہوئی بات) ہے کہ **یَثْرِب** کہہ کر وہ **مدینۃُ المنوَّرہ** کی توہین کا ارادہ رکھتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ **یَثْرِب** کہنے والا **اللہ** تعالٰی سے اِستِغفار (یعنی توبہ) کرے

اور مُعافی مانگے۔اور بعض نے فرمایا ہے کہ **مدینۃُ المنوّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کو جو **یَثْرِب** کہے اُس کو سزا دینی چاہیے۔حیرت کی بات ہے کہ بعض بڑے لوگوں کی زَبان سے اَشعار میں لفظ ''**یَثْرِب**'' صادر ہوا ہے اور **اللہ** تعالیٰ خوب جانتا ہے اور عَظَمت وشان والے کا عِلم بالکل پُختہ اور ہر طرح سے مکمّل ہے۔

زندگی کیا ہے! مدینے کے کسی کُوچے میں موت
موت پاک و ہند کے ظُلمت کدے کی زندگی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدینے کی سختیوں پر صبر کرنے والے کیلئے شفاعت کی بشارت

شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: میرا کوئی اُمّتی مدینے کی تکلیف اور سختی پر صبر نہ کرے گا مگر میں قِیامت کے دن اُس کا شَفیع (یعنی شفاعت کرنے والا) ہوں گا۔ (مسلم ص۷۱٦ حدیث۱۳۷۸)

مُفَسِّرِشہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان اِس حدیثِ پاک کے تَحت لکھتے ہیں: (یعنی) شَفاعتِ خُصُوصی۔حق یہ ہے کہ یہ وعدہ ساری اُمّت کے لیے ہے کہ **مدینے** میں مرنے والے حُضُورِ انور (صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی اِس شَفاعت کے مستحق ہیں۔

طَیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شَہرِ شَفاعت نگر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

خیال رہے کہ حُضورِ انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجرت سے پہلے مکّۂ معظّمہ میں رہنا بہتر تھا اور ہجرت کے بعد فَتحِ مکّہ سے پہلے مکّۂ معظّمہ میں رَہنا مسلمان کو مَنْع ہوگیا، ہجرت واجِب ہوگئی اور فتحِ مکّہ کے بعد وہاں رَہنا تو جائز ہوا، مگر مدینۂ منوَّرہ میں رہنا افضل قرار پایا کہ یہاں حُضُور انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے قُرب ہے، اسی لیے زیادہ تر فضائل مدینۂ پاک میں رہنے کے آئے ہیں۔ (مراٰۃ المناجیح ج ٤، ص ٢١٠)

مدینہ اس لیے عطّار جان و دل سے ہے پیارا

کہ رہتے ہیں مِرے آقا مرے دلبر مدینے میں (وسائلِ بخشش ص ٤٠٦)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدینۃ المنورہ بہتر ہے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ روح پرور ہے: ''اہلِ مدینہ پر ایک زمانہ ایسا ضَرور آئے گا کہ لوگ خوشحالی کی تلاش میں یہاں سے چَراگاہوں کی طرف نکل جائیں گے، پھر جب وہ خوشحالی پالیں گے تو لوٹ کر آئیں گے اور اہلِ مدینہ کو اس کُشادگی کی طرف جانے پر آمادہ کریں گے حالانکہ اگر وہ جان لیں تو **مدینہ** ان کے لئے بہتر ہے۔'' (مسندامام احمدبن حنبل ج٥ ص١٠٦ حدیث١٤٦٨٦)

اُن کے دَر کی بھیک چھوڑیں سروری کے واسطے

اُن کے در کی بھیک اچّھی سروری اچھی نہیں (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمّد

مدینۃ المنوّرہ کی تنگدستی پر صبر کرنے والے کیلئے شفاعت کی بشارت

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ مدینے میں چیزوں کے نِرْخ (یعنی بھاؤ) بڑھ گئے اور حالات سخت ہو گئے تو سَرْوَرِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: ''صَبْر کرو اور خوش ہو جاؤ کہ میں نے تمہارے صاع اور مُد کو بابَرَکت کر دیا اور اکٹھّے ہو کر کھایا کرو کیونکہ ایک کا کھانا دو کو اور دو کا کھانا چار کو اور چار کا کھانا پانچ اور چھ کو کفایت کرتا ہے اور بیشک بَرَکت جماعت میں ہے تو جس نے مدینے کی تنگدستی اور سختی پر صَبْر کیا میں قِیامت کے دن اُس کی شَفاعت کروں گا یا اُس کے حق میں گواہی دوں گا اور جو اس کے حالات سے منہ پھیر کر مدینے سے نکلا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے بہتر لوگوں کو اس میں بسادے گا اور جس نے اہلِ مدینے سے بُرائی کرنے کا ارادہ کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس طرح پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ج۳ ص۶۵۷ حدیث ۵۸۱۹)

شہِ کونین نے جب صدقہ بانٹا
زمانے بھر کو دم میں کر دیا خوش (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مدینۂ طیبہ کی تکالیف پر صبر کی فضیلت

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 243 صفحات پر مشتمل کتاب ''بہشت کی کنجیاں'' صفحہ 116 پر ہے: **رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ جو شخص بِالقَصْد (یعنی ارادۃً) میری زیارت کو آیا وہ قِیامت کے دن میری مُحافَظَت (یعنی حفاظت) میں رہے گا اور جو شخص مدینے میں سُکُونت (یعنی رہائش اختیار) کریگا اور مدینے کی تکالیف پر صَبْر کریگا تو میں قِیامت کے دن اُس کی گواہی دوں گا اور اُس کی شَفاعت کروں گا اور جو شخص حَرَمَین (یعنی مکے، مدینے) میں سے کسی ایک میں مرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس کو اِس حال میں قبر سے اٹھائے گا کہ وہ قِیامت کے خوف سے اَمْن میں رہے گا۔

(مشکاۃ المصابیح ج ۱ ص ۵۱۲ حدیث ۲۷۵۵)

مدینے میں رہائش اختیار کرنا کیسا؟

یاد رہے! **مدینۃُ المنوَّرہ** زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں صِرْف اُسی کو قِیام کی اجازت ہے جو یہاں کا احتِرام برقرار رکھ سکتا ہو، جو ایسا نہیں

کرسکتا اُس کیلئے یہاں مُستقِل یا زیادہ عرصے رِہائش کی مُمانَعت ہے چنانچِہ **فتاوٰی رضویہ** مُخَرَّجہ جلد 10 صَفْحہ 695 پر ہے: (صاحِبِ فتح القدیر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: کیونکہ مدینۂ طیِّبہ میں رحمت اکثر، لُطف وافِر، کرم سب سے وسیع اور عَفْو (یعنی مُعافی ملنا) سب سے جلدی ہوتا ہے جیسا کہ شاہِدِ مُجرَّب (یعنی تجرِبے سے ثابت) ہے **وَالْحَمْدُلِلّٰہِ ربِّ العٰلمین**۔ اِس کے باوُجُود اُکتانے کا ڈر اور وہاں کے احترام وتَوقیر میں قلّتِ ادب کا خوف تو موجود ہے اور یہ بھی تو مُجاوَرَت سے مانِع (یعنی مستقل رہائش سے رکاوٹ) ہے، ہاں وہ افراد جو فِرِشتہ صفت ہوں تو اُن کا وہاں ٹھہرنا اور (طویل رِہائش اختیار کرکے) فوت ہونا سعادتِ کامِلہ ہے۔

مدینے میں اِستِنجاء کرنے کے مُتعلِّق حکایت

اعلٰی حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ **فتاوٰی رضویہ** جلد 10 صَفْحہ 689 پر ''اَلْمَدخَل'' کے حوالے سے **حِکایت** نَقْل کرتے ہیں: ''السَّیِّدُ الْجَلیل ابوعبدُاللّٰہ القاضی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ کے بارے میں بیان کیا گیا کہ انھیں شہرِ مدینہ میں رَفْعِ حاجت کی ضَرورت پیش آئی تو وہ شہر میں ایک مقام کی طرف گئے اور وہاں قضاءِ حاجت کا اِرادہ کیا تو غیب سے آواز آئی جو اس عمل سے انھیں منع کر رہی تھی، تو انھوں نے کہا: ''تمام حُجّاج ایسا کرتے ہیں،'' تو جواب میں تین دفعہ آواز آئی: کہاں کے

حُجّاج؟ کہاں کے حُجّاج؟ کہاں کے حُجّاج؟ پھر وہ شہر سے باہَر چلے گئے اور رَفعِ حاجت کی (یعنی پیشاب وغیرہ) اور پھر لوٹے۔

مدینے کا اصل قیام آقا کے احکام پر عمل کرنا ھے

آگے چل کر صاحِبِ مَدْخَل کے حوالے سے مزید تحریر ہے: حُضُور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مُجاوَرَت آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَوامِر اِتِّباع (یعنی احکامات کی بجا آوری) اور نواہی سے اِجْتِناب (یعنی جن باتوں سے منع فرمایا اُن سے بچنے) کی صورت میں ہے خواہ انسان کسی جگہ مُقیم ہو، اور اَصْلاً (حقیقتاً) مُجاوَرَت یِہی ہے۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ج ۱۰ ص ۶۸۹)

غمِ مصطَفٰے جس کے سینے میں ہے
گو کہیں بھی رہے وہ مدینے میں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

"پیارا پیارا ہے مدینہ" کے سترہ حُرُوف کی نسبت سے مدینۃُ المنوَّرہ کی 17 خُصُوصیات

(یوں تو مدینے میں بے شمار خوبیاں ہیں مگر حصولِ بَرَکت کیلئے یہاں صِرف 17 بیان کی ہیں)

❁ روئے زمین کا کوئی ایسا شہر نہیں جسکے اسمائے گرامی یعنی مبارَک

نام اتنی کثرت کو پہنچے ہوں جتنے مدینۃُ المنوَّرہ زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا کے نام ہیں، بعض عُلماء نے 100 تک نام تحریر کئے ہیں ❁ مدینۃُ المنوَّرہ زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا ایسا شہر ہے جس کی مَحبَّت اور ہجر و فُرقت میں دنیا کے اندر سب سے زیادہ زبانوں اور سب سے زیادہ تعداد میں قصیدے لکھے گئے، لکھے جارہے ہیں اور لکھے جاتے رہیں گے ❁ اللہ عزّوجلّ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب، طبیبوں کے طبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی طرف ہجرت کی اور یہیں قیام پذیر رہے ❁ اللہ عزّوجلّ نے اِس کا نام طابہ رکھا ❁ سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر سے واپَس تشریف لاتے تو مدینۃُ المنوَّرہ زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا کے قریب پہنچ کر زیادتیِ شوق سے اپنی سُواری تیز کر دیتے ❁ مدینۃُ المنوَّرہ زادھا اللہ شرفًا و تعظیمًا میں آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قلبِ مبارک سُکون پاتا ❁ یہاں کا گردوغبار اپنے چہرۂ انور سے صاف نہ فرماتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم کو بھی اس سے منع فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ **خاکِ مدینہ میں شفاء ہے**۔ (جذب القلوب ص ۲۲) حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو تبوک میں شامل ہونے سے رہ جانے والے کچھ صحابۂ کرام علیہم الرضوان ملے

انہوں نے گرد اُڑائی، ایک شخص نے اپنی ناک ڈھانپ لی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی ناک سے کپڑا ہٹایا اور ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ''مدینے کی خاک میں ہر بیماری سے شفا ہے۔'' (جامع الاصول للجزری ج۹ ص۲۹۷ حدیث۶۹۶۲) ❁ جب کوئی مسلمان زیارت کی نیّت سے **مدینۃُ المنوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا آتا ہے تو فِرِشتے رَحْمت کے تحفوں سے اُس کا استِقبال کرتے ہیں۔ الخ۔ (جذب القلوب ص۲۱۱) ❁ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں مرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی ❁ یہاں مرنے والے کی سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم شَفاعت فرمائیں گے ❁ جو وُضو کرکے آئے اور **مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں نَماز ادا کرے اسے حج کا ثواب ملتا ہے ❁ حجرۂ مبارکہ اور منبرِ منوّر کے درمیان کی جگہ جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ (جنّت کی کیاری) ہے ❁ **مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں ایک نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے (ابن ماجه ج۲ ص۱۷٦ حدیث۱٤۱۳) ❁ **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی سرزمین پر مزارِ مصطَفٰے ہے جہاں صبح و شام ستّر ستّر ہزار فرشتے حاضر ہوتے ہیں ❁ یہاں کی زمین کا وہ مبارَک حصّہ جس پر رسولِ انور، مدینے کے

تاجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا جسمِ منوّر تشریف فرما ہے وہ ہر مقام حتّٰی کہ خانۂ کعبہ، بیتُ المعمور، عرش وکرسی اور جنّت سے بھی افضل ہے ❁ دجّال مدینۃُ المنوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا میں داخل نہیں ہو سکے گا ❁ اہلِ مدینہ سے بُرائی کا ارادہ کرنے والا عذاب میں گرفتار ہوگا ❁ یہاں کا قبرستان جنت البقیع دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے، یہاں تقریباً 10 ہزار صحابۂ کرام واَجلّہ اہلبیتِ اطہار عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بے شمار تابعینِ کرام واولیاءِ عِظام رَحِمَہُمُ اللہُ السّلام اور دیگر خوش نصیب مسلمان مدفون ہیں۔

رہیں اُن کے جلوے بسیں اُن کے جلوے

مِرا دل بنے یادگارِ مدینہ (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجدُ النَّبوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی اراضی کا حُصول

مسجدُ النَّبوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی اَراضی (یعنی زمین) دو یتیم بچّوں **سَہل** اور **سُہَیل** (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی ملکیت تھی، یہاں مُشرِکین کی قبریں تھیں، زمین ناہموار تھی، یہ دونوں بچے حضرتِ سیِّدُنا **اَسعد بن زُرارہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زیرِ کفالت (ذمّے داری) تھے۔ اس زمین پر کھجوریں خشک کی جاتی

تھیں۔ حُضُور سیِّدِ عالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بچّوں سے فرمایا: یہ قِطْعَۂ اَراضی (یعنی PLOT) ہمیں فروخت کردو تاکہ یہاں مسجِد تعمیر کی جاسکے۔ بچّوں نے بصد ادب و نیاز عرض کی: آقا! یہ اَراضی ہماری طرف سے بطورِ نذرانہ قَبول فرمائیے تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کی اس پیش کش کو شَرَفِ قَبولیّت سے نہ نوازا۔ بِالآخر قیمت ادا کر کے یہ زمین خرید لی گئی۔ عاشقِ اکبر حضرت سیِّدُنا صدِّیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے 10 ہزار دینار ادا کیے (مدینۃُ الرّسول ص ۱۳۰) دوسری روایت میں ہے کہ یہ جگہ بنونَجّار کی تھی۔ سرکارِ دو جہان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے یہ جگہ قیمتاً فرمائی تو اُنھوں نے عَرض کی: ہم اِس کی قیمت (یعنی اَجر) اللہ تعَالٰی سے لیں گے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۲۳) اَراضی کا رَقبہ تقریباً 100 مُربع گز تھا۔

بارگاہِ رسالت میں جبرئیل امین کی حاضری

حضرت سیِّدنا حسن بصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی سے روایت ہے، جب حضورِ انور، مدینے کے تاجوَر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسجدُالنَّبوِیّ الشّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اِس کی اونچائی سات ہاتھ (یعنی تقریباً ساڑھے تین گز)

رکھئے، اِس کی تزئین (یعنی زیب وزینت) میں تکلُّف نہ ہو۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۳٦) اُس وَقت تعمیرات کا یِہی انداز تھا، مسجد میں طاق نُما محراب، گنبد اور مَنارہ وغیرہ نہ ہوتا۔ تبدیلی حالات کے سبب اب عالی شان مسجِدیں بنانے کی اِجازت ہے۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد 8 صَفْحَہ 106 پر '' دُرِّمُختار'' کے حوالے سے دیئے ہوئے ایک جُزیئے کا حصّہ ہے: (محراب کے علاوہ (مسجد کے دیگر حصّے) مُنَقَّش کرنے میں کوئی حرج نہیں) کیونکہ محراب کا نقش و نگار نمازی کو مشغول (غافِل) کر دیتا ہے، البتّہ بَہُت زیادہ نقش و نگار کے لئے تکلُّف کرنا خُصُوصاً دیوارِ قبلہ میں مکروہ ہے۔

مسجِدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِھا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تعمیر

اِس قِطْعۂ اراضی (PLOT) سے کھجوروں کے دَرَخت کٹوا دیے گئے، مُشرِکین کی قبریں اُکھڑوا دی گئیں۔ (ربیعُ الاوّل سا ھ مطابِق اکتوبر ٦۲۲ء میں **مسجِدُالنَّبَوِیّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا سنگِ بُنیاد رکھا گیا۔) صَحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے ساتھ خود حُضُور رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لاتے اور اپنی زَبانِ فیضِ تَرجمان سے یہ بھی فرماتے: اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَۃ ۔ فَارْحَمِ الْاَنْصارَ وَالْمُھَاجِرَۃ اے ربِّ قدُّوس! آخرت کا بدلہ

ہی بہتر ہے تُو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ (وفاء الوفاء ج ١ ص ٣٢٦، ٣٢٨)

تعمیرِ مسجد نبوی میں آقا نے شرکت فرمائی

سیِّدُنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: مدینے والے آقا، میٹھے میٹھے مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اینٹیں اُٹھا کر لا رہے تھے، یہ دیکھ کر میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! یہ اینٹیں مجھے دے دیجئے میں لے جاتا ہوں۔ فرمایا: اور کافی اینٹیں رکھی ہیں، اُٹھا لاؤ! یہ میں لے جا رہا ہوں۔ (مسند امام احمد ج ٣ ص ٣٢٣ حدیث ٨٩٦٠) **مسجدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی کچّی اینٹوں سے تعمیر کی گئی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے تھی اور اس کے سُتون کھجور کے تنے تھے۔ (وفاء الوفاء ج ١ ص ٣٢٧)

تری سادگی پہ لاکھوں تری عاجزی پہ لاکھوں

ہوں سلامِ عاجزانہ مَدَنی مدینے والے (وسائلِ بخشش ص ٢٨٥)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں نماز کے فضائل

تین فرامینِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (١) جس نے **مسجدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** علٰی صاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں چالیس نمازیں مُتواتر ادا کیں اس

کے لئے جہنّم اور نِفاق سے نَجات لکھ دی جاتی ہے۔(مسند امام احمد ج ٤ ص ٣١١ حدیث ١٢٥٨٤) **(۲)** جو پاک وصاف ہوکر صِرْف میری مسجِد میں نَماز کی ادائیگی کے ارادے سے نکلا یہاں تک کہ اُس میں نماز ادا کی تو اُس کا ثواب حج کے برابر ہے۔(شعب الایمان ج٣ ص٤٩٩ حدیث ٤١٩١) **(۳)** میری اس مسجد کی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ ج ٢ ص ١٧٦ حدیث ١٤١٣)

صد غیرتِ فردوس مدینے کی زمیں ہے
باعث ہے یہی اس کا کہ تو اِس میں مکیں ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

روضۂ رسول کے بارے میں دلچسپ معلومات

سبز سبز گنبد ہر آنکھ کا نور اور ہر دل کا سُرور ہے۔ ہر عاشِقِ رسول اِس بات کا تمنّائی ہوتا ہے کہ وہ جیتے جی کم از کم ایک بار تو ضَرور سبز سبز گنبد و مینار کے دیدارِ فرحت آثار سے شَرفیاب ہو۔ مدینۃ المُنوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں سب سے بابَرَکت بلکہ رُوئے زمین کی عظیم ترین زیارت گاہ **روضۂ رسول** ہے۔ کسی عاشِقِ رسول نے کتنا پیارا شعر رَقَم کیا ہے:ـ

اِعزاز یہ حاصل ہے تو حاصل ہے زمیں کو

اَفلاک پہ تو گنبدِ خضرا نہیں کوئی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سرورِ دو جہان کا مکانِ عرش نشان

مسجِدُالنّبوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں مشرِقی جانب وہ بُقعَۂ نور واقِع ہے جہاں مدینے کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جلوہ گر ہیں ، یہ وُہی حجرۂ مبارَکہ ہے جسے **مسجِدُالنّبوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی پہلی بار تعمیر کے وقت ہی سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رہائش کے لئے تیّار کیا گیا تھا اور یہیں اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائِشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا تقریباً 9 برس تک اپنے سرتاج، صاحِبِ معراج صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں حاضِر رہیں، اِسی بِنا پر اِسے **حُجرۂ عائِشہ** بھی کہتے ہیں۔ گارے اور مِٹّی سے بنی دیواروں اور کھجور کی ٹہنیوں اور پتّوں کی چھت پر مشتمل مختصر رَقبے کا یہ گھر شاید اُس وَقت **مدینۂ منوّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی سادہ ترین عمارت تھی اِس مکانِ عالی شان کی چھت شریف کی بُلندی قدِ آدم یعنی انسانی قد سے ایک ہاتھ (یعنی تقریباً آدھا گز زیادہ بلند) تھی ۔ بعد میں اس کے

اَطراف میں ایسے ہی حُجُرات مبارَکہ دیگر اُمَّہاتُ الْمُؤمنین رضی اللہ تعالٰی عَنْھُنَّ کے لئے یکے بعد دیگرے تعمیر کئے گئے۔ حضرتِ علّامہ **شیخ عبدُالحقّ مُحَدِّث دِہلَوی** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: بعض مکانات جَرِیدِ نَخْل یعنی کھجور کی صاف ٹہنیوں کے تھے، ان کو کمبل سے ڈھانپا ہوا تھا اور دروازے پر بھی کمبل کے پردے تھے۔ تمام مکانات قبلے کی طرف اور مشرِق و شام کی جانب تھے، مغرِب کی سَمت کوئی مکان نہ تھا۔ بعض مکان شریف کچّی اینٹوں کے بھی تھے۔ (جذبُ القلوب ص ۹۷) جن عاشقانِ رسول کو اپنے مکان چھوٹے اور تنگ محسوس ہوتے ہیں اُن کو چاہئے کہ سلطانِ دو جہان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مکانِ عالیشان پر غور کرکے اپنے لئے صبر و تَحَمُّل کا سامان کریں۔

خُسرَوِ کون ومکاں اور تواضُع ایسی

ہاتھ تکیہ ہے ترا خاک بچھونا تیرا (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حُجرۂ مبارَکہ میں وِصال و تدفین

رسولِ بے مثال، صاحبِ جُود و نَوال، حبیبِ ربِّ ذُوالجلال، بی بی آمِنہ کے لال صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسی **حُجرۂ عائشہ** میں ظاہری وِصال فرمایا، گھر کے جس حصّے میں اِنتِقال شریف ہوا وُہی حصّۂ زمین آپ صَلَّی اللہ

تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کی قبرِ انور بننے اور جسمِ منوّر سے لپٹنے سے مُشَرَّف ہوا۔ اُمُّ الْمؤمنین عائِشہ صدِّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنی وفات شریف تک اِسی حُجرۂ مقدَّسہ میں مُقیم رہیں۔

شَیخَینِ کریمَین کی حُجرۂ مُطَھَّرہ میں تدفین

امیرُ الْمُؤمِنین، خلیفۃُ المُسلِمین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا جب وَقتِ رخصت آیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے **وَصِیَّت** فرمائی کہ میرے جنازے کو شاہِ بحروبر، مدینے کے تاجور، حبیبِ داوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اَنور کے پاک دَر کے سامنے رکھ کر عرض کرنا: **اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُولَ اللّٰہِ ھٰذَا اَبُوبَکرٍ بِالْبابِ** ''یا رسولَ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم، ابوبکر حاضِرِ دربار ہے۔'' اگر دروازۂ مبارَکہ خود بخود کُھل جائے تو اندر لے جانا ورنہ جنّتُ الْبَقِیع میں دَفْن کر دینا۔ بعدِ رِحْلت حسبِ وَصِیَّت روضۂ اَنور کے سامنے جنازۂ مُبارَکہ رکھ کر جوں ہی عرض کیا گیا: ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! ابوبکر حاضِرِ دربار ہے۔'' **دروازے کا تالا خود بخود کُھل گیا** اور آواز آنے لگی: اُدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ مُشْتَاقٌ دوست کو دوست سے مِلا دو کہ دوست کو دوست کا اِشتِیاق (یعنی شوق) ہے۔'' (ابنِ عَساکِر ج ۳۰ ص ۴۳۶، تفسیرِ کبیر ج ۷ ص ۴۳۳) چُنانچہ آپ

رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حُضُورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ اَفلاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلو (یعنی برابر) میں دَفْن کیا گیا اور قَبْر اس طرح کھودی گئی کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مبارَک سرحُضُورِ انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارَک شانوں (یعنی بَرَکت والے کندھوں) کے سامنے آتا تھا۔ پھر تقریباً 10 سال بعد جب اِمامُ الْعادِلین، امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُ نا **عمر بن خطّاب** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شہادت پائی تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی حُجرۂ مُطَهَّرہ کے اندر خلیفۃُ الْمُسلِمین حضرتِ سیِّدُ نا صِدِّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پہلوئے اَنور میں مَدفون ہوئے۔

یاالٰہی! ازپئے حضراتِ صدّیق وعمر
خیر دے دنیا کے اندر آخرت محمود کر

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حُجرۂ مقدّسہ دو حصّوں میں تقسیم تھا

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا حُجرۂ مُبارَکہ دو حِصّوں میں مُنْقَسِم (یعنی تقسیم) تھا، ایک وہ حصّہ جہاں قُبُورِ مبارَکہ تھیں اور دوسرا وہ جہاں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی رِہائش تھی، دونوں حِصّوں کے درمیان ایک دیوار تھی، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے گھر کے اُس حصّے میں

جس میں رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور میرے والدِ ماجد (رضی اللہ تعالٰی عنہ) آرام فرما تھے، اِس حال میں داخِل ہوا کرتی تھی کہ پردے کا کچھ خاص اہتمام نہ ہوتا تھا، میں کہتی تھی کہ ایک میرے شوہَرِ نامدار ہیں اور دوسرے میرے والِدِ بزرگوار۔ جب ان کے ساتھ امیرُ الْمُؤمِنِین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ دفْن ہوئے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حیا کی بِنا پر اِس طرح داخِل ہوتی تھی کہ میں نے اپنے جسم کو خوب اچّھی طرح کپڑوں میں لپیٹا ہوا ہوتا تھا۔ (مسند امام احمد ج ۱۰ ص ۱۲ حدیث ۲۵۷۱۸) معلوم ہوا کہ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدہ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اس اَمْر میں کوئی شک نہ تھا کہ دنیا سے پردہ فرما لینے کے باوُجُود بھی صاحِبِ مِعراج صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور پیارے پِدَر سیِّدُنا صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے اپنے روضۂ انور کے اندر رہتے ہوئے بھی مجھے دیکھ رہے ہیں اور یِہی عقیدہ امیرُ الْمُؤمِنِین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں تھا، جبھی تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضۂ اطہر میں دفْن ہونے کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا حاضِری دیتے وَقت پردے کا خُصُوصی اہتمام فرمایا کرتی تھیں۔ حالانکہ قبروں کے پاس اس طرح پردے کا حکم نہیں ہے۔

میری مَدَنی بیٹیاں یا رب! سبھی پردہ کریں

سنّتوں کی خوب خدمت بہرِ صِدّیقہ کریں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شَیخَینِ کریمَین کے بعد کوئی یہاں دفن نہیں ہوا

شَیخَینِ کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بعد حُجرۂ مبارَکہ میں کسی اور کی تدفین کی ترکیب نہیں بنی، ذُوالنُّورَین، جامِعُ القراٰن حضرتِ سیِّدُنا عثمان ابنِ عفّان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت اگرچِہ مدینۃُ المُنوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا میں ہوئی لیکن ایک فسادی گروہ نے حُجرۂ پاک کے اندر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تدفین نہیں ہونے دی چُنانچِہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جنّتُ الْبقیع میں دَفْن کیا گیا۔ جبکہ مولیٰ مشکِل کُشا حضرت علیُّ المرتَضیٰ شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی شہادت مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا سے بَہُت دُور کوفے میں ہوئی لہٰذا آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تدفین بھی حُجرۂ مطہّرہ میں نہ ہوئی۔ جب نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بَتول حضرتِ سیِّدُنا امام حَسَن مُجتَبیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو زَہر دے کر شہید کیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تدفین حُجرۂ مقدّسہ میں کرنے کی کوشش ہوئی تو اُس وَقت مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعظِیمًا کا گورنر مَروان جو کہ اہلِ بیت کا مخالِف تھا، مُسلَّح ہو کر آڑے آیا چنانچِہ خونیں تصادُم سے بچنے کے لئے حضرتِ

سیِّدُ نا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تدفین جنّتُ البقیع میں کر دی گئی۔

وہ حسن مُجتبٰی سیِّدُ الْاَسخیا

راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حُجرۂ مبارَکہ کا دروازہ بند کردیا گیا

صِدّیقہ بنتِ صِدّیق، محبوبۂ محبوبِ ربُّ العٰلمین، اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا جب وِصال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو جنّتُ البقیع میں دفن کیا گیا اور حُجرۂ مُطَہَّرہ کے دروازۂ مبارکہ کے باہر ایک مضبوط دیوار کھڑی کر کے اُس میں داخِلے کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کے وصال کے بعد وہ جگہ بھی خالی ہوگئی جہاں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا قِیام پذیر تھیں، یوں اب حُجرۂ مُنوَّرہ میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ قُربِ قِیامت میں حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی رُوحُ اللّٰہ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا نُزُول ہوگا اور بعدِ انتقال آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تدفین حُجرۂ پاک میں کی جائے گی۔

حُجرۂ مبارَکہ کی دیواروں کی تعمیر

سرکارِ مدینہ، سلطانِ باقرینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی حیاتِ ظاہری کے دَور میں مکانِ عالی شان کی دیواریں پکّی نہ تھیں، سب سے پہلے امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے پکّی دیواریں تعمیر کروائیں، پھر پہلی صدی کے مجدِّد حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی صدی ہجری میں جب مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تعمیرِ نو کی تو سیاہ پتّھروں سے (بغیر دروازے کے) دیواریں بنا کر حُجرۂ عائشہ کا اصلی رقبہ محفوظ کر دیا اور اس کے گرد پنج گوشہ (یعنی پانچ کونے والی) دیوار تعمیر کروادی جس میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔

جالی مبارَک کی تاریخ

مَقْصُورہ شریف لوہے اور پیتل کی اُس جالی مبارک کو کہا جاتا ہے جسے قُبورِ مبارکہ کے اطراف میں حضرتِ سیِّدُنا عمر عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعمیر کردَہ پنج گوشہ (پانچ کونی) دیوار کے اردگرد نصب کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے مِصری سلطان رُکنُ الدِّین بَیبَرس نے 668ھ میں لکڑی کی جالی مبارک بنائی تھی، اُس وقت اُس کی بُلندی دو آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ پھر شاہ زینُ الدِّین کَتبُغا نے 694ھ میں اس کے اوپر مزید جالی بڑھادی جو چھت سے جالگی۔ 886ھ میں آتَش زَدَگی کے حادِثے میں یہ جالی مبارَک شہید ہوگئی تو سلطان قایِتبائی نے لوہے اور پیتل کی جالیاں تیّار کروائیں جن میں سے پیتل کی جالیاں جانبِ قبلہ جبکہ لوہے کی جالیاں بقیّہ تینوں اطراف میں نَصْب کی گئیں۔ مَقْصُورہ شریف میں کئی دروازے ہیں: ایک قبلے کی دیوار میں جس کا نام بابُ التَّوبہ ہے، ایک مغرِبی دیوار میں جسے بابُ الْوُفُود کہتے ہیں، ایک مشرِقی دیوار میں جس کا

نام بابِ فاطِمہ ہے اور ایک شمالی جانب جسے بابُ التَّھَجُّد کہتے ہیں۔ بابِ فاطِمہ کے علاوہ تمام دروازے بند ہی رہتے ہیں، بابِ فاطِمہ بھی اُسی وَقت کھولا جاتا ہے جب کوئی گورنمنٹ کا مہمان یا وَفْد آئے، یہ لوگ اگرچِہ مَقْصُورہ شریف یعنی جالی مبارک میں داخِل تو ہوجاتے ہیں لیکن پنج گوشہ دیوار کے اندر نہیں جاسکتے کیونکہ اِس میں داخلے کا کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔ پنج گوشہ کے اِرْدگرد بڑے بڑے پردے آویزاں ہیں۔

تین قبروں کی نقلی تصاویر

آج کل تین قبروں کی تصویر والے طُغرے بازار میں بکتے ہیں، جس میں ایک قبر سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور دو قبریں شَیْخَین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف منسوب کی ہوئی ہیں، یہ جعلی (نقلی) ہیں کیوں کہ تینوں مبارک قبریں پنج گوشہ دیواروں کے اندر ہیں اور اندر حاضِر ہونے کا کوئی راستہ ہی نہیں۔ جب ظاہِری آنکھوں سے ان مبارک قبروں کی زیارت ممکن ہی نہیں تو یہ تصویریں کہاں سے اور کس طرح اُتاری گئیں؟

ہجر و فِراق میں جو یاربّ! تڑپ رہے ہیں
اُن کو دِکھادے مولیٰ میٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص۲۹۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

روضۂ انور پر گُنْبدِ اَطہر کی تعمیر

حُجرۂ مُبارَکہ پر پہلے کسی قسم کا گُنْبد نہ تھا، چھت پر صِرْف نِصْف قدِ آدم

(یعنی آدھے انسانی قد) کے برابر چار دیواری تھی تاکہ جو کوئی بھی کسی غَرَض سے مسجدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی چھت پر جائے اُسے احساس رہے کہ وہ نہایت ادب کے مقام پر ہے اور کہیں بھول میں بھی اُس پر نہ چڑھے۔ یہاں یہ بیان کرنا **دلچسپی** سے خالی نہیں کہ عبّاسی خِلافت کے ابتدائی دَور میں **مُقْتَدَر شخصیّات** کے مزارات پر **گنبد** بنانے کا سلسلہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے **بغداد شریف** اور **دِمَشْق** میں **گنبد** دینی شخصیّات کے مَزارات کا باقاعِدہ حصّہ بن گیا۔ **بغداد شریف** میں **امامِ اعظم ابوحنیفہ** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے **مزارِ فائضُ الانوار** پر بھی گنبد سَلجُوقی سلطان مَلِک شاہ نے **پانچویں صدی** میں تعمیر کروایا تھا۔ اس کے بعد اس طرزِ تعمیر کو **مِصْر** میں خوب رواج ملا اور وہاں تھوڑے ہی عرصے میں بہت سے **مزارات** پر گنبد بن گئے۔ جب **قَلاوُون** خاندان کا دَور آیا تو گنبد تقریباً تمام مُسلِم عَلاقوں میں عام ہو چکا تھا۔ مِصْر میں چُونکہ یہ فنِّ تعمیر بہُت مقبول تھا اِس لیے سلطان **منصور قَلاوُون** نے جب روضۂ رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر **پہلی مرتبہ گنبد** بنوانے کا فیصلہ کیا تو مِصری معماروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنھوں نے اپنے ہُنَر کو کام میں لاتے ہوئے **678 ہجری** میں **حُجْرۂ مُطَهَّرہ** پر **لکڑی کے تختوں** کی مدد سے **خوبصورت گنبد** بنایا۔ روضۂ رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **نسبت** نے اِس گنبد شریف کو ایسا حُسن بخشا کہ زائرینِ مدینہ کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔

وسیلہ تجھ کو بوبکر و عمر، عثمان و حیدر کا
الٰہی تُو عطا کر دے ہمیں بھی گھر مدینے میں (وسائلِ بخشش ص ۴۰۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللهُ تعالٰی علٰی محمَّد

بڑے اور چھوٹے گُنبد شریف کی تعمیر

پہلا گنبد شریف تقریباً ایک صدی تک عاشِقان رسول کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا رہا۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سیسہ پلائے ہوئے لکڑی کے تختوں میں سے چند ''تختے ''ضعیف'' ہوگئے، چنانچہ سلطانُ النّاصر حسن بن محمد قَلاوُون نے گنبد شریف کی کچھ خدمت کی، پھر بعد میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن محمد نے 765 ہجری میں مزید خدمت کی سعادت حاصل کی۔ ابھی ایک صدی اور گزری ہوگی کہ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ گنبد شریف کی وسیع بنیادوں پر ''خدمت'' یا تعمیرِ نو کی جائے اور ساتھ ہی اُس پنج گوشہ احاطے کی بھی ''تعمیری خدمت'' کی جائے جو حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی علیہ نے بنوایا تھا۔ سلطان اشرف **قایتبائی** نے اوّلاً اپنے ایک نُمایندے کو اِس کی تحقیقات پر مامور کیا۔ نُمایندے کی رپورٹ کے مطابق حُجرۂ مُطَہَّرہ کی دیواروں کی ''خدمت'' کی اَشد ضرورت تھی اور خاص طور پر پنج گوشہ شریف کی شَرقی (EAST) دیوار کی بھی کہ اس میں کچھ دَراڑیں پڑنی شروع ہوگئی تھیں۔ چُنانچہ 14 شَعبانُ المعظم 881 سنِ ہجری کو **پنج** گوشہ شریف کے **مُتأثِّرہ** حصّے نکال لیے گئے، ساتھ ہی ساتھ **حُجرۂ مُطَہَّرہ** کی پُرانی چھت شریف بھی ہٹالی گئی اور شَرقی جانب تقریباً ایک تہائی حصّے پر چھت

ڈال دی گئی جس سے یہ ایک تہ خانے کی مانند نظر آنے لگا، جب کہ باقی کے دو تہائی حصّے پر چھت کی ترکیب نہیں کی گئی بلکہ اِس کے اوپر **تینوں مبارک قبروں** کے سِرہانوں کی جانب مُنَقَّش پتّھروں سے بنا ہوا ایک **چھوٹا سا مگر عظمت میں بہُت بڑا گنبد** حجرۂ پاک پر تعمیر کر دیا گیا اُس کے اوپر سفید سنگِ مرمر لگایا گیا اور پیتل کا ہِلال (چاند) نَصب کر دیا گیا۔اس کے اوپر مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی چھت کو مزید بُلند کر دیا گیا تاکہ یہ چھوٹا گنبد اپنے ہِلال (چاند) سمیت مسجدِ کریم کی چھت شریف کے نیچے آ جائے۔پھر اس کے اوپر بڑا گنبد شریف تعمیر کیا گیا۔17 شَعبانُ المُعظَّم 881 ہجری کو حُجرۂ مُطَہَّرہ کی ''خدمت'' اور تعمیرِ نو کا کام شُروع ہوا اور دو ماہ میں مکمّل ہوا، یہ کام 7 شوّالُ المکرّم 881 ہجری کو خَتْم ہوا۔سلطان قیتبائی مُؤَرَّخہ 22 ذُوالحِجّۃِالحرام 881ھ کو مدینۃُ المنورہ زَادَہَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا حاضِر ہوئے اور اُنہوں نے اُسی مقام سے حاضِری دی جہاں سے عوامُ النّاس کھڑے ہو کر سلام عَرض کرتے ہیں (یعنی جالی مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر مُواجَہَہ شریف کے سامنے سے)۔جب انہیں جالی مبارک کے اندر داخِل ہونے کی عَرض کی گئی تو فرمانے لگے: میں اِس قابل کہاں! اگر ممکن ہوتا تو میں مُواجَہَہ شریف سے بھی دُور کھڑے ہو کر سلام عرض کرتا۔

نہ ہم آنے کے لائق تھے نہ قابل منہ دکھانے کے
مگر اُن کا کرم بندہ نواز و بندہ پرور ہے (ذوقِ نعت)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مُؤَذِّن پر دورانِ اذان آسمانی بجلی گری

13 رَمَضانُ المبارَک 886 ہجری کو آسمانِ مدینہ کا مَطْلَع اَبر آلود تھا، مؤذِّن صاحب حسبِ معمول مینارۂ رئیسیہ پر اذان دینے کی غَرَض سے چڑھے ہی تھے کہ اچانک ان پر بجلی گری، مؤذِّن صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے اور مینارۂ رئیسیہ مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی جانب گر پڑا، مسجدِ کریم میں آگ بھڑک اٹھی، ناگہانی آگ کی لپیٹ میں آ کر اور بھگدڑ وغیرہ میں مزید دس آدمی فوت ہوئے، آگ اور مَنارے کے گرنے سے گنبد شریف کو بھی ''صدمہ'' پہنچا اور کچھ مَلْبہ حُجْرۂ مُطَہَّرہ کے اندر بھی حاضِری کے لئے جا پہنچا، تاہم حُجرۂ شریفہ ''صدمے'' سے محفوظ رہا، اگرچہ فوری نوعیت کی ''تعمیری خدمت'' تو کروا دی گئی مگر مکمّل تفصیلات کے ساتھ سلطان قایِتبائی کو 16 رَمَضانُ المبارَک کو قاصد کے ذَرِیعے پیغام بھیج دیا گیا۔ سلطان نے مِصْر سے ضَروری سامان اور ایک سو سے زیادہ معمار، کاریگر اور مزدور مدینۃُ المُنوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا روانہ کر دیئے۔ کام شروع کر دیا گیا، باہَر والا گنبد شریف جس کو بہت زیادہ ''صدمہ'' پہنچا تھا مکمّل طور پر ہٹا لیا گیا، سلطان قایِتبائی کے حکم سے 892 سن ہجری میں باہَر کی جانب ایک نیا گنبد شریف تعمیر کیا گیا جو کہ صدیوں تک قائم رہا۔

سبز گنبد کب بنایا

کسی ضَرورت کی وجہ سے ترکی سلطان محمود بن عبدالحمید خان نے سلطان قایِتبائی کا بنوایا ہوا گنبد شریف شہید کروا کر 1233 ہجری میں دوبارہ گنبد تعمیر کروادیا۔ 1253 ھ مطابق 1837 ء میں اِسے **سبز رنگ** کردیا گیا اوراس کے سبز رنگ کی وجہ سے اسے **گنبدِ خضرا** کہا جاتا ہے۔ اِس میں 67 روشن دان ہیں، جن میں سے کچھ تو گول شکل کے ہیں اور باقی مُستَطِیل (یعنی لَم چَورَس) ہیں۔

گنبدِ خضرا خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دونوں گُنبدوں میں ایک چھوٹا سا سوراخ رکھا گیا

نچلے گنبد شریف کے اوپر ایک ایسا سوراخ رکھا گیا ہے جس سے قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی، اس پر ایک باریک جالی لگائی گئی ہے تاکہ اس میں کبوتر وغیرہ داخل نہ ہوسکیں۔ اور بالکل اِسی طرح اس کے عین اوپر گنبدِ خضرا میں جُنوب کی سَمت ہلال (چاند) کے نیچے بھی سوراخ رکھا گیا تھا، جب کبھی قَحط کا سامنا ہوتا اہلِ مدینہ اِس رَوزن (سوراخ شریف) کو کھول دیا کرتے تھے، جونہی دھوپ کی کرنیں حجرہ مُطَہَّرہ کے اندر حاضری کی سعادت پاتیں، بادَل پانی لیکر حاضِر ہوجاتے اور اہلِ مدینہ کے لیے خوب بارانِ رحمت برساتے۔ اب اسے بند کردیا گیا ہے۔

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول | مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین | مسجد قبلتین | روضۃ الجنۃ | مزار میمونہ | مزار سیدنا حمزہ

بادل گھرے ہوئے ہیں بارش برس رہی ہے
لگتا ہے کیا سُہانا میٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص ۲۹۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

گُنبد شریف کے مختلف رنگ

گنبد شریف کے مختلف اَدوار میں مختلف رنگوں کی وجہ سے اسے ان رنگوں کی نسبت سے شہرت رہی ہے، مثلاً جب اس کا رنگ سفید تھا تو اسے ''قُبَّةُ الْبَیْضَاء'' کہتے، جب نیلا رنگ ہوا تو اسے ''قُبَّةُ الزَّرْقَاء'' کہنے لگے، اور پھر 1253 ھ مطابق 1837 ء سے اب تک یہ **سبز رنگ** کی وجہ سے ''قُبَّةُ الْخَضْرَاء'' (یعنی سبز گنبد) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ نہایت دلآویز، بہت ہی پیارا اور عاشِقانِ رسول کی آنکھوں کا تارا ہے، دنیا بھر کے عاشِقانِ رسول اس سے بے حد محبت کرتے ہیں اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کی بے شمار مسجدوں کے گنبد ''گنبدِ خضرا'' کی یاد میں سبز رنگ کے بنائے جاتے ہیں۔ بعض مساجِد پر تو گنبدوں کی شکل و شباہت اور سبز رنگت میں کافی مشابہت (یعنی یکسانیت) دیکھی جاتی ہے جس کی ایک مثال بابری چوک باب المدینہ کراچی میں واقع مسجدِ کنز الایمان پر بنا ہوا **سبز سبز گنبد** ہے۔

کیسا ہے پیارا پیارا یہ سبز سبز گنبد
کتنا ہے میٹھا میٹھا میٹھے نبی کا روضہ (وسائلِ بخشش ص ۲۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

مسجدِ نبوی کے 8 سُتونِ رحمت

مسجدُالنبوِیّ الشّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے رَحمتوں بھرے آٹھ سُتونوں کو خُصُوصی فضیلت حاصل ہے، اِن پر اِن کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں اور **رَوضۃُ الجنّۃ** (یعنی جنّت کی کیاری) کے اندر 6 سُتونوں کی زیارت ممکن ہے، دوسُتون چُونکہ اب حُجرۂ مُطہّرہ کے اَندر ہیں لہٰذا اُن کی زِیارت مشکل ہے۔ سُتون کو عَرَبی میں ''اُسطُوانَہ'' کہتے ہیں۔ آٹھوں اُسطُوانات کی تفصیل یہ ہے:

﴿۱﴾ اُسطُوانۂ حَنّانہ

یہ سُتونِ رحمت سیدھی جانِب محرابِ نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے بالکل مِلا ہوا ہے۔ ''مِنبرِ منوّر'' بننے سے پہلے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر خُطبہ اِرشاد فرماتے تھے۔ جب مِنبرِ اَطہر بنایا گیا اور سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو وہ تنا آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فِراق (یعنی جُدائی) میں پھٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے اور گابھن اُونٹنی کی طرح چلّانے لگا، یہ حال دیکھ کر تمام حاضِرین بھی بے اختیار رونے لگے۔ **سرکارِ بحروبر** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مِنبرِ منوّر سے اُتر کر اُس **کھجور کے تنے** پر دستِ انور پھیر کر فرمایا: ''تُو چاہے تو تجھے تیری جگہ چھوڑ دوں جس حالت میں تو پہلے تھا، اگر تو چاہے تو جنّت میں لگا دوں تاکہ جنّتی تیرا پھل کھاتے رہیں،'' لمحے بھر کے بعد **سرکارِ نامدار** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نے صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کی طرف مُتوجِّہ ہوکر فرمایا: ''اِس نے جنّت اختیار کی۔'' اِسی رونے کی وجہ سے اُس تنے کا نام ''حَنّانہ'' پڑ گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا **حسن بصری** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی جب یہ واقِعہ سنتے تو خوب روتے اور فرماتے: اے لوگو! جب کھجور کا ایک بے جان تنا فراقِ رسول میں روسکتا ہے تو کیا تم نہیں رو سکتے۔؟ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۳۸۸، ۳۸۹۔ ۳۹۰، ۴۳۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲﴾ اُسطوانۂ عائِشہ

یہ سُتونِ رحمت روضۂ انور سے تیسرے نمبر پر ہے اور منبرِ مُنوَّر سے بھی تیسرے نمبر پر۔ رَحمتِ اَنام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اور کئی اَکابِر صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان نے یہاں بارہا نماز پڑھی ہے اور آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہاں اکثر تشریف رکھا کرتے تھے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۱)

اگر لوگوں کو پتا لگ جائے تو قُرعہ اندازی کریں

اُمُّ الْمؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک مرتبہ سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ خوشگوار بیان کیا: ''مسجدُالنَّبَوِیّ الشّریف علٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں ایک جگہ بَہُت زیادہ بابَرَکت ہے، اگر لوگوں کو عِلْم ہو جائے تو انہیں وہاں نماز پڑھنے کے لیے ہُجُوم کی وجہ سے قُرعہ ڈالنا پڑے!'' صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان نے سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی

اللہ تعالٰی عنہا سے وہ جگہ دریافت کرنا چاہی مگر اُنہوں نے بتانے سے پہلو تہی کی، بعد ازاں سیِّدُنا عبدُاللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اِصرار پر اُنہوں نے جگہ کی نشاندہی فرمادی جس پر موصوف فوراً وہاں پہنچے اور نَفْل پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ اِس طرح صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کو بھی اُس **ستُونِ رحمت** کا علم ہوگیا۔ اِسی وجہ سے اسے ''اُسطُوانۂ عائِشہ'' کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ جگہ دُعا کی قبولیت کے لیے خُصُوصی اَہمیَّت رکھتی ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳﴾ اُسطُوانۂ توبہ

یہ سُتُونِ رحمت قبرِ انور سے دوسرے اور مِنبرِ منوّر سے چوتھے نمبر پر ہے۔ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکثر یہاں نَفْل ادا فرماتے تھے۔ مسافِر یا مہمان بھی یہاں آکر ٹھہرتے تھے۔ اِسی جگہ تشریف فرما ہوکر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فُقَراء و مساکین حضرات میں قراٰنِ کریم کی تعلیم اور اِسلامی اَحْکام کی تربیّت فرماتے تھے۔ اِس سُتُونِ رَحْمت کا دوسرا نام ''اُسطُوانۂ اَبولُبابہ'' ہے۔ ایک غَلَطی کی بِنا پر بغَرَضِ قَبولِ توبہ حضرتِ **سیِّدُنا ابولُبابہ** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہ نے اپنے آپ کو اِسی سُتُونِ رحمت کے ساتھ بندھوا دیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جب تک رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے مبارَک ہاتھوں سے آزاد نہیں

فرمائیں گے نہ اِس قید سے نکلوں گا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، بس اِسی حالت میں مر جاؤں گا یا میرا گناہ بخشا جائیگا۔ انہیں صِرف نمازوں اور طَبعی حاجتوں کے لئے کھولا جاتا، وہ تقریباً سات دن بندھے رہے نہ کچھ کھایا نہ پیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انھیں اپنے دستِ پُر انوار سے کھولا۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۲، ۴۴۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۴) اُسْطُوانۃُ السَّرِیر

یہ سُتُونِ رحمت اُسطُوانۂ توبہ کی مشرِقی جانب جالی مبارک سے ملا ہوا ہے۔ جب تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اِعتِکاف کے لئے مسجِدُالنَّبوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں قِیام فرماتے تو کبھی اِسی جگہ سَرِیر یعنی چارپائی بچھاتے جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ اور اکثر رات کو حَصِیر یعنی چٹائی پر اِستِراحت (یعنی آرام) فرماتے۔

(وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۷، جذب القلوب ص ۹۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۵) اُسْطُوانۃُ الْحَرَس

اِسے اُسطُوانَۃُ الْحَرَس اور ''اُسطُوانۂ علی'' بھی کہتے ہیں۔ حضرتِ مولا علی مشکِل کُشا شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم اکثر یہاں نوافِل ادا فرماتے اور

راتوں کو محبوب باری صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پہرے داری کی خدمات انجام دیتے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶﴾ اُسطوانہ وُفود

یہ سُتُونِ رحمت اُسطُوانَۃُ الْحَرس کے پیچھے واقِع ہے۔ جب کبھی گرد ونَواح سے وُفودِ عَرب قَبولِ اسلام کیلئے دربارِ رسالت میں حاضِر ہوتے تو ہمارے پیارے آقا مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اکثر اِسی مَقام پر تشریف فرما ہو کر اُن کو اپنی زیارت سے مشرَّف فرماتے اور صَحابۂ کِبار عَلَیھِمُ الرِّضْوَان اردگرد بیٹھتے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۴۹)

اِک سَمت علی اِک سَمت عُمر، صِدّیق اِدھر عثمان اُدھر
ان جگمگ جگمگ تاروں میں، مہتاب کا عالم کیا ہو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۷﴾ اُسطوانہ جبرائیل

حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اکثر یہیں وَحی لے کر نازِل ہوتے۔ یہ سُتونِ مُبارَک سیِّدہ بی بی فاطِمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حُجرۂ پاک سے مُتَّصِل اور ''صُفَّہ شریف'' کے ٹھیک سامنے یعنی قِبلے کی سَمت سبز جالی مُبارَک کے اندر ہے۔ (جذب القلوب ص ۹۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸﴾ اُسطوانۂ تہجُّد

یہاں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارہا تہجُّد ادا فرمائی ہے، یہ سُتونِ رحمت ''صُفّہ شریف'' کے سامنے جانبِ قِبلہ حُجرۂ فاطمہ زہرا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کے پیچھے جانبِ شِمال سبز جالیوں کے اندر ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۴۵۲) باہَر قراٰنِ پاک رکھنے کی اَلماریوں کے سبب زِیارت مشکِل ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دیگر سُتون بھی مُتَبَرَّک ہیں

مسجِدُالنَّبَوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے مُتذَکَّرہ آٹھ ستونِ رَحمت بے شک افضل ترین ہیں مگر دیگر ستون مبارَک بھی بلکہ ساری ہی مسجِد شریف مُتَبَرَّک ہے۔ قدیم مسجِدُ النَّبَوِیّ الشَّریف کے ہر ہر سُتُون پر حُضُورِ انور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک نظر پڑی ہے اور کوئی بھی اُسطُوانہ (یعنی سُتون) ایسا نہیں جہاں صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان نے نَماز نہ پڑھی ہو۔ صحیح بخاری میں ہے: حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالِک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: میں نے سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بڑے بڑے صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کو دیکھا ہے کہ وہ مغرِب کے وَقت سُتُونوں کی طرف سبقت کرتے یعنی جلدی جلدی پہنچتے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۷ حدیث ۵۰۳)

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچے زائرو!

کُرسی سے اونچی کُرسی اِسی پاک گھر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رَوضَۃُ الجنّۃ (جنّت کی کیاری)

تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حُجرۂ مُبارَکہ (جس میں سرکار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کامزارِ پُرانوار ہے) اور مِنبرِ نور بار (جہاں آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم خُطبہ اِرشاد فرمایا کرتے تھے) کا درمِیانی حصّہ جس کا طُول (یعنی لمبائی) 22 مِیٹر اور عَرْض (چوڑائی) 15 میٹر ہے۔ رَوضَۃُ الجنّہ یعنی ''جنَّت کی کیاری'' ہے۔ چُنانچہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنبَرِیْ رَوضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ یعنی میرے گھر اور مِنبر کی دَرمیانی جگہ جنَّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بُخاری ج ۱ ص ۴۰۲ حدیث ۱۱۹۵) عام بول چال میں لوگ اِسے ''رِیَاضُ الْجَنَّۃ'' کہتے ہیں مگر اَصل لفظ ''رَوضَۃُ الْجَنَّہ'' ہے۔

یہ پیاری پیاری کیاری ترے خانہ باغ کی

سرد اِس کی آب وتاب سے آتَشِ سَقَر کی ہے (حدائقِ بخشش شریف)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

روضۂ رسول

سبز گنبد

رَوضَۃُ الجنّۃ
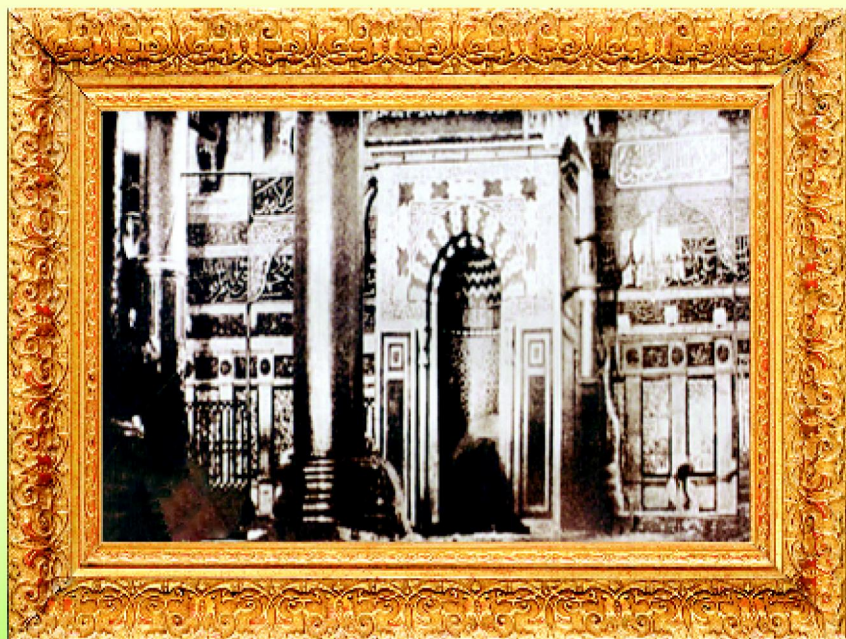
مِحرابِ نَبَوی عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

مِحرابِ نَبَوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں تادمِ تحریر چار محرابیں اپنے انوار لُٹارہی ہیں (۱) محرابُ النَّبی (۲) محرابِ عثمانی (۳) محرابِ تہجُّد (۴) محرابِ سُلیمانی۔ یہاں صِرف محرابُ النَّبی کا ذِکر کیا جاتا ہے: تَحوِیلِ قِبلہ (یعنی قبلے کی تبدیلی) کا حُکم نازِل ہونے کے بعد 14 یا 15 روز تک اِمامُ الانبیاء صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم **مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام میں سُتونِ عائِشہ کے سامنے کھڑے ہوکر اِمامت فرماتے رہے پھر ۱۵ شعبانُ المعظَّم سنہ ۲ھ کو ''سُتونِ حَنّانہ'' کے مقام کو شَرَفِ قِیام سے مُشرَّف فرمایا، یہ محراب شریف اِسی جگہ پر کعبۂ مُشرَّفہ کے ''میزابِ رحمت'' کی سَمت بنی ہوئی ہے۔ حُضُور رَحمۃٌ لِّلعٰلمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم اور خُلَفائے راشِدین عَلَیہِمُ الرِّضوَان کے دَورِ زَرّین میں محراب کی موجودہ علامت رائج نہیں تھی اِس کو پہلی صدی کے مُجدِّد، حضرتِ سیِّدُنا عُمر بن عبدُالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خلیفہ وَلید بن عبدُ الملک کے حُکم سے 88 ہجری (706ء) میں اِیجاد کیا اور یہ وہ ''بدعتِ حَسَنہ'' ہے جسے تمام اُمّت نے قَبول کیا اور اب دُنیا بھر کی مساجِد کی طاق نُما محرابیں حضرتِ سیِّدُنا عُمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اِیجادِ مُبارَک سے بَرَکتیں لئے ہوئے ہیں۔ اِس سے یہ بات بھی سیکھنے کو ملی کہ

دَورِ صَحابہ میں کسی چیز کا نہ ہونا اُسے ناجائز نہیں کر دیتا، جیسے یہی مُروّجہ محراب، سنگِ مَرمَر کے مِنبر، مساجِد پر گُنبد و مینار، سبز سبز گنبد و مینار، قُبورِ اولیاء پر عمارات و گنبد، ختمِ بخاری، مائک پر اذان و خُطبہ، اَذان سے قبل دُرُود شریف پڑھنا، ہرسال جشنِ ولادت کی دھوم دھام، گیارھویں شریف، اعراسِ بُزُرگانِ دین وغیرہ وغیرہ۔

محراب و مِنبر اور وہ ہریالی جالیاں

اور مسجِدِ حبیب کا جلوہ نصیب ہو (وسائلِ بخشش ص۱۱۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مِنبرِ رسول

دو فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (۱) مِنۡبَرِیۡ عَلٰی حَوۡضِیۡ ۔ یعنی میرا منبر میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) پر ہے۔ (بُخاری ج ۱ ص ۴۰۳ حدیث ۱۱۹۶) منبر شریف کا وہ گولا جسے رَحمتِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تھاما کرتے تھے، صَحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان (بَرَکت کیلئے) اُس پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔ (اَلطَّبقاتُ الکُبریٰ لِابنِ سَعد ج۱ ص۱۹۶) (۲) مِنۡبَرِیۡ عَلٰی تُرۡعَةٍ مِّنۡ تُرَعِ الۡجَنَّةِ یعنی میرا منبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ میں واقع ہے۔ (وَفاءُ الوَفاء ج۱ ص۴۲۶)

اَصل منبرِ منوّر لکڑی کا تھا

سرورِ کون ومکان، سلطانِ زمین و زمان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے سب سے پہلا مِنبرِ منوّر 8 ہجری میں تیّار کیا گیا تھا، اُس کے تین زینے تھے۔

آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مِنبرِ مُطَہَّر پر رونق افروز ہوتے وَقت تیسرے دَرَجے (یعنی زینے) پر بیٹھتے اور دوسرے دَرَجے پر پاؤں مبارک رکھتے تھے۔ **حُضورِ اقدس** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مِنبرِ مبارک کا طول (یعنی لمبائی) دو ہاتھ، عَرض (یعنی چوڑائی) ایک ہاتھ اور ہر زینے کی چوڑائی ایک بالشت تھی۔ (جذب القلوب ص۹۰) درمیان والا حصّہ جس کے ساتھ تکیہ (یعنی ٹیک) لگاتے تھے وہ ایک ہاتھ لمبا اور جن حصّوں پر خُطبے کے لیے بیٹھتے وَقت ہاتھ مبارک رکھتے تھے وہ ایک بالِشت اور دو اُنگل اُونچے تھے۔ (وفاء الوفاء ج ا ص ۴۰۰، ۴۰۲) مِنبرِ مُنوَّر مبارَک کے تینوں جانب پانچ لکڑیاں لگی ہوتی تھیں۔ مِنبرِ اطہر کی یہ کیفیت حضورِ انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد سیِّدُنا صدّیقِ اکبر، سیِّدُنا فاروقِ اعظم، سیِّدُنا عثمانِ غنی اور حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ المُرتَضٰی شیرِ خدا رِضْوانُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے زمانے میں بھی قائم رہی۔ (جذب القلوب ص۹۰) موجودہ دَور کے سنگِ مَرمَر کے مِنبر ''دَورِ صَحابہ'' میں نہ ہونے کے باوُجود جائز ہیں۔

چُھپ چُھپ کے دیکھوں مِنبرِ اقدس کی پھر بہار
شاید کبھی تو شاہ کا جلوہ نصیب ہو (وسائلِ بخشش ص۱۱۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مقامِ اذانِ بلال کی نشاندہی نہیں ہو سکتی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے اندر جنّت کی کیاری میں موجود منبر شریف کے عین سامنے آٹھ

ستونوں پر قائم سنگِ مرمر کا خوبصورت چبوترہ ہے، اِسے ''مُکبِّرِیہ'' کہتے ہیں، اِسی پر کھڑے ہوکر اذان واقامت کہی جاتی ہے۔ یہ یاد رہے! اِس جگہ پر حضرت سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان دینا ثابت نہیں۔ (ملخصا جستجوئے مدینہ ص ۵۱۸)

حضرت سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں کھڑے ہوکر اَذان دیتے تھے اب اُس جگہ کی نشاندہی دشوار ہے، اِس کی تاریخ ملاحظہ ہو: احکامِ اذان کے نفاذ کے بعد شروع شروع میں حضرت سیِّدُنا بلال اِبنِ رَباح **مسجدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف** کے قریب واقع ایک اونچے مکان کی چھت پر تشریف لے جاکر اذان دیا کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کے لیے لکڑی کا ایک اسٹول بنوا دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہوکر وہ اس وقت تک اذان دیتے رہے جب تک کہ وہ عازمِ دِمَشق نہیں ہوئے۔ اس اسٹول کو حُجرۂ اُمُّ المومنین حضرت سیِّدَتنا حفصہ بنتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھت پر رکھ دیا گیا تھا جس پر کھڑے ہوکر اذان دی جاتی تھی۔ اس کے بعد آلِ عمر فاروق نے اسے سیِّدُنا حضرت بلال اِبنِ رَباح حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرُّک اور آثار کے طور پر سنبھال لیا تھا جو کہ صدیوں تک محفوظ رہا۔ قطب الدین حنفی (متوفی ۹۹۰ ہجری) اپنی تاریخِ مدینہ میں تصدیق کرتے ہیں کہ ان کے ایّام میں بھی وہ اسٹول حضرتِ سیِّدُنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آثار کے طور پر محفوظ تھا پھر جب دارِ آلِ عمر کو ایک مدرَسہ میں تحویل کر دیا گیا تب بھی وہ مُتبرَّک آثار قائم ودائم رہا لیکن بیسویں صدی کے شُروع میں وہ گوشۂ گمنامی میں چلا گیا۔

صُفّہ شریف

صُفّہ سائبان اور سائے دار جگہ کو کہتے ہیں۔ **مسجِدُالنّبَوِیِّ الشّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام میں **بابِ جبرائیل** عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے داخل ہوں تو کچھ قدم چلنے کے بعد سیدھے ہاتھ کی جانب صُفّہ شریف اپنے جلوے لُٹا رہا ہے۔ صُفّہ زمین سے آدھا میٹر بُلند ہے جبکہ اِس کی لمبائی 12 میٹر اور چوڑائی 8 میٹر ہے اور اِس کے اَطراف میں تقریباً دو فُٹ اُونچی پیتل کی جالی کا خوبصورت حِصار (یعنی جنگلہ) بنا ہوا ہے، یہاں زائرین تلاوتِ قرانِ مُبین بھی کرتے ہیں اور نَماز بھی پڑھتے ہیں۔ یِہی وہ مَقام ہے جہاں فُقَراءِ مُہاجرین صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کا ایک گُروہ اِسلامی تعلیم کے حُصُول اور تَطہیرِ قُلوب (یعنی دلوں کی پاکیزگی کے حُصول) کی خاطر صبح وشام قِیام پذیر رہتا تھا۔ ان کی تعداد 70 اور 400 کے درمیان رہی ہے۔ **تاجدارِ مدینہ**، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جب کہیں سے **صَدَقہ** حاضر کیا جاتا تو اَصحابِ صُفّہ عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کے یہاں بھجوا دیتے اور اگر کہیں سے ہَدِیّہ (یعنی تحفہ ونذرانہ) حاضِرِ خدمت ہوتا تو خود بھی تناوُل فرماتے اور **اَصحابِ صُفّہ** عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کو بھی شریک فرما لیتے۔ علمِ دین کے یہ شائقین نہایت سادہ اور غریب ومسکین ہوا کرتے تھے انہیں میں سے ایک مشہور صَحابی حضرتِ سیِّدُنا **ابو ہُریرہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرماتے ہیں: میں نے

70اصحابِ صُفّہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی فَقَط تہبند تھا یا کمبل جسے اپنی گردن میں باندھ کر لٹکا لیتے تھے اور وہ بھی اِس قدر چھوٹا ہوتا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک اور ہاتھ سے اسے تھامے رہتے کہ کہیں سترکُھل نہ جائے۔ (بخاری ج۱ص۱۶۹حدیث۴۴۲) سیِّدُ نا مُجاہد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُ نا **ابوہُریرہ** رضی اللہ تعالٰی عنہ بیان فرمایا کرتے تھے: قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کہ میں بسا اوقات بھوک کی شدّت کے باعِث اپنا شکم (یعنی پیٹ) اور سینہ زمین پر لگا دیتا اور بعض اوقات پیٹ پر پتّھر باندھ لیتا تا کہ سیدھا کھڑا ہوسکوں۔ (بخاری ج٤ ص ٢٣٤ حدیث ٦٤٥٢) جنابِ **رَحمۃٌ لِّلعٰلمین** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان علمِ دین کے عاشِقین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے وَجد آفرین کلمات سے نوازتے ہوئے اُن سے فرمایا: ''اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ ربِّ کائنات (عزوجل) نے تمہارے لئے کیسے کیسے اِنْعامات تیّار کر رکھے ہیں تو تم تمنّا کرتے کہ کاش! فَقر وفاقے کا یہ سلسلہ اور طویل ہو جائے۔'' (ترمذی ج٤ ص١٦٢ حدیث ٢٣٧٥)

جُستجُو میں کیوں پھریں مال کی مارے مارے

ہم تو سرکار کے ٹکڑوں پہ پَلا کرتے ہیں (وسائلِ بخشش ص۱٤٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مساجِدِ مدینہ

مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا اوراس کے گردونَواح میں مُتَعَدِّد ایسی مساجد ہیں جواللہ کے محبوب، فاتِحُ الْقُلوب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف منسُوب ہیں۔ اُن میں اکثر کے نشانات خَتْم ہو چکے ہیں۔ تاہم حُصولِ بَرَکت کیلئے چند کا ذِکر کیا جاتا ہے تاکہ زائرینِ عاشقین انہیں تلاش کر کے جہاں جہاں مسجدیں ملیں وہاں نَفْلیں پڑھیں اور جہاں آثار نہ پائیں وہاں بِنگاہِ حسرت فَضاؤں کی زیارت کر کے بَرَکت حاصل کریں اور وہاں دعائیں مانگیں کہ جہاں جہاں سلطانِ کون ومکاں صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری ہوئی ہے وہاں دُعا قبول ہوتی ہے۔ **مُحقِّق عَلَی الاطلاق، خاتِمُ المُحَدِّثین،** حضرتِ علّامہ شیخ عبدُ الحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے عشق و مَستی میں ڈوب کر کتنی پیاری بات کہی ہے کہ "اربابِ بصیرت (یعنی دل کی نظر رکھنے والے) یہ جانتے ہیں کہ ان (مکّے مدینے کے) پہاڑوں اور وادِیوں میں اثرِ جمال محمّدی اور ظُہورِ کمالِ احمدی سے کس قدر نورانیّت ظاہِر ہو رہی ہے! بے شک اس کا سبب یِہی ہے کہ ان تمام جگہوں میں کوئی بھی ایسا ذرّہ نہیں جس پر نظرِ مبارک نہ پڑی ہو اور وہ دیدارِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے شَرَفیاب نہ ہوا ہو۔ (جذب القلوب ص۱۴۸)

آ کے میں روح کی ہر تہ میں سَمو لوں تجھ کو
اے ہوا تُو نے سرکار کو دیکھا ہو گا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱﴾ مسجدِ قُبا

مدینہ طَیِّبہ زادَھَا اللہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً سے تقریباً تین کلومیٹر جُنوب مغرِب کی طرف ''قُبا'' نامی ایک قدیمی گاؤں ہے جہاں یہ مُتَبَرَّک مسجِد بنی ہوئی ہے، قرانِ کریم اوراَحادیثِ صَحِیحہ میں اِس کے فضائل نہایت اِہتمام سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے درمِیانی چال سے چل کرتقریباً 40مِنَٹ میں عاشقانِ رسول مسجِد قُبا پہنچ سکتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے: حُضُورِانور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر ہفتے کوکبھی پَیدل تو کبھی سُواری پرمسجِد قُبا تشریف لے جاتے تھے۔ (بُخاری ج ۱ ص ۴۰۲ حدیث ۱۱۹۳)

عُمرے کا ثواب

دو فرامینِ مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم: ﴿۱﴾ مسجِد قُبا میں نَماز پڑھنا ''عمرے'' کے برابر ہے (ترمذی ج ۱ ص ۳۴۸ حدیث ۳۲۴) ﴿۲﴾ جس شخص نے اپنے گھر میں وُضو کیا پھر مسجِد قُبا میں جا کرنَماز پڑھی تو اُسے ''عمرے'' کا ثواب ملے گا۔

(ابنِ ماجہ ج ۲ ص ۱۷۵ حدیث ۱۴۱۲)

فاروقِ اعظم اور قُبا

امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ

مِنبرِ رسول

صُفّہ شریف

مسجدِ قُبا

خَمسہ (یاسبعہ) مساجِد

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین
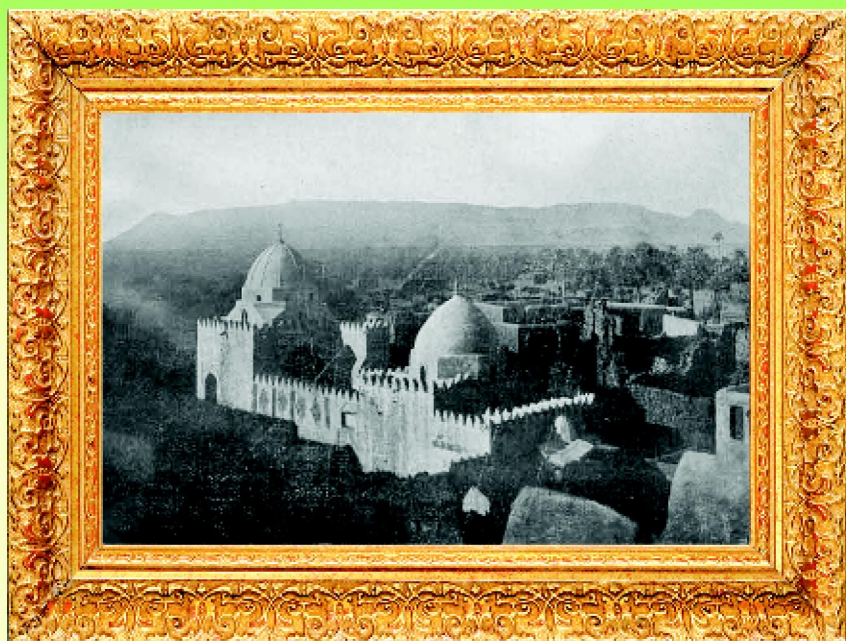
مسجد قُبا میں داخل ہوئے تو ارشاد فرمایا: اللّٰـہ کی قسم! مجھے اِس مسجِد میں ایک نَماز پڑھنا بیتُ المقدّس میں ایک نَماز پڑھنے کے بعد چار رَکعتیں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے، اور اگر یہ مسجِد دُور دراز علاقے میں ہوتی تب بھی ہم اُونٹوں کے جگر فنا کر دیتے (یعنی اس کی زیارت کیلئے ہم ضرور سفر کرتے)۔

(کنزالعمال ج۷ ص ٦٢ حدیث ٣٨١٧٤)

عبداللّٰہ بن عُمَر اور قُبا

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰـہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر ہفتے مسجِد قُبا میں حاضِر ہوتے تھے۔ (مسلم ص ٧٢٤ حدیث ١٣٩٩)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲﴾ مسجد فَضِیخ

یہ مسجِد شریف مسجد قُبا سے مشرِقی جانب ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جب لشکرِ اسلام نے بنی نُضَیر کا مُحاصَرہ کیا تھا، اُس وَقت شَہَنْشاہِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارَک خیمہ یہیں لگایا گیا تھا اور اِس مَقام پر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 6 دن نَمازیں ادا فرمائیں تھیں۔ (وفاءالوفاء ج۲ ص۸۲۱) اِس کی یادگار میں یہ مسجِد بنائی گئی۔ بعض لوگ غلط فہمی کے سبب اس کو "مسجِد شمس" کہتے تھے۔ اگست 2001ء میں یہ مبارَک مسجِد شہید کر دی گئی، کچھ عرصہ مَلبہ شریف تشریف فرما رہا پھر وہ بھی اُٹھا لیا گیا، جگہ ہموار ہوگئی اور علاقے کے لوگوں

کی گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ بن گئی!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۳﴾ خَمسہ (یاسبعہ) مساجِد

مدینۂ طیِّبہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کے شِمال مغرِبی طرف سَلْع پہاڑ کے دامَن میں پانچ مسجِدیں ایک دوسرے کے قریب قریب واقع ہیں۔ دراصل یہاں پہلے سات مساجِد ہوا کرتی تھیں عَرَبی میں سات کو"سَبْع" کہتے ہیں لہٰذا یہ عَلاقہ "سَبْعُ مساجِد" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ کچھ سال قبل دو مساجِد شہید کر کے وہاں لاری اڈّہ، دُکانیں اور پارکنگ ایریا وغیرہ کی ترکیب کر لی گئی۔ چُونکہ اب پانچ مسجِدیں رہ گئی ہیں اور عَرَبی میں پانچ کو"خَمسہ" کہتے ہیں اِس لئے آہستہ آہستہ یہ مقام"**خَمسہ مساجِد**" کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ان پانچ میں سے ایک مسجِد بنام"**مسجدُ الْفَتح**" ٹیلے پر واقِع ہے جس پر چڑھنے کے لئے سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔"غَزوَۂ اَحزاب" کے موقع پر (جسے غزوۂ خندق بھی کہا جاتا ہے) حُضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مسجدُ الْفَتح کے مقام پر پیر، منگل، بدھ تین دن مسلمانوں کی فَتح و نُصرت کے لئے دُعا فرمائی، تیسرے دِن ظُہر وعَصر کے درمِیان فَتح کی بِشارت ملی اور ایسی فَتح کامِل حاصل ہوئی کہ اِس کے بعد ہمیشہ کُفّار مغلوب (یعنی دَبے ہوئے) رہے۔ حضرتِ سیِّدُنا جابر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جب مجھے مشکل پیش آتی ہے تو ''مسجدِ فتح'' میں جا کر دُعا مانگتا ہوں تو مشکل حل ہوجاتی ہے۔'' مسجد الفتح کے علاوہ دیگر چھ مسجدوں کے نام یہ ہیں: (۱) مسجدِ سیّدُ نا ابوبکر صدِّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ اصل میں مسجد علی بن ابی طالب ہے) (۲) مسجد سیّدُ نا عمر بن خطاب (شہید ہوچکی ہے) (۳) مسجدِ سیّدُ نا علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہَہُ الْکَرِیْم یہ ماضیِ قریب میں مسجدِ ابوبکر صدِّیق کے نام سے جانی جاتی تھی اب شہید کردی گئی ہے (٤) مسجدِ سیِّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ (یہ مسجد دَورِ صحابہ میں نہ تھی، اِس کی کوئی تاریخ منقول نہیں، کہا جاتا ہے کہ ۱۳۲۹ھ (1911ء) کے بعد بنائی گئی ہے) (۵) مسجدِ سیّدُ نا سَلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (٦) مسجد ابوذر غِفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (شہید ہوچکی ہے۔)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿٤﴾ مسجدِ غمامہ

مَکّۂ مکرّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا یاجَدّہ شریف سے جب مدینۂ مُنوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا آتے ہیں تو مسجدُ النَّبَوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آنے سے قبل اُونچے قُبّوں (گنبدوں) والی ایک نہایت ہی خوب صورت مسجِد آتی ہے یہی ''مسجدِ غمامہ'' ہے۔ ہمارے پیارے آقا مکّی مدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ۲ ھ میں پہلی بار عیدُ الْفِطْر اور عیدُ الاَضْحٰی کی نَماز

اِس مَقام پر کُھلے میدان میں ادا فرمائی ہے۔ یَہیں آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارِش کے لئے دُعا فرمائی، دُعا فرماتے ہی بادَل گھر گئے اور بارِش برسنی شُروع ہوگئی۔ ''بادَل'' کوعَرَبی زَبان میں غَـمَـامَـه کہتے ہیں اِسی نسبت سے اِسے اب **مسجدِ غمامہ** کہتے ہیں۔ یہاں کُھلا میدان تھا، پہلی صدی کے مجدِّد، امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا **عمر بن عبدُ العزیز** رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہاں مسجِد تعمیر کروادی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۵﴾ مسجدِ اجابہ

یہ مسجِد مبارَک **مدینۂ مُنوَّرہ** زادھا اللہ شرفاً وّ تعظیماً کی قدیم ترین 9 مساجِد میں سے ایک ہے جوکہ شارِعِ مَلِک فیصل (پُرانا نام شارِع سِتّین یا پہلے طریق دائری Round about) پر جنّتُ البقیع کی شِمال مشرِقی جانِب (شارِعِ سِتّین اورشارِعِ ملک عبدالعزیز کے چوک کی اُلٹی طرف) واقِع ہے۔ اِس مَقام پر ایک بار ہمارے پیارے آقا، مکّی مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دو رَکعت نَماز ادا فرمائی اور ''تین دُعائیں'' فرمائیں اِن میں سے دوقَبول ہوئیں اور ایک سے روک دیا گیا۔ وہ تین دُعائیں یہ تھیں: (۱) **یااللہ** عزّوجلّ! میری اُمّت قَحط سالی کے سبب ہلاک نہ ہو۔ (قَبول ہوئی) (۲) **یااللہ** عزّوجلّ! میری اُمّت پانی میں ڈوب کر ہلاک نہ ہو۔ (قَبول ہوئی) (۳) **یااللہ** عزّوجلّ! میری اُمّت آپس میں نہ لڑے۔ (روک دیا گیا) (مُسلِم ص ۱۵۴۴ حدیث ۲۸۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۶﴾ مسجدِ سُقیا

یہ مسجِد شریف، عجائب گھر کے قریب مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے ریلوے اسٹیشن کے اِحاطے میں ہے، مسجِد سُقیا اُس تاریخی مقام پر بنائی گئی تھی جہاں یہ ایمان افروز واقِعہ ہوا تھا چُنانچہ امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولائے کائنات، علیُّ الْمُرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم بیان کرتے ہیں: سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَعِیَّت میں ہم مدینۂ طیِّبہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے نکلے، جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حَرَّۃُ السُّقیَا کے قریب پہنچے تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پانی طلب فرمایا، وُضو کر کے قبلہ رُو کھڑے ہو کر اَہالِیانِ مدینہ باسکینہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کے لئے اِس طرح خیر و بَرَکت کی دعا فرمائی: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ابراہیم تیرے بندے اور خلیل تھے، اُنہوں نے مکّے والوں کے لئے بَرَکت کی دُعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور رسول ہوں تجھ سے اہلِ مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ ان کے مُد اور صاع (یہ دو پیمانوں کے نام ہیں ان) میں اہلِ مکّہ کی نسبت دوگُنا بَرَکت عطا فرما۔

(تِرمِذی ج ۵ ص ۴۸۲ حدیث ۳۹۴۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراهیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

﴿۷﴾ مسجدِ سَجدہ

''مسجدِ سَجدہ'' اُس مقدّس مقام پر واقِع ہے جہاں ایک مشہور واقِعہ ہوا تھا چُنانچِہ دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 743 صَفْحات پر مشتمل کتاب، ''جنّت میں لے جانے والے اعمال'' صَفْحَہ 496 پر ہے: حضرت سیِّدُ ناعبدُ الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شَہَنْشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال، دافِعِ رنج و مَلال، صاحِبِ جُود و نَوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمِنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک مرتبہ باہَر تشریف لائے تو میں بھی پیچھے ہولیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک باغ میں داخِل ہوئے اور سَجدے میں تشریف لے گئے، آپ نے سجدہ اتنا طویل کر دیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے روحِ مبارَکہ قبض نہ فرمالی ہو! چُنانچِہ میں قریب ہو کر بغور دیکھنے لگا، جب سرِ اقدس اٹھایا تو فرمایا: ''اے عبدُ الرحمٰن ! کیا ہوا؟'' میں نے جواباً اپنا خدشہ ظاہر کر دیا تو فرمایا: جبرئیلِ امین (عَلَیْہِ السَّلام) نے مجھ سے کہا: ''کیا آپ (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے کہ جو تم پر دُرُود پاک پڑھے گا میں اس پر رَحمت نازِل فرماؤں گا اور جو تم پر سلام بھیجے گا میں اُس پر سلامَتی نازل فرماؤں گا۔'' (مسند احمد ج ا ص ٤٠٦ حدیث ١٦٦٢) بطورِ یادگار اس مقامِ پُرانوار پر ''مسجدِ سجدہ'' بنادی گئی تھی۔ آج کل وہ جدید تعمیر کے ساتھ موجود تو ہے مگر وہاں آوَیزاں تختی پر ''مسجدِ ابوذر'' لکھا ہوا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۸﴾ مسجدِ ذباب (یا مسجد رایہ)

''ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع'' سے جَبَلِ اُحُد کی طرف جاتے ہوئے اُلٹے ہاتھ پر **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعۡظِیۡمًا سے شِمال (NORTH) کی طرف ''ذِباب'' نامی پہاڑ پر غزوۂ تبوک سے واپَسی پر یا بعض رِوایات کے مطابِق ''غزوۂ خندق'' کے موقع پر **سرکارِ مدینۂ منوَّرہ، سردارِ مکّۂ مکرَّمہ** صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خَیمہ شریف نَصْب کیا گیا تھا۔ روایت ہے کہ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ''جَبَلِ ذِباب'' پر نَماز بھی ادا فرمائی ہے۔(جذب القلوب ۱۳۶، ۱۳۷، وفاء الوفاء ج۲ص۸۴۵) اُس مبارَک پہاڑ پر امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے بطورِ یادگار ایک مسجِد بنائی جسے ''مسجِدِ ذِباب'' یا ''مسجِدِ رایہ'' کہا جاتا ہے۔ اِسے ماضی میں مسجِدِ قَرین اور ''مسجِد زاوِیہ'' کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۹﴾ مَسجِدِ عَینَین

یہ مسجِد شریف مزارِ حضرتِ سیِّدُنا حمزہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے دروازۂ مبارَکہ کے سامنے جانبِ قبلہ واقِع پہاڑ ''جَبَلُ الرُّماۃ'' پر واقع تھی، اُحُد کے دن

لشکرِ اسلام کے تیر انداز اِس پر کھڑے تھے۔ کہتے ہیں، سیِّدُ نا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اِسی مقام پر بَرچھی لگی تھی۔ سیِّدُ نا جابِر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، شَہَنشاہِ خیرُ الْاَنام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مَع صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان وہاں مُصَلَّح نَماز ادا فرمائی تھی۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۴۸۔۸۴۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۰﴾ مسجدِ مَشرَبہ اُمِّ ابراھیم

یہ مسجِد شریف حَرَّہ شَرقِیَّہ کے قریب نَخْلِستان (یعنی کھجور کے باغ) میں واقِع تھی۔ مَشْرَبہ یعنی باغ اور اُمِّ ابراھیم سے مُراد اُمُّ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدَتُنا مارِیہ قِبطِیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ہیں، یہ ان ہی کا باغ تھا اور حقیقی مَدَنی مُنّے، عاشِقانِ رسول کی آنکھوں کے تارے، مکّی مَدَنی مصطَفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دُلارے حضرت سیِّدُنا ابراھیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وِلادتِ باسعادت یہیں ہوئی تھی۔ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہاں نَماز پڑھنا ثابت ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۲۷) آج کل یہ مقدّس مَشْرَبہ یعنی مبارَک باغ قبرِستان بنا ہوا ہے اور اسے چار دیواری میں بند کر دیا گیا ہے اور یہاں عاشقانِ رسول کا داخِلہ ممنوع ہے، قبرِستان کے درمیان ایک چھوٹی سی قدیم مسجِد ہے جس کے صَحن میں ایک نہایت ہی خَستہ حال کُنواں ہے۔ ایک مُؤَرِّخ کا بیان ہے: ''مجھے جب بھی داخِلے میں کامیابی ملی، میں نے اِس مسجِد میں تدفین کا سامان پایا ہے!''

مسجدِ مَشرَبہ اُمِّ ابرھیم
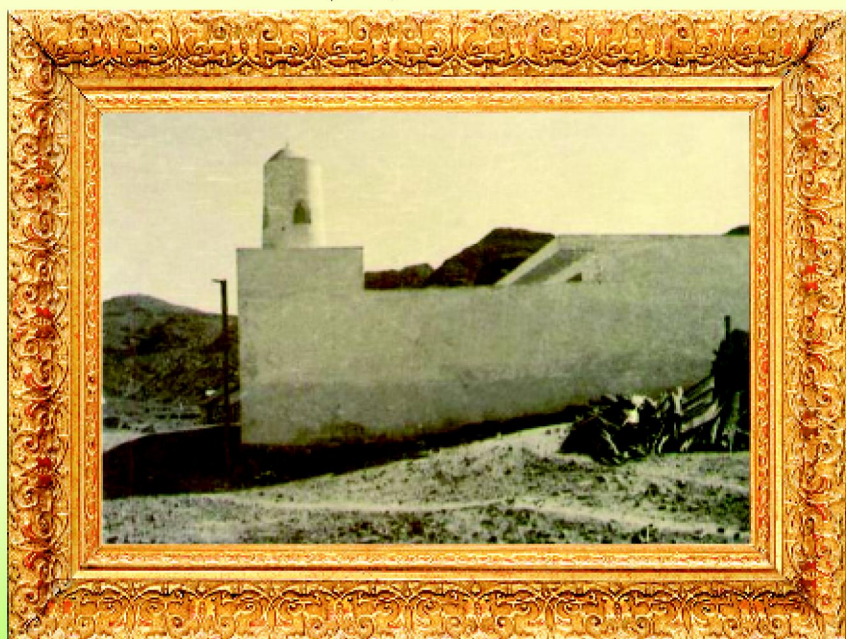
مسجدِ بنی حرام

مسجدِ غمامہ

مسجدِ اِجابہ

موجودہ چار دیواری کے باہر پُرانی طرز کی ایک بِغیر چھت کی مسجد بنا دی گئی ہے۔ایک مُحقّق کا کہنا ہے کہ اِس کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں اَصل مسجِد شریف مَشْرَبہ(یعنی باغ شریف) کے اندر ہی ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۱﴾ مسجدِ بنی قُرَیظہ

یہ مسجِد شریف حَرَّۂ شَرقِیّہ کے پاس ''مسجِدِ شمس'' سے کافی فاصلے پر جانبِ مشرق (EAST) مسجدِ فضیح اور مَشْرَبۂ اُمِّ ابراھیم کے درمیان واقِع تھی۔**سرکارِ دو عالَم** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بنوقُرَیظہ کے مُحاصَرے کے دَوران اِس مسجِد کو نَماز کیلئے مقرّر کیا تھا۔(فتح الباری ج۸ص۱۰۶)ایک روایت کے مطابِق ''مسجِدِ بنی قُرَیْظہ'' اُس مقدّس مقام پر بنائی گئی تھی جہاں 5ہجری (627ء)میں ''غزوۂ بنوقُرَیظہ'' کے موقع پر**محبوبِ ربِّ عرش** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے ''عَرِیْش'' (یعنی دھوپ سے بچنے کیلئے سائبان) نصب کیا گیا تھا۔ایک روایت کے مطابِق قریب ہی ایک خاتون کا گھر تھا جس میں **سرکارِ مدینہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **نَماز** ادا فرمائی تھی۔حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدُ العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے توسیع کے دَوران اُس مبارَک مکان کو بھی مسجد شریف میں شامل کرلیا تھا۔(جذب القلوب ص۱۲۶)اب اُس مسجد بنوقُرَیظہ کی زیارت نہیں ہوسکتی۔آہ!اُس مقدّس

مقام پر پچھلے سالوں ''وَرْکشاپ'' بنی ہوئی دیکھی گئی تھی ! وہاں کی فضاؤں کو حسرت سے چومئے اور عشقِ رسول میں دل جلائیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿١٢﴾ مسجدُ النُّور

ایک بار حضرتِ سیِّدُنا اُسَید بن حُضَیر اور حضرتِ سیِّدُنا عُبّاد بن بِشْر رضی اللہ تعالٰی عنہما دونوں دربارِ رسالت سے کافی رات گزرنے کے بعد اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں جب راستہ نظر نہیں آیا تو اچانک حضرتِ سیِّدُنا اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی **لاٹھی روشن** ہوگئی اور یہ دونوں اُس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کا راستہ الگ الگ ہوگیا تو حضرت سیِّدُنا عُبّاد بن بِشْر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی **لاٹھی** بھی روشن ہوگئی اور دونوں اپنی اپنی لاٹھی شریف کی روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مسند امام احمد ج ٤ ص ٢٧٧ حدیث ١٢٤٠٧) **جدھر** دونوں صَحابی جدا ہوئے تھے وہاں یعنی **مسجِدُالنَّبوِیّ الشَّریف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے شمال مشرِقی حصّے میں جَنَّتُ البقیع کے اُس پار جہاں قبیلہ بنی عبدُ الاَشْہَل آباد تھا پہلی صدی ہجری کے مجدِّدِ امیرُ الْمُؤمِنین حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ''مسجِدُ النُّور'' تعمیر کروائی تھی۔ اب اُس کی زیارت نہیں ہوسکتی، **عاشِقانِ رسول** صِرف فَضائیں چوم کر بَرَکتیں حاصِل کریں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۳﴾ مسجدِ فَسح

جبلِ اُحُد کے دامن میں ''شَعبِ جَرّار'' کی جانب ایک چھوٹی سی مسجِد ہے۔ غزوۂ اُحُد کے مشہور و معروف کم سِن مجاہد حضرتِ سیِّدُنا رافِع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں چند نَمازیں ادا کی تھیں۔'' (تاریخ المدینة المنورہ لابن شبہ ج ۱ ص ۵۷) مَطَرِی کے قول کے مطابِق ''ظُہر وعَصْر کی نَمازیں یہاں ادا فرمائی تھیں۔'' (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸٤۸) بعض مُؤَرِّخِین کے نزدیک غزوۂ اُحُد میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زَخْم ہائے مبارَکہ یہاں دھوئے گئے تھے اِس لئے یہ ''مسجِدِ غسل'' کے نام سے بھی جانی جاتی تھی۔ سگِ مدینہ عُفِیَ عنہ نے بَہُت سال پہلے اُس مقام پر مسجِد کا ایک کھنڈر دیکھا تھا جس کے گرد لوہے کے خاردار تار لگے ہوئے تھے۔ غالِباً یہ ''مسجِدِ فَسح'' ہی تھی۔ اِس مسجِد شریف کی زَبوں حالی خون کے آنسو بہانے کا مقام ہے کہ یہ ہمارے مکّی مَدَنی سرکار، راحتِ قلبِ بے قرار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سجدہ گاہ کی یادگار ہے۔ خدا جانے اب وہ کھنڈر بھی باقی ہے یا نہیں!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۴﴾ مسجدِ بنی ظفر (یامسجدِ بَغلہ)

جنّتُ البقیع کے شَرقی جانب (یعنیEASTمیں) حَرَّہ شَرقِیَّہ کی طرف ''اَوس'' نامی قبیلے کی ایک شاخ ''قبیلہ بنی ظفر'' آباد تھا، یہ ''مسجدِ بنی ظفر'' وہاں تھی ، اِسے مسجِدِ بغلہ (یعنی خچّر والی مسجد) بھی کہا جاتا ہے ۔ وہاں **سرکارِ دوعالم** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **ایک چٹان پر تشریف فرما** ہوکر حضرتِ سیِّدُنا **عبداللہ بن مسعود** رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تِلاوت سنی تھی، اور اس قدَر روئے تھے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی۔ (معجم کبیر ج ۱۹ ص ۲۴۳ حدیث ۵۴۶)

وہ چٹان مبارَک تبرُّکاً مسجِد میں رکھی گئی تھی ، **عاشقانِ رسول** اُس کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے تھے۔ بعض مُؤَرِّخِین نے لکھا ہے کہ بے اولاد عورَتیں اُس پر بیٹھ کر دُعا کرتیں تو اولاد کی نعمت سے سرفراز ہو جاتی تھیں۔ (جذب القلوب ص ۱۲۸) وہاں اور بھی تبرُّکات تھے، جن میں ایک پتّھر شریف پر سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سُواری کے **خَچَّر** کے سُم (یعنی کُھر) مبارَک کا نشان تھا، ایک پتّھرِ منوَّر پر بے کسوں کے یاوَر، مدینے کے تاجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کُہنی مبارک اور مقدّس اُنگلیوں کے نشانات تھے۔ (ایضاً) افسوس نہ اب اُس مسجِد کی عمارت رہی نہ ہی تبرُّکات ۔ **عاشِقانِ رسول** صِرف وہاں کی فَضاؤں کی زیارت فرمائیں، دل جلائیں اور ہوسکے تو آنسو بہائیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۵﴾ مسجدِ مائدہ

مسجدِ بنی ظفر کے قریب ہی ''مسجدِ مائِدہ'' واقِع تھی۔ منقول ہے یہ اُسی مقام پر بنی تھی جسے سلطانِ کون و مکان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نَجران کے نصرانیوں کے ساتھ مُباہلے کیلئے مُنتَخَب فرمایا تھا اور جس جگہ سیِّدُ نا سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے لکڑیاں گاڑ کر اپنی چادر تان کر سائبان کھڑا کیا تھا اور حُضُور پُر نور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے اہلِ بَیت کے ہمراہ وہاں تشریف لائے تھے۔ ایک تاریخی رِوایت کے مطابِق اِس مقام پر آقائے نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اہلِ بیتِ اطہار کیلئے جنّت سے ''پانچ پِیالوں'' میں کھانا نازِل ہوا تھا۔ اس لئے اسے ''مسجِدِ پنج پِیالہ'' بھی کہتے ہیں۔ یہاں عاشقانِ رسول نے بطورِ یادگار گنبد بنائے تھے۔ سن ۱۴۰۰ھ میں سگِ مدینہ عفی عنہ نے اُس مقدّس مقام کے کھنڈر کی زیارت کی تھی، گنبد وغیرہ موجود نہیں تھے اور یہ لکھتے وقت فَضاؤں کے سوا کچھ نہیں بچا۔ عاشِقانِ رسول کیلئے اُن فضاؤں کی زیارت کر کے عشقِ رسول میں دل جلانا بھی بہُت بڑی سعادت ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین

مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول

﴿۱۶﴾ مسجدِ بنی حرام

یہ مسجدِ شریف حضرتِ سیِّدُ نا جابِر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اُسی مکانِ عالیشان کی جگہ پر عاشقِ رسول، حضرتِ سیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بنوائی تھی جہاں سرورِ کائنات، شَہَنْشاہِ موجودات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ تین مُعجِزات ظاہِر ہوئے تھے: ﴿۱﴾ ایک بکری میں بَہُت سارے (ایک روایت کے مطابِق 1500) صَحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا پیٹ بھر گیا تھا ﴿۲﴾ سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہڈّیوں پر دستِ مبارَک رکھ کر کچھ پڑھا تو بکری زندہ ہوگئی تھی ﴿۳﴾ سیِّدُ نا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فوت شُدہ دو مَدَنی مُنّے سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دُعا سے زندہ ہو گئے تھے۔ (اِن ایمان افروز واقِعات کی تفصیل ''فیضانِ سنّت'' جلد اوّل صفحہ 345 تا 349 پر مُلاحَظہ فرمائیے) اِسی مکانِ عظیمُ الشّان میں سرکارِ دوجہان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک نَماز بھی ادا فرمائی تھی۔ یہ مسجِد شریف، مسجدُ النَّبَوِیّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے ''خَمسہ مساجِد'' جاتے ہوئے ''اَلسَّیح'' کے عَلاقے میں سڑک کے سیدھے ہاتھ پر اُس بستی کے اندر واقِع ہے جو کہ جَبَلِ سَلع کے دامن میں آباد ہے۔ ۱۴۰۹ھ میں قدیم بنیادوں پر یہاں شاندار مسجِد بنا دی گئی ہے مگر باہَر مُلکوں سے آئے ہوئے حُجّاج و مُعتَمِرین اکثر اِس کے دیدار سے محروم ہی رہتے

ہیں کیوں کہ اسے آبادی کے اندر جا کر تلاش کرنا دشوار ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۷﴾ مسجِدِ شَیخَین

مسجِدُالنَّبَوِیّ الشَّریف علٰی صاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے مزارِ سیِّدُنا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر جاتے ہوئے اُلٹے ہاتھ پر دُور ہی سے یہ مسجِد شریف نظر آجاتی ہے۔ اِس مبارک مقام کو بہُت ساری مَدَنی نسبتیں حاصل ہیں مثلاً ﴿۱﴾ غزوۂ اُحُد کے لئے جاتے ہوئے سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں پہلا پڑاؤ فرمایا اور رات کا کچھ حصّہ گزارا تھا ﴿۲﴾ یہاں آقائے مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک یا دو نمازیں ادا فرمائی تھیں ﴿۳﴾ اِسی جگہ جسمِ پُر انوار پر ہتھیار اور زِرَہ ہیں سجائی تھیں ﴿۴﴾ یہاں جنگی تیّاریوں کا مُعایَنہ اور مُجاہِدین کا انتخاب فرمایا تھا اور کئی مَدَنی مُنّوں کو واپَس لوٹایا تھا ﴿۵﴾ یہیں مَدَنی مُنّے حضرتِ سیِّدُنا رافِع رضی اللہ تعالٰی عنہ بڑے نظر آنے کیلئے پاؤں کی اُنگلیوں پر کھڑے ہوگئے تھے تو بارگاہِ رحمت سے اجازت مل گئی تھی، اِس پر ایک اور مَدَنی مُنّے سیِّدُنا سَمُرَہ بن جُندُب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عَرض کی تھی کہ میں رافِع سے زیادہ طاقتور ہوں، پھر دونوں میں کُشتی ہوئی اور سَمُرہ غالِب آگئے تھے اور ساتھ چلنے کی اجازت پاگئے تھے۔ اِس مسجِد شریف کو "مسجِدُ الشَّیخَین" کہنے کی

وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک بوڑھے اندھے یہودی اور اندھی یہودن بُڑھیا کے جُدا جُدا دو قلعے تھے۔ بوڑھے کو عَرَبی میں ''شیخ'' کہتے ہیں، اِس وجہ سے وہ آبادی دو بوڑھوں کے سبب ''الشَّیخَین'' کے نام سے مشہور تھی۔ اِس مسجِد شریف کے اور بھی نام ہیں (۱) مسجد دِرْع (۲) مسجِد بَدائِع اور (۳) مسجِد عَدَوِی۔ آج کل اَوقافِ مدینہ کی طرف سے جدید طرز پر تعمیر کر کے اِس کا نام ''مسجِد خیر'' رکھا گیا ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۱۸﴾ مسجد مُستَراح

یہ مسجِد شریف مسجِد شَیخَین سے تھوڑے ہی فاصِلے پر اُحُد شریف کی طرف جاتے ہوئے عین سڑک پر واقِع ہے۔ اِبتدائے اسلام میں اسے ''مسجد بنی حارِثہ'' کہا جاتا تھا کیوں کہ وہاں قبیلۂ بنی حارِثہ (اَوس) آباد تھا۔ ایک روایت کے مطابِق ایک صَحابی (سیِّدُنا حارِث بن سعد بن عُبَیدُ الحارِثی رضی اللہ تعالٰی عنہ) فرماتے ہیں: ''رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہماری مسجِد میں نَماز ادا فرمائی تھی۔'' (وفاءالوفاء ج۲ص۸۶۵) سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ اُحُد سے واپسی پر یہاں تھوڑی دیر استِراحت یعنی آرام فرمایا تھا۔ اِسی لئے اِسے مسجِد مُستَراح'' کہا جاتا ہے۔ آج کل یہاں عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد
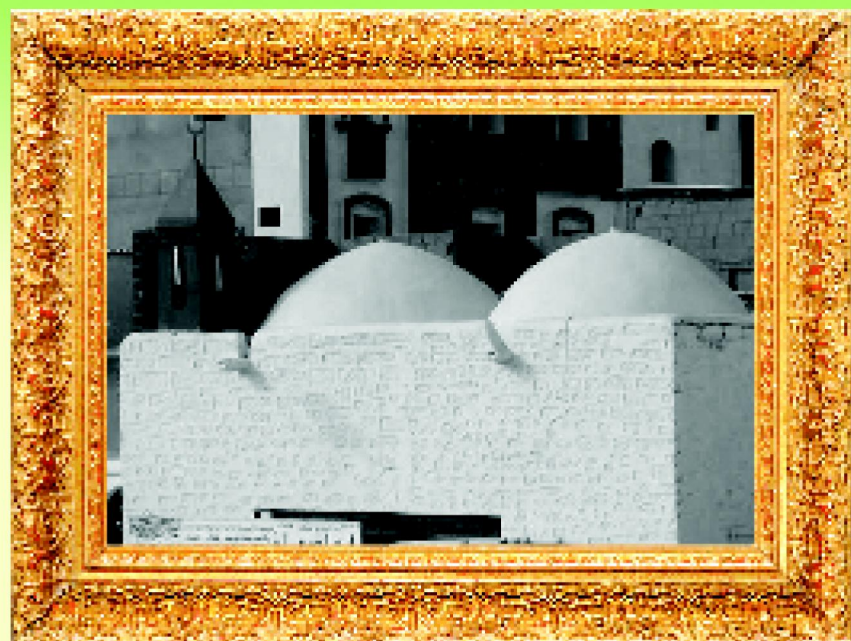
مسجدِ شَیخَین

مسجدِ مُستَراح

مسجدِ مُصَبَّح (یا مسجد بنی اُنَیف)

مسجدِ جُمُعہ

﴿۱۹﴾ مسجدِ مُصبَح (یا مسجد بَنی اُنَیف)

یہ مسجد شریف مسجدِ قُبا کے سامنے والے علاقے میں واقع ہے۔ مسجدِ قُبا کے سامنے سروِس روڈ پر آبادی کے اندر کی طرف داخِل ہوں تو آگے چل کر ''مُستَودَعاتُ الغَسّان'' کے فوراً بعد ایک خستہ حال مسجدِ شریف کی غیر مُسقَّف (یعنی بِغیر چھت کے) چار دیواری نظر آتی تھی جس کے اطراف میں مَلبے کا ڈھیر بھی دیکھا گیا ہے۔ (خدا جانے تادمِ تحریر وہ مسجدِ شریف کس حال میں ہے!) قبیلۂ بَنی اُنَیف کے لوگ یہاں آباد تھے، اِس مقام پر صَحابۂ کرام علیہم الرضوان جمع ہو کر سرکارِ مکّۂ مکرَّمہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مکہ شریف سے آمد کا انتِظار کیا کرتے تھے، آخر کار ان کی مُراد بر آئی اور سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بصورتِ ہجرت تشریف آوری ہوگئی۔ اِسی مقام پر سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہجرت کے بعد **پہلی نمازِ فَجر** ادا فرمائی تھی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۰﴾ مسجِد بنی زُرَیق

بیعتِ عَقَبۂ اوّل میں ایمان لانے کے بعد حضرتِ سیِّدُنا ابورافِع بن مالِک زُرَیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ کے محبوب، **فاتِحُ القُلُوب** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے **مدینۂ منوَّرہ** زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں وُرودِ مَسعود سے قَبل

ہی یہ مسجد شریف بنائی تھی اور ایمان لانے والے حضرات وہاں نماز پڑھتے اور سیِّدُ نا ابورافع بن مالِک زُرَیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بارگاہِ رسالت سے اُس وقت تک کا نازِل شدہ قرانِ کریم کا جو حصّہ عنایت ہوا تھا اُس کی تلاوت کرتے تھے۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس مسجد میں داخل ہوئے ہیں۔(وفاء الوفا ج ۲ ص ۸۵۷) **مسجد زُرَیق** مسجدِ غمامہ اور موجودہ کورٹ کے درمیانی حصّے میں کسی جگہ پر واقِع تھی، آہ! اِس تاریخی اور مدینے کی سب سے پہلی مسجِد کا اب کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا۔ عاشقانِ رسول اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ وہاں کی فضاؤں کو نگاہوں سے چوم کر برکتیں حاصل کریں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۱﴾ مسجدِ کَتِیبَہ

مدینۂ منوَّرہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کے اوّلین انصاری صحابی حضرتِ سیِّدُ نا ابو رافِع بن مالِک زُرَیق رضی اللہ تعالٰی عنہ غزوۂ اُحُد میں شہید ہوگئے۔ مبارَک لاش کی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مکانِ عالیشان ہی میں تدفین کی گئی۔ بعد میں خاندان والوں نے اُس مکانِ بَرَکت نشان پر اس طرح مسجد تعمیر کی کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مزارِ پُرانوار صحن میں آگیا۔ صُوفیائے کرام رحمھم اللہ السّلام کا مشہور سلسلۂ طریقت ''سَنُوسِیہ'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہی کی اولاد سے جاری ہوا

ہے۔ اِس مسجدِ شریف کے قریب عُثمانیوں (تُرکوں) نے عارِضی فوجی بارکیں بنوائی ہوئی تھیں، چُونکہ عَرَبی میں فوجی بٹالین یا یونٹ کو''کَتِیبَہ'' کہتے ہیں اِس لئے وہ علاقہ''کَتِیبَہ'' کہلانے لگا اور اِسی وجہ سے اُس مسجد شریف کو''مَسجِدُ الْکَتِیبَہ'' کہا جانے لگا۔ یہ مسجِد مع ایک قدیم مینار اِس تحریر سے چندسال قبل تک باقی تھی، پنج وقتہ نمازوں کی بھی ترکیب تھی، البتّہ صدکروڑ افسوس کہ مزار شریف شہید کر کے فرش ہموار کر دیا گیا تھا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۲﴾ مسجِد بنی دِینار

امیرُالْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہجرت کے بعد مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں خاندانِ بنی دینار بن النَّجّار کی ایک خاتون سے شادی فرمائی، ایک بار اُنہوں نے سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں دعوت پیش کی اور تشریف لاکر نَماز ادا کر کے گھر کو منوّر کرنے کی التجاء کی۔ شَرَفِ قَبولیّت سے سرفرازی ملی اور وہاں قدم رنجہ فرما کر شَہَنشاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نَماز ادا فرمائی۔ (وفاء الوفا ج۲ ص۸۶۶)

اِسی مکانِ عالیشان پر سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بطورِ یادگار ''مسجد بنی دینار'' بنوائی۔ بعد میں عَلاقۂ بنی دینار میں دھوبیوں کی آبادی ہوگئی،

وہاں دھوبی گھاٹ بن گئے، جس سے وہ مَحلّہ ''علاقۂ غَسّالین'' مشہور ہوا اور یہ مسجِد، ''مسجدِ غَسّالین'' کہلانے لگی۔ آج کل اسے ''مَسجِدِمُغَیسَلَه'' کہتے ہیں۔ اِس مسجد شریف کا نیا مَحَلِّ وُقوع یعنی پتا: مَحَلَّۃُ الْمَالِحَه، مدرسہ عَسکَرِیه کے پیچھے آبادی میں تقریباً آدھا کلومیٹر اندر کی طرف ہے۔ اب اس تاریخی مُتَبرَّک مسجد کے قریب جدید سَہولتوں سے آراستہ ایک بڑی مسجد بنادی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اُس مبارک مسجد کی طرف لوگوں کا رُجْحان کم ہے اور اس کی اصل حیثیت پر گمنامی کی دُھندلاہٹ چھارہی ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۳﴾ مسجدِ مینارتین

حضرت سیِّدُنا حَرام بن سَعْد بن مُحَیِّصَه رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ **شاہِ خیرُ الْاَنام** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس مقام پر نَماز پڑھی تھی۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۷۸ ۔ ۸۷۹) عاشقانِ رسول نے بَطورِ یادگار یہاں ''مسجد مینارتین'' تعمیر فرمائی۔ اس کا پتا یہ ہے: **مَسْجِدُالنَّبَوِیّ الشَّرِیف** عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے شارِعِ عَنبریہ (قدیم نام شارِعِ مَکّہ) سے ہوکر وادیٔ عَقِیق کی طرف جائیں تو تقریباً آدھے کلومیٹر کے فاصِلے پر پیٹرول پمپ آئے گا، اس سے تھوڑا سا آگے سیدھے ہاتھ پر ایک کُھلا میدان ہے جہاں

اس تحریر سے قبل دُور ہی سے اِس مسجد شریف کے کھنڈرات نظر آجاتے تھے۔ بقول ایک جدید مُؤَرِّخ کے اُس مقام پر اب ایک بہُت بڑی مسجد بنانے کا منصوبہ تیّار ہو گیا ہے، جسے ''مسجدِ منارتَین'' ہی کے نام سے پکارا جائے گا، مگر صد کروڑ افسوس! وہ ظاہراً مختصرسی مسجد جسے رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سجدہ گاہ بننے کا شَرَف حاصِل ہوا تھا وہ غَلَط منصوبہ بندی سے نئی عمارت کے صَدْر دروازے (مین انٹرنس) کے پاس مَعَاذَاللّٰہ جوتے اُتارنے کی جگہ پڑتی ہے۔ (اس تحقیق کو تادمِ تحریر کچھ سال گزر چکے ہیں، ہوسکتا ہے نئی مسجد اب بن چکی ہو)

مری ہوئی بکری

یہ مشہور واقِعہ بھی ''مسجد منارتین'' والے مقام کی طرف گزرتے ہوئے ہوا تھا۔ چُنانچہ ایک مرتبہ شاہِ خیرُ الْاَنام، صاحبِ گیسوئے مُشک فام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ اسی مقام سے گزر رہے تھے۔ اچانک حُضُور پُرنور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہِ مبارکہ ایک مُردہ بکری پر پڑی جس سے بدبُو آرہی تھی، صَحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان نے ناک پر کپڑے ڈال لئے جس پر رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس بکری کا اپنے مالک پر کیا اثر دیکھتے ہو؟ اُنہوں نے عرض کی: یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ کیا اثر دِکھا سکتی ہے؟ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللّٰہ تعالٰی

کے سامنے یہ دنیا اِس سے بھی ہلکی ہے جتنا یہ بکری اپنے مالک کے لئے ہلکی ہے۔

(وفاء الوفاء ج ۲ ص ۸۷۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۴﴾ مسجدِ جُمُعہ

یہ مسجد شریف مسجدِ قُبا سے مسجدُ النَّبَوِیِّ الشَّریف علٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی طرف جاتے ہوئے سیدھے ہاتھ پر آتی ہے۔ ہجرتِ مبارکہ کے موقع پر قُبا شریف سے فارِغ ہو کر مَحبوبِ ربُّ الْاَنام، صاحِبِ گیسوئے عنبر فام صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم مع صَحابہ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان عازِمِ مدینہ ہوئے اور یہ جُلوس مبارَک جب ''بنی سالم'' کے علاقے سے گزرا تو مقامی حضرات نے کچھ دیر اپنے یہاں قِیام کی اِلتجاء کی، جو منظور کرلی گئی۔ اِسی دَوران نَمازِ جُمُعہ کا وقت آگیا، تو رَحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صَحابہ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ باجماعت پہلی نمازِ جُمُعۃُ المبارَک ادا فرمائی۔ جہاں نَماز ادا کی گئی وہاں باقاعِدہ مسجد بنالی گئی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۲۵) مسجدِ مُعَرَّس

یہ مسجد شریف مِیقاتِ اہلِ مدینہ ''ذُوالحُلَیفہ'' کے قبلے کی جانب

ہُوا کرتی تھی۔ یہ اُس مقدّس جگہ پر واقع تھی جہاں شَہَنْشاہِ کائنات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا سے واپَسی پر رات گزاری تھی اور آرام فرمایا تھا۔ اب اس مسجد مبارک کی زیارت نہیں ہوسکتی!

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۶﴾ مسجد ذُوالحُلَیفہ

یہ مسجد شریف مسجدُالنّبوِیِّ الشّریف علٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے جُنوب مغرِب میں تقریباً 9 کلومیٹر کے فاصِلے پر واقِع ہے۔ آج کل یہ مقامِ بیرِ علی یا اَبیارِ علی کے نام سے مشہور ہے اور یہ اہلِ مدینۂ منوّرہ کی **مِیقات** ہے۔ مسجِدِ ذُوالْحُلَیفہ کا پُرانا نام ''مسجدِ شَجَرہ'' ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ نبیِّ آخرُ الزّمان، شَہَنْشاہِ کون ومکان صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینۂ منوّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا سے ''شَجَرہ'' کے راستے سے باہر تشریف لے جاتے اور مُعَرَّس کے راستے سے مدینے آتے اور جب مکّۃُ المکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا تشریف لے جاتے تو ''مسجدِ شَجَرہ'' میں نَماز پڑھتے تھے اور جب واپَس تشریف فرما ہوتے تو ذُوالحُلَیفہ میں نالے کے بیچ میں نماز ادا کرتے تھے، وہیں رات بھر قِیام رہتا یہاں تک کہ صُبح ہوتی۔ (بخاری ج۱ ص ۵۱۶ حدیث ۱۵۳۳) حضرتِ سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں کہ

رسولِ غیب دان آقائے دوجہان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذُوالْحُلَیفہ میں رات بسر فرمائی اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔ (مسلم ص۶۰۷ حدیث ۱۱۸۸)

سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم **حِجَّۃُ الوَدَاع** کے لئے تشریف لے جاتے وقت ذُوالْحُلَیفہ پہنچے تو وہاں مسجد میں دو رَکعت پڑھیں۔ (ایضاً ص ۳۹٤، تاریخ المدینۃ المنورہ ص ۵۰۱۔۵۰۲) اب یہاں بنام ''مسجدِ ذُوالحُلَیفہ'' ایک عالیشان مسجد قائم ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعالٰی علٰی محمَّد

﴿۲۷﴾ مسجدِ قِبلَتَین

یہ مُبارَک مسجدِ اَلْحَرَّۃُ الْوَبَرَۃ (اَلْحَرَّۃُ الْغَرْبِیَّۃ) میں ''وادیٔ عَقِیق'' کے ''اَلعَرصہ'' نامی میدان کے قریب واقع ہے۔ مساجِدِ خمسہ بھی وہیں قریب ہی واقع ہیں۔ ''بیرِ رُوْمہ'' (یعنی سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کنواں) مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا سے جاتے ہوئے اِس مسجدِ شریف کے دائیں (یعنی سیدھی) جانب ہے۔ حُضورِ پُرنور، فیض گنجور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں نمازِ ظُہر ادا فرمائی ہے۔ یہ مسجدِ مقدّس ''بَنُو سُلَیم'' کے نام سے مُتَعارَف تھی کیونکہ یہاں قبیلۂ بَنُو سُلَیم آباد تھا۔ ہجرت کے سَترھویں مہینے ۱۵ رَجَب الْمُرَجَّب سن ۲ھ (جنوری 624ء) بروز شنبہ (یعنی ہفتے کے روز) میرے آقا

مسجدِ ذُوالحُلَیفه

مسجدِ قبلتَین

جَبَلِ اُحُد

مزارِ سیّدُنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسجد خیف | مسجد جن | مسجد جعرانہ | مسجد نمرہ | مسجد غمامہ | مسجد جمعہ | مسجد شیخین | مقام ابراھیم | حجر اسود | غار ثور | غار حرا | جبل احد | محراب نبوی | منبر رسول
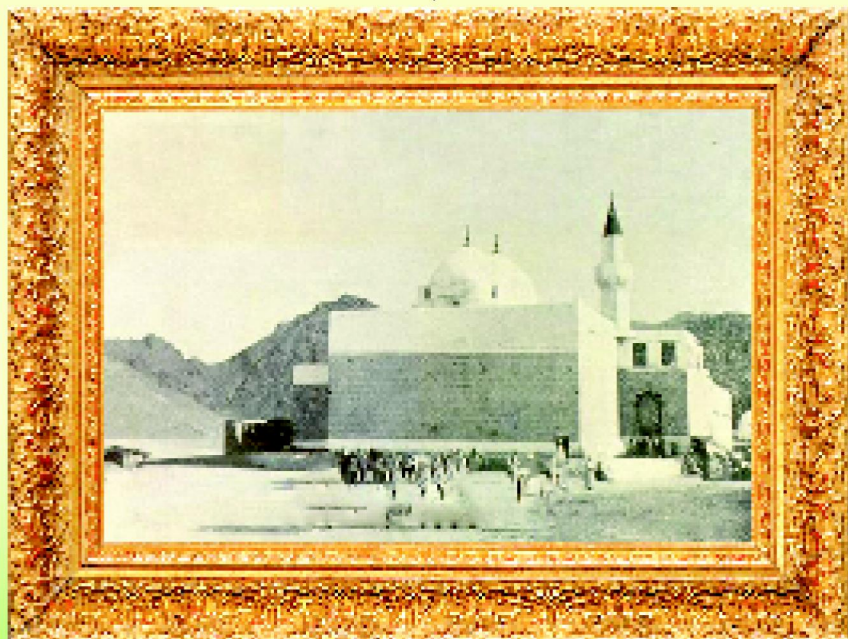
صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہاں پر ابھی ظُہر کی دو رَکعت ادا فرمائی تھیں کہ تحوِیلِ قِبلہ کا حُکم نازِل ہوگیا، بقِیّہ دو رَکعت بَیْتُ اللّٰہ شَرِیف کی طرف مُنہ کر کے ادا فرمائیں۔ اِس وجہ سے اِس کا نام مسجِدِ قِبلَتَین (یعنی دو قبلوں والی مسجد) ہوا۔ بطورِ یادگار عاشِقانِ رسول نے بیتُ المقدّس کی طرف دیوار میں قِبلے کا نشان بنادیا تھا اور اس میں ''آیاتِ تحوِیلِ قبلہ'' نقش کر دی تھیں، عاشِقینِ زائرین اِس نشان کو بھی مَس کر کے بَرَکت حاصل کرتے تھے۔ اب وہ دیوار شریف ہٹا دی گئی ہے اور صَدْر دروازے کی جانب چھت پر قبلۂ اوّل کی سَمْت کے اظہار کیلئے مُصَلّے کا نقش بنا دیا گیا ہے۔

جَبَلِ اُحُد

جَبَلِ اُحُد مدینۂ منوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّ تَعۡظِیۡمًا کی جانِبِ شمال واقع یہ ایک نہایت ہی مقدّس پہاڑ ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابوعَبْس بِن جَبْر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اُحُدٌ ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنی ''یہ اُحُد پہاڑ ہم سے مَحَبَّت کرتا ہے اور ہم اِس سے مَحَبَّت کرتے ہیں۔ (مزید فرمایا:) اور یہ جنّت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے جبکہ عَیر جو ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہم اسے دشمن سمجھتے ہیں،

وہ جہنّم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔'' (مُعجَم اَوسط ج ۵ ص ۳۷ حدیث ۶۵۰۵) ''جَبَلِ عَیر'' اُحُد پہاڑ کے سامنے جُنوب (south) کی طرف مکّۂ مکرَّمہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تَعْظِیْمًا کے راستے میں واقِع ہے جسے سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دشمن قرار دیا ہے۔ معلوم ہوا جَمادات (یعنی ٹھوس چیزوں) میں بھی مَحبّت وعداوت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔

مزارِ سیِّدُنا ہارون

حضرتِ سیِّدُنا ہارون عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا مزارِ پُر اَنوار جَبَلِ اُحُد پر واقِع ہے۔ مگر افسوس! اب اِس کی زِیارت بے حد مشکل ہے، پہاڑ کے نیچے ہی سے ''السلام علیک یانبیَّ اللّٰہ'' عرض کر دیجئے۔

مزارِ سیِّدُنا حمزہ

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ غزوۂ اُحُد (۳ ھ) میں شہید ہوئے تھے، آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مزار فائضُ الانوار اُحُد شریف کے قریب واقِع ہے۔ ساتھ ہی حضرتِ سیِّدُنا مُصْعَب بن عُمَیر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرتِ سیِّدُنا عَبدُ اللّٰہ بن جَحْش رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزارات بھی ہیں۔ نیز غزوۂ اُحُد میں 70 صحابۂ کرام عَلَیہِمُ الرِّضْوَان نے جامِ شہادت نوش کیا تھا اُن میں سے بیشتر شُہدائے اُحُد بھی

ساتھ ہی بنی ہوئی چار دیواری میں ہیں۔

بعض شُہَداء اُحُد کے مزارات کی نشاندہی

ان میں سے چند شُہَداءِ کرام رِضْوانُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی مبارک قبریں سیِّدُ نا امیر حمزہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی شہادت گاہ سے ''سیِّدُ الشُّہَدا امیر حمزہ اسکول'' کی دوسری جانب ایک چھوٹی سی گھاٹی پر ہیں جس کے گرد تُرکوں نے ایک چار دیواری تعمیر کروادی تھی۔ اُس چار دیواری کو حال ہی میں مزید بُلند کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا قبرِستان ہے جس میں حضرتِ سیِّدُ نا عَمر و بن جَمُوح رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ایک غلام اور آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ایک بھتیجے کی مبارک قبریں ہیں۔ پہلی بار حضرت سیِّدُ نا عَمر و بن جَمُوح اور حضرت سیِّدُ نا عبدُ اللّٰہ بن عَمر و بنُ الحرام رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما کو اکٹھا ایک قبر میں دَفن کیا گیا تھا، مگر جب تدفینِ نَو ہوئی تو ان کو علیحدہ علیحدہ قبروں میں مُنتقل کیا گیا۔ ''واقِدی'' کے قول کے مطابِق اس قبرِستان میں حضرت سیِّدُ نا خارِجہ بن زید ، حضرتِ سیِّدُ نا سعد بن ربیع، حضرت سیِّدُ نا نعمان بن مالک اور حضرت سیِّدُ نا عَبدَۃ بِن حَسْحاس رِضْوانُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن بھی مدفون ہیں۔ (تاریخ المدینۃ المنورۃ لابن شبہ ج ا ص ۱۲۹) اس کے علاوہ مزید دو صحابۂ کرام حضرتِ سیِّدُ نا ابو الیَمَن اور حضرتِ سیِّدُ نا خَلّاد بن عَمر و بن جموح بھی وہیں آرام فرما ہیں۔ رِضْوانُ اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدائے اُحد پر آتے اور فرماتے: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (یعنی سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا!)

(مصنف عبدالرزاق ج۳ص ۳۸۱ حدیث ٦٧٤٥)

شُہَدائے اُحُد عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو سلام کرنے کی فضیلت

حضرتِ سیِّدُنا شیخ عبدُالحق مُحدِّث دِہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نَقْل کرتے ہیں: جو شخص ان شُہدائے اُحُد سے گزرے اور ان کو سلام کرے یہ قِیامت تک اُس پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ شُہدائے اُحُد عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور بالخُصوص مزارِ سیِّدُ الشُّہدا ءسیِّدُنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارہا جوابِ سلام کی آواز سنی گئی ہے۔

(جذب القلوب ص ۱۷۷)

سیِّدُنا حمزہ کی خدمت میں سلام

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا حَمْزَۃُ ط اَلسَّلامُ

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے سیِّدُنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سلام

عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللہِ ط اَلسَّلامُ عَلَیْکَ

ہو آپ پر اے محترم چچا رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے، سلام ہو

يَا عَمَّ نَبِيِّ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ

آپ پر اے عَمِّ بُزُرگوار اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے چچا

حَبِيْبِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے چچا

الْمُصْطَفٰى ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ

مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے، سلام ہو آپ پر اے سردار شہیدوں کے

وَيَا اَسَدَ اللهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

اور اے شیر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اور شیر اُس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے۔ سلام

يَا سَيِّدَنَا عَبْدَ اللهِ بْنَ جَحْشٍ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

ہو آپ پر اے سیِّدُنا عبداللہ بن جَحْش رضی اللہ تعالٰی عنہ، سلام ہو آپ پر

يَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا

اے مُصْعَب بن عُمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ سلام ہو اے

شُهَدَآءَ اُحُدٍ كَآفَّةً عَآمَّةً وَّرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

شُہدائے اُحُد آپ سبھی پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتیں اور برکتیں۔

شہدائے اُحُد علیہم الرضوان کو مجموعی سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءُ یَا سُعَدَآءُ

ترجمہ: سلام ہو آپ پر اے شہیدو! اے نیک بختو!

یَا نُجَبَآءُ یَا نُقَبَآءُ یَا اَھْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَآءِ ؕ

اے شریفو! اے سردارو! اے مُجَسَّم صِدْق و وفا!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

سلام ہو آپ پر اے مجاہدو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنے والو!

حَقَّ جِھَادِہٖ ؕ ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

﴿ترجَمۂ کنزالایمان: سلامتی ہو تم پر تمہارے صَبْر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی

عُقْبَی الدَّارِ ؕ (۲۴)﴾ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَآءَ

خوب ملا﴾ سلام ہو اے شُہدائے

اُحُدٍ کَافَّۃً عَامَّۃً وَّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ؕ

اُحُد آپ سبھی پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رَحمتیں اور برکتیں نازِل ہوں۔

طالبِ غمِ مدینہ و بقیع ومغفرت و بے حساب جنّت الفردوس میں آقا کا پڑوس

محمد الیاس قادری رضوی

۲۸ شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

16-9-2012

ایک چُپ سو ۱۰۰ سُکھ

ماٰخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ	کتاب	مطبوعہ
قراٰنِ مجید	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	فردوس الاخبار	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیرکبیر	داراحیاءالتراث العربی بیروت	مجمع الزوائد	دارالفکر بیروت
درمنثور	دارالفکر بیروت	جمع الجوامع	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیرنسفی	دارالمعرفۃ بیروت	جامع صغیر	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیربغوی	دارالکتب العلمیۃ بیروت	کنزالعمال	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیرروح البیان	داراحیاءالتراث العربی بیروت	کتاب الھواتف	المکتبۃ العصریہ بیروت
تفسیرات احمدیہ	کوئٹہ	حلیۃ الاولیاء	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیرخزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	دلائل النبوۃ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
تفسیرنعیمی	مکتبہ اسلامیہ مرکز الاولیاء لاہور	جامع الاصول	دارالکتب العلمیۃ بیروت
صحیح البخاری	دارالکتب العلمیۃ بیروت	کشف الخفاء	دارالکتب العلمیۃ بیروت
صحیح مسلم	دارابن حزم بیروت	فتح الباری	دارالکتب العلمیۃ بیروت
سنن الترمذی	دارالفکر بیروت	شرح صحیح مسلم	دارالکتب العلمیۃ بیروت
ابن ماجہ	دارالمعرفۃ بیروت	شرح الزرقانی علی المؤطا	داراحیاءالتراث العربی بیروت
مؤطاامام مالک	دارالمعرفۃ بیروت	فیض القدیر	دارالکتب العلمیۃ بیروت
مسندامام احمدبن حنبل	دارالفکر بیروت	مرقاۃ	دارالفکر بیروت
مشکوۃ المصابیح	دارالکتب العلمیۃ بیروت	لمعات التنقیح	مکتبۃ المعارف العلمیۃ مرکز الاولیاء لاہور
معجم کبیر	داراحیاءالتراث العربی بیروت	مراٰۃ المناجیح	ضیاءالقراٰن پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور
معجم اوسط	دارالکتب العلمیۃ بیروت	نزہۃ القاری	فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور
مصنف عبدالرزاق	دارالکتب العلمیۃ بیروت	تہذیب التہذیب	دارالکتب العلمیۃ بیروت
مصنف ابن ابی شیبہ	دارالفکر بیروت	الطبقات الکبری لابن سعد	دارالکتب العلمیۃ بیروت
مستدرک	دارالمعرفۃ بیروت	الطبقات الکبری للشعرانی	دارالفکر بیروت
شعب الایمان	دارالکتب العلمیۃ بیروت	مواھب اللدنیہ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
الترغیب والترھیب	دارالکتب العلمیۃ بیروت	وفاءالوفاء	داراحیاءالتراث العربی بیروت

جذب القلوب	نوری بک ڈپو مرکز الاولیاء لاہور	عیون الحکایات	دار الکتب العلمیۃ بیروت
حجۃ اللہ علی العلمین	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند	روض الفائق	دار الکتب العلمیۃ بیروت
شواہد الحق	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند	روض الریاحین	دار الکتب العلمیۃ بیروت
الشفاء	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند	رشفۃ الصادی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
بستان المحدثین	باب المدینہ کراچی	لقط المرجان	دار الکتب العلمیۃ بیروت
تاریخ المدینۃ المنورہ لابن شبہ	دار الفکر ایران	غنیہ	سہیل اکیڈمی مرکز الاولیاء لاہور
تاریخ مدینہ دمشق	دار الفکر بیروت	ردالمحتار	دار المعرفۃ بیروت
اخبار مکہ	دار خضر بیروت	المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط	باب المدینہ کراچی
تاریخ الاسلام	دار الکتاب العربی بیروت	رفیق المناسک	جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم باب المدینہ کراچی
خصائص کبری	دار الکتب العلمیۃ بیروت	بحر العمیق	موسسۃ الریان بیروت
مدارج النبوت	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند	الحاوی للفتاوی	دار الفکر بیروت
سیرتِ عمر بن عبد العزیز	المکتبۃ الوہبہ	فتاوی رضویہ	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
العقد الثمین	دار الکتب العلمیۃ بیروت	کتاب الحج	مکتبہ نعمانیہ ضیاء کوٹ سیالکوٹ
بحر الدموع	دار الفجر دمشق	بہار شریعت	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
رسالۃ القشیریۃ	دار الکتب العلمیۃ بیروت	بہشت کی کنجیاں	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
اخبار الاخیار	فاروق اکیڈمی گمبٹ	ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
مستطرف	دار الفکر بیروت	جنت میں لے جانے والے اعمال	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
التذکرۃ فی الوعظ	دار المعرفۃ بیروت	بلد الامین	مکتبہ نظامیہ ساہیوال
قوت القلوب	دار الکتب العلمیۃ بیروت	مدینۃ الرسول	مکتبہ نظامیہ ساہیوال
لباب الاحیاء	دار البیروتی دمشق	سنی علماء کی حکایات	فرید بک اسٹال مرکز الاولیاء لاہور
احیاء العلوم	دار صادر بیروت	حیات محدث اعظم پاکستان	رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور
الزواجر	دار المعرفۃ بیروت	مخزنِ احمدی	ہند
احسن الوعاء	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ	مہرِ منیر	نظریۂ پاکستان پرنٹرز مدینۃ الاولیاء ملتان
سرور القلوب	شبیر برادرز مرکز الاولیاء لاہور	پردے کے بارے میں سوال جواب	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
انوار علمائے اہلسنت، سندھ	زاویہ پبلیشرز مرکز الاولیاء لاہور	الجامع اللطیف لابن ظہیرۃ	دار احیاء الکتب العربی مصر
انوار قطب مدینہ	برکاتی پبلیشرز باب المدینہ کراچی	وسائل بخشش	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی انعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافِلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردارآباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرّانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا) ضیا مارکیٹ، بالمقابل جامع مسجد سیّد حامد علی شاہ۔ 048-6007128

مکتبۃ المدینہ (دعوتِ اسلامی) فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

MC 1286

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net